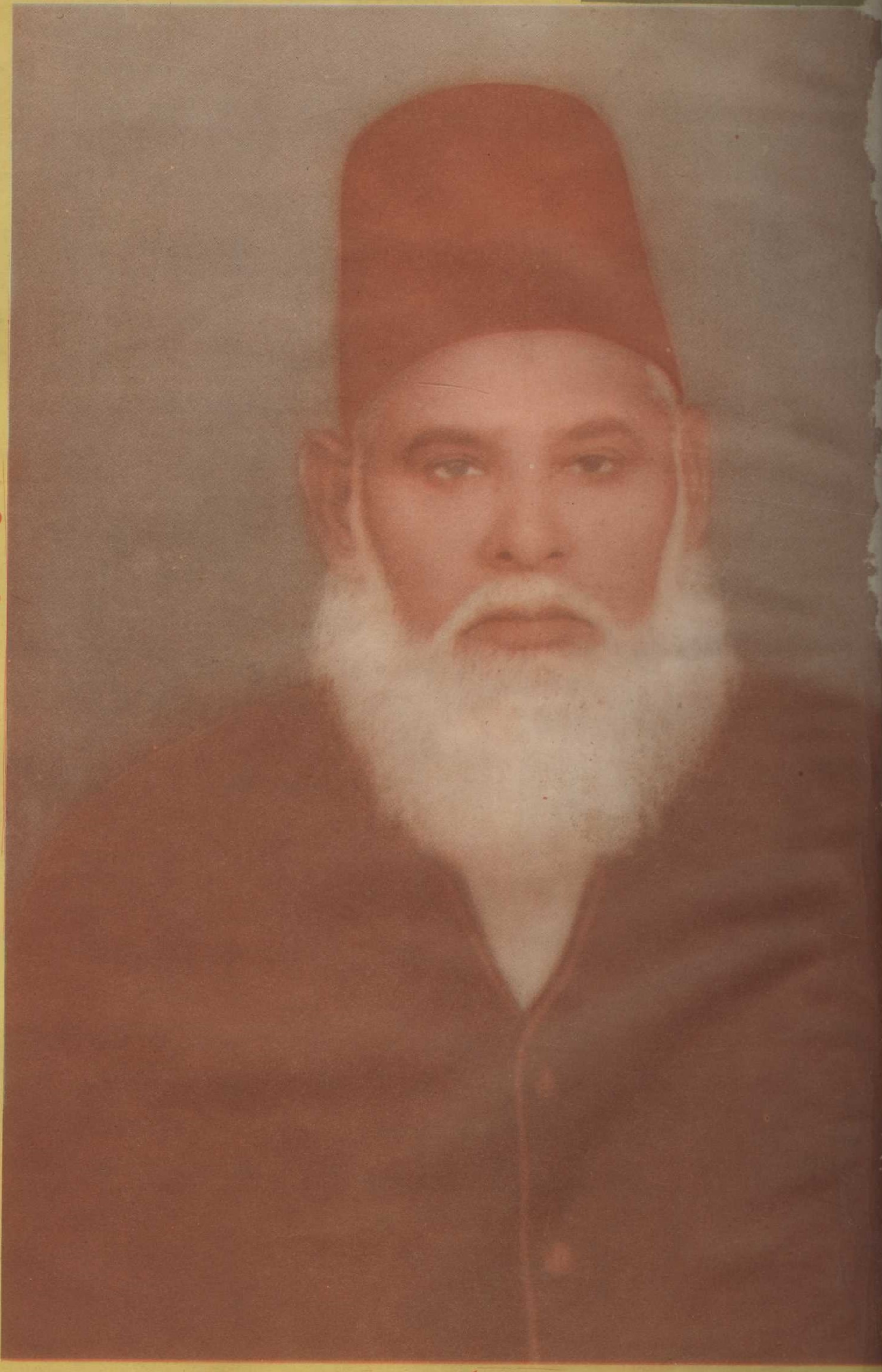
ماہنامہ
ایڈیٹر قاری عطا اللہ

...ضان

سنّی کانفرنس نمبر

قیمت ۴ روپے

- بنارس کانفرنس کا آنکھوں دیکھا...
- اجمیر سے ٹوبہ تک
- سنی کانفرنس کی منزل بہ منزل د...
- اہم انکشافات، دستاویزات کی ز...
- ریڈیو اور ٹی وی پر کیا ہو رہا...
- شبیر احمد عثمانی کب مسلم لیگ میں...



ملتان سنّی کانفرنس کے داعی

غزالیٔ دوراں

علامہ احمد سعید کاظمی

ممتاز العیشیؔ

نیا خورشید نکلنے والا ہے

پیغام بلب ہے دہر، نیا خورشید نکلنے والا ہے
ہے رات کا پچھلا پہر، نیا خورشید نکلنے والا ہے

شب بھر تو پیا ہے رندوں نے ہر جام مقدر کا ساقی
دے اور نہ کوئی زہر، نیا خورشید نکلنے والا ہے

اے آرزوئے خوابیدہ سن یہ نیند کا غلبہ ٹھیک نہیں
کہتی ہے ہوا کی لہر، نیا خورشید نکلنے والا ہے

افسردہ ستاروں کے جھرمٹ تکتے ہیں افق کی مستی کو
ظلمت پہ بھی ٹوٹے قہر، نیا خورشید نکلنے والا ہے

اے قافلے والو جاگ اٹھو، اب راہ دکھائی دینے لگی
وہ دیکھو فصیلِ شہر، نیا خورشید نکلنے والا ہے

یہ آہِ سحرگاہی میری رنگ اپنا ضرور دکھائے گی
اے اشکِ رواں کی نہر، نیا خورشید نکلنے والا ہے

یہ آخرِ شب کا سنّاٹا شاید ہے نویدِ اُجالوں کی
ممتاز ذرا اب ٹھہر، نیا خورشید نکلنے والا ہے

ماہنامہ

فیضان

فیصل آباد

جلد : ۱۵ ماہ ستمبر، اکتوبر

شمارہ ۲، ۳ سنہ ۱۹۷۸ء

و ایڈیٹر : قاری عطاءاللہ

و ڈپٹی ایڈیٹرز : خالد حبیب الٰہی

میاں زبیر احمد، وارث الجیلانی

و سرکولیشن منیجر : ایم اے رضا

و قیمت فی شمارہ : ۴ روپے

و سالانہ : ۳۰ روپے



چمک

سُنّی کانفرنس — روشنی کی کرن

ملتِ اسلامیہ پر جب بھی کوئی نازک وقت آیا، سنی علماء و مشائخ نے پاسبانی ملت کا فریضہ بحسن و خوبی انجام دیا، اور حق کا پرچم سربلند رکھنے کی خاطر کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ سواد اعظم کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس کے اکابرین کا ماضی بھی درخشندہ ہے اور حال بھی تابندہ۔ وہ ہمیشہ ملت کے ماتھے کا جھومر بنے، کلنک کا ٹیکہ کبھی نہیں بنے۔ نہ تو انگریز کی مراعات سے ان کی آنکھیں خیرہ ہوئیں اور نہ ہی وہ ہندو کے مکر و فریب کا شکار ہوئے۔ پاکستان بننے کے بعد نہ تو وہ کبھی حکومت میں شامل ہوکر لوٹ کھسوٹ میں حصہ دار بنے اور نہ ہی انہوں نے ایک غیر محب وطن اپوزیشن کا رول اپنایا۔ جب برصغیر میں پہلے شخص نے کلمہ پڑھا تھا، اس وقت سے لے کر آج تک کوئی تحریک اور کوئی موڑ ایسا نہیں، جہاں علماء و مشائخ اہلسنت نے سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا عملی ثبوت فراہم نہ کیا ہو۔ یہ غلامانِ مصطفٰے کی تاریخ ہے، یہ روشنی کا سفر ہے...!

آج پھر ہم ایک ایسے موڑ پر آپہنچے ہیں جہاں ہمیں منزل کا سراغ نہیں مل رہا۔ کل تک جو لوگ نظام مصطفٰے کے علمبردار بن رہے تھے، وہ آج مسند نشین ہو کر یوں مطمئن ہوگئے ہیں، جیسے منزل مل گئی ہو، جیسے مقصد پورا ہوگیا۔ مایوسیوں کے دائرے پھیلتے جا رہے ہیں.... آخر کب تک زبان سئے رکھیں، کب تک دل کے پھپھولے نہ دکھائیں، کب تک وعدے یاد نہ دلائیں اور کب تک نہ کہیں کہ بندہ نواز! وہ گھر جلا تھا، وہ خون بہا تھا اور وہ دوپٹہ اترا تھا.....! یہ امتحان کا وقت ہے اور یہ فیصلے کی گھڑی ہے۔ ایک طرف کمیونزم ملک کے دروازے پر دستک دے رہا ہے۔ ہمسایہ مسلم ممالک سلگ رہے ہیں۔ تو دوسری طرف کانگرسی ٹولہ کرسیاں حاصل کرنے کے بعد پاکستان کے ازلی دشمن بھارت سے محبت کی پینگیں بڑھا رہا ہے۔ کبھی گندم حاصل کرنے کے بہانے اور کبھی کرکٹ میچ کے بہانے پرانی "محبت" کی یاد تازہ ہو رہی ہے۔ اور خدا جانے یہ "میل جول" کیا رنگ لائے گا! اس موڑ پر ایک دفعہ پھر روشنی کی کرن ابھری ہے، جو منزل کا پتہ دے رہی ہے۔ ملتان کی "کلُ پاکستان سنی کانفرنس" میں ایک دفعہ پھر علماء و مشائخ اہل سنت ملت کی درست سمت میں راہنمائی کے لئے جمع ہو رہے ہیں۔ اس تاریخ ساز کانفرنس کے موقع پر ہم علماء و مشائخ سے یہ امید رکھتے ہیں کہ وہ مسلک حقّہ کے تحفظ اور ملک کے استحکام کی خاطر ایک دفعہ پھر اُسی جذبے کے ساتھ میدان میں آئیں گے، جس جذبے کے ساتھ وہ بنارس کانفرنس کے موقع پر پاکستان بنانے کے لئے آئے تھے۔ آج پھر ہم "آگ ہے اولادِ ابراہیم ہے نمرود ہے" کی کیفیت سے دو چار ہیں۔ آج پھر مقام مصطفٰے کے تحفظ کا مرحلہ درپیش ہے۔ آج پھر پوری قوم اہلسنت علماء و مشائخ کی طرف نظریں لگائے بیٹھی ہے کہ وہ کب میدان میں آئیں گے، کب اپنی شیرازہ بندی کریں گے اور کب اسلاف کی یاد تازہ کریں گے۔

دفتر فیضان بالمقابل داتا دربار ہسپتال۔ لاہور

آہ! مفتی اعظم پاکستان

مفتی اعظم پاکستان، شیخ الحدیث، علامہ ابو البرکات سید احمد کی وفات حسرت آیات سے ملت اسلامیہ ایک عظیم راہنما سے محروم ہو گئی ہے روشنی کا یہ مینار ایسے وقت میں ہماری نظروں سے اوجھل ہو گیا، جبکہ اندھیروں کے سائے بڑھتے جا رہے ہیں۔ اور منزل کا سراغ دور دور تک نظر نہیں آتا، ابوالبرکات سید احمد کی ذات گرامی آسمانِ علم و ہدایت کے ایک ایسے مہر تاباں کی حیثیت رکھتی تھی جس کی ضیا پاشیوں سے ہزاروں دل روشن ہوئے اور لاکھوں کو صراط مستقیم کی ہدایت ملی۔ تفسیر، حدیث اور منطق میں آپ یگانۂ روزگار تھے اور فقہ میں تو آپ کا کوئی ثانی پورے ملک میں نظر نہیں آتا۔ دو قومی نظریہ کے فروغ اور تحریک پاکستان کی کامیابی کے لئے آپ کی خدمات تاریخ کا ایک زریں باب ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ کے تلامذہ اور متعلقین آپ کی دینی اور ملی خدمات کو مرتب کرکے عوام الناس کے سامنے لائیں تاکہ نئی نسل آپ کے افکار و نظریات اور آپ کی خدمات کو مشعل راہ بنا سکے۔

رسائل و جرائد سے بے اعتنائی کیوں؟

ماہنامہ "فیضان" کا اجراء ایک سال قبل ہم نے اس وقت کیا تھا جب کہ پورے ملک میں اہل سنت کا ایک بھی سیاسی ترجمان نظر نہیں آتا تھا۔ ہمیں یہ فخر حاصل ہے کہ ہم بارش کا پہلا قطرہ بنے۔ لیکن ہمیں نہایت افسوس کے ساتھ یہ لکھنا پڑ رہا ہے کہ احباب کی بے توجہی اور عدم تعاون کے باعث ہم بڑی طرح قرض کے بوجھ تلے دب چکے ہیں۔ جہاں تک معیار اور سرکولیشن کا تعلق ہے، اللہ کے فضل و کرم سے ہم نے اس سلسلہ میں خاطر خواہ کامیابی حاصل کی لیکن جہاں تک عملی تعاون کا تعلق ہے، روز اوّل سے آج تک ہم اس سے محروم ہیں۔ اور اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ہمارا ادار ہزاروں روپے کا مقروض ہو چکا ہے۔ ہمارے واجبات مختلف کرم کے ذمہ ہیں لیکن وہ ادائیگی نہیں فرما رہے۔ جہاں تک رسائل و جرا کا تعلق ہے جب تک انہیں خاطر خواہ تعداد میں مستقل اشتہارات نہ ملیں اور نظریاتی لوگ ان سے عملی تعاون نہ کریں، ان کا جاری مشکل ہی نہیں ناممکنات میں سے ہے۔

اہلسنت و جماعت پہلے ہی بار ان تیز گام سے بہت پیچھے رہ چکے ہیں اگر بے حسی کا یہی عالم رہا اور نشر و اشاعت کے م پر رسائل و جرائد کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا گیا، تو ہمارے مخالف ہمارے مسلک کو جتنا نقصان پہنچا دیں گے، شاید ہمارے اکابرین کو اس کا اندازہ نہیں ہے! ہم نہایت ادب کے ساتھ یہ پوچھنا چاہ ہیں کہ اگر ہم مسلک کے نام پر رسائل بھی نہیں چلا سکتے تو پھر کیا ہم سواد اعظم کہلانے کا حق حاصل ہے ....؟ کل پاکستان سنی کانفرنس کے موقع پر ہم اکابرین اور عوام اہلسنت سے بپرزور اپیل کرتے ہیں کہ وہ مشکلات پر قابو پانے کے لئے ہمارے ساتھ تعاون کر یہ تعاون اشتہارات کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے اور عطیات صورت میں بھی۔ اگر ہمیں خاطر خواہ تعاون حاصل ہو گیا تو ہمیں یقین ہے کہ ہم نہ صرف "فیضان" کو جاری رکھ سکیں گے بلکہ اس کے معی اور سرکولیشن کو اتنا بڑھا لیں گے کہ کوئی بھی رسالہ اس کا مقابلہ نہ کر سکے۔ (انشاء اللہ) ہمیں امید ہے کہ ہماری یہ اپیل صدا بصحرا ثابت نہیں ہو گی۔

مفتی اعظم پاکستان شیخ الحدیث علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب کی

شخصیت پر ماہنامہ فیضان کا

مفتی اعظم پاکستان نمبر

اگلے ماہ شائع ہو گا۔

مضامین ۲۰ اکتوبر تک مل جانے چاہئیں

(ادارہ)



ملتان سُنّی کانفرنس کے داعی

علامہ احمد سعید کاظمی

سے ایک اہم انٹرویو

قاری عطاءاللہ، پیرزادہ سردار احمد قادری

آسمانِ علم و حکمت کے خاورِ درخشاں، علامہ احمد سعید کاظمی کا شمار ملک کے ان معدودے چند علماء میں ہوتا ہے جن کی علمی فضیلت اور عظمت کردار کو اپنے پرائے سبھی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ آپ کو بجا طور پر رازیٔ زماں اور غزالیٔ دوراں کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ہزاروں طالبانِ رشد و ہدایت آپ سے فیضیاب ہو کر ملک کے کونے کونے میں تبلیغ و اشاعت دین میں مصروف ہیں۔ تحریک پاکستان ہو یا تحریک نظام مصطفےٰ ہر دور میں ہر نازک وقت پر آپ حق کا پرچم تھامے اگلی صفوں میں نظر آئے۔ اس دوران نہ تو کوئی خوف و لالچ آپ کے راستے کی دیوار بن سکا۔ اور نہ کوئی مصلحت آڑے آئی۔ ضعیفی اور علالت کے باوجود آج بھی آپ پاسبانی ملت کا فریضہ بحسن و خوبی انجام دے رہے ہیں۔ اور کل پاکستان سُنّی کانفرنس کے داعی کی حیثیت سے آپ نے سوادِ اعظم کو ایک پلیٹ فارم پر ایک پرچم تلے متحد کرنے کی جو سعیٔ جمیل کی ہے وہ آپ کی دیگر گرانقدر خدمات کی طرح تاریخ میں سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ فیضان کے سنی کانفرنس نمبر کیلئے ہم نے حضرت علامہ کاظمی سے انٹرویو کا وقت مانگا تو آپ نے کمال شفقت سے ہمارے ذوق کی تکمیل فرما دی۔ آپ سے ہونے والی گفتگو نذر قارئین ہے۔

س ۱: کیا آپ ارشاد فرمائیں گے کہ تحریک پاکستان میں علماء اکرام نے کیا کردار ادا کیا؟

ج ۱: میں عرض کروں گا۔ کہ قیام پاکستان کے سلسلے میں سنی علماء و مشائخ نے بہت نمایاں کردار ادا کیا اور ان کی خدمات اس سلسلے میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ اور جو لوگ مسلک اہلسنت کے مستقل مخالفین میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کی غالب اکثریت کانگریس کے ساتھ تھی اور ان لوگوں نے اسلامی قومیت کے بارے میں علماء اہلسنت سے اختلاف کیا ہمارے تمام علماء و مشائخ نے قومیت کی بنیاد مذہب اور دین کو قرار دیا ہے ہمارے پیشوا اعلحضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے ہندوؤں کے ساتھ موالات اور اشتراکِ عمل کی مخالفت کی اور مسلم قومیت کا نظریہ پیش کیا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اعلحضرت کا یہ نظریہ پاکستان کی اساس بنا اور اس اساس پر پاکستان کی عمارت تعمیر کرنے کے لیے اہلسنت علماء و مشائخ نے جدّ و جہد فرمائی۔ اس جدو جہد کے مناظر کئی دفعہ دیکھنے میں آئے کبھی توٹینہ کی کانفرنس میں اس نظریے کا پرچار ہوا اور کبھی اجمیر کانفرنس میں اور یہ حقیقت ثابتہ ہے کہ جدو جہد کا مطلب مسلم قومیت کا تشخص پیدا کرنا اور مسلمانوں کو دوسری قوموں میں مدغم کرنے کی کوشش کو ناکام بنانا تھا۔ آپ کو کوئی ایسی مثال تو شاید مل جائے کہ کوئی سُنّی عالم مسلم لیگ میں شامل نہ ہوا ہو۔ لیکن ایک بھی مثال ایسی نہیں ملے گی۔ کہ کسی سنی عالم نے مسلم قومیت کے نظریہ کی مخالفت کی ہو۔ اور قومیت کا دار و مدار وطنیت کو قرار دیا ہو علامہ اقبال نے فرمایا تھا۔

ع قوم مذہب سے ہے، مذہب جو نہیں تم بھی نہیں

اسی نظریے کی خاطر اہلسنت نے جدوجہد کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ۱۹۴۶ء آل انڈیا بنارس کانفرنس کو اگر تحریک پاکستان کا اہم سنگ میل قرار دیا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ کیونکہ اس موقع پر ہزاروں علماء و مشائخ نے متفقہ طور پر تحریک پاکستان کی حمایت کا اعلان کیا۔ اس وقت اہلسنت کے مخالف علماء وطنیت کو قومیت کی بنیاد قرار دے کر نہرو اور گاندھی کی حمایت میں بر سرِ پیکار تھے اور ان لوگوں نے قیام پاکستان کی راہ میں بہت مشکلات پیدا کیں۔

آل انڈیا سُنّی کانفرنس کے مطالبۂ پاکستان کی حمایت سے مسلم لیگ کو بہت تقویت پہنچی اور ہمارے علماء و مشائخ نے پاکستان بنانے کے لیے اپنے تمام وسائل صرف کر دیئے تھے۔ میں نے خود بھی ۱۹۳۵ء میں مسلم لیگ کی باقاعدہ رکنیت اختیار کر لی تھی اور اپنے وسائل کے مطابق میں نے تحریراً اور تقریراً نظریۂ پاکستان کی تائید اور مخالفین پاکستان کی تردید کے لیے جد و جہد کی۔

س ۲: پاکستان اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے معرضِ وجود میں آیا تھا۔ لیکن کیا وجہ ہے کہ اب تک یہاں اسلامی نظام نافذ نہیں ہو سکا۔

ج: میرا خیال یہ ہے کہ قائداعظم تو اسلام کے بارے میں مخلص تھے اور لیاقت علیخاں نے بھی جو قرار داد مقاصد منظور کی وہ اسلامی نظام کے سلسلہ میں بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ اگر قائداعظم کی زندگی وفا کرتی اور لیاقت علی خاں کو موقع ملتا تو میرا حسنِ ظن یہ ہے کہ وہ اسلامی نظام نافذ کر دیتے اور پس و پیش سے کام نہ لیتے ان دونوں حضرات کے بعد مسلم لیگ میں وہ لوگ آگے آ گئے جو مغربیت سے بے حد متاثر تھے۔ ان لوگوں نے اسلام کا نام تو لیا لیکن عملاً اس کے لیے کچھ نہ کیا۔ اگر یہ لوگ اخلاص کے ساتھ کوشش کرتے تو اب تک یقیناً اسلامی نظام نافذ ہو چکا ہوتا۔ پاکستان میں اسلامی نظام کے بر پا نہ ہونے کی ذمہ داری دراصل انہی لوگوں پر عائد ہوتی ہے جن کے ہاتھ میں زمامِ اقتدار تھی مگر ان کا ذہن اسلامی اقتدار کی

بجائے مغربی انداز سے متاثر تھا۔

س:۔ قیام پاکستان کے مخالفین تو مسندِ اقتدار تک پہنچ چکے ہیں اور تحریک پاکستان میں قربانیاں دینے والے اہلسنت ہر میدان میں ان سے پیچھے نظر آتے ہیں۔ اس کی آخر کیا وجوہات ہیں۔

ج:۔ بات یہ ہے کہ اہلسنت نے اسلاف کے طریقوں کو اپنایا اور انہی کی راہ کو اختیار کیا۔ سلف کے کردار میں یہ بات نہ تھی کہ وہ کسی مفاد کے پیشِ نظر اپنے نظریے کو بدل لیں۔ اس وقت جو سیاست ہمارے ملک میں چل رہی ہے وہ مغربی سیاست کا چربہ ہے اور اسے اسلامی سیاست سے ہرگز تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔ وقت کے تقاضوں کے مطابق خود کو بدل لینا اور لوگوں کو مکر و فریب میں مبتلا کرنا ہمارے اسلاف کا شیوہ نہ تھا اور اہلسنت نے یہ طریقہ اختیار نہیں کیا۔ علماء اہلسنت نے پاکستان کے لیے بے لوث جدوجہد کی تھی لیکن اس کے باوجود وہ کبھی اقتدار کے خواہاں نہیں رہے لیکن جو لوگ قیام پاکستان کے خلاف تھے۔ انہوں نے پینترے بدلے اور حصول اقتدار کے لیے ہر جائز و ناجائز حربہ استعمال کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہی وہ بنیادی فرق ہے جس کے باعث آج وہ لوگ وقتی طور پر ہم سے آگے نظر آ رہے ہیں۔ ان لوگوں نے ایک وقت میں جس چیز کو ناجائز کہا، دوسرے وقت میں وہ جائز ہو گئی . . . . ایک وقت کسی بات کو ناحق کہا پھر دوسرے وقت اسے حق تسلیم کر لیا۔ ایک خاص وقت میں ان لوگوں نے سوشلزم کی حمایت کی اور پھر کچھ عرصہ بعد اس کے خلاف نظر آئے - اہلسنت نے جس چیز کو ایک دفعہ حق جانا پھر اس کو ہمیشہ حق ہی سمجھتے رہے ۔ اور کبھی مکر و فریب کو اپنا طرز عمل نہیں بنایا۔ موجودہ سیاست میں تو کامیاب وہی لوگ نظر آتے ہیں جو دھوکہ دے سکیں۔ لیکن ہم راہ مستقیم سے ہٹے بغیر پر امید ہیں کہ بالآخر حقیقی کامیابی ہمیں ہی حاصل ہو گی۔

س:۔ موجودہ حکومت نظام مصطفٰے کی دعویدار ہے کیا اس کے اعلانات اور اب تک کے اقدامات سے آپ یہ امید رکھتے ہیں۔ کہ وہ مستقبل قریب میں نظام مصطفٰے نافذ کر دے گی؟

ج:۔ اللہ کی رحمت سے تو میں ناامید نہیں . . . . لیکن موجودہ حکومت کی اب تک کی کارکردگی سے یہ ہرگز ظاہر نہیں ہوتا کہ مستقبل قریب میں ملک میں نظام مصطفٰے کا قیام عمل میں آ جائے گا۔ اگر یہ لوگ اسلامی نظام سے مخلص ہوتے تو اب تک کچھ نہ کچھ تو ہو چکا ہوتا۔ نظام مصطفٰے کے نفاذ کے لیے جو ابتدائی اور بنیادی اقدامات ضروری ہوتے ہیں اب تک تو وہ بھی نہیں کیے گئے۔ قرآن مجید میں اسلامی نظام قائم کرنے ، والوں اور اقتدار پر آنے والے مسلمانوں کے لیے ایک معیار بتایا گیا ہے اور قرآن پاک میں فرمان خداوندی کا خلاصہ یہ ہے کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ زمین پہ حکومت عطا فرماتا ہے۔ وہ اقامت صلوٰۃ کا انتظام اور زکوٰۃ کا نظام برپا کرتے ہیں۔ اور نیکی کے حکم کا نظام اور بدی سے روکنے کا نظام قائم کرتے ہیں ـــ انجام کار تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے لیکن اسلامی ریاست کے ارباب بست و کشاد کی بنیادی ذمہ داری واضح کر دی گئی ہے۔ موجودہ حکومت نے تو اب تک یہ ابتدائی اقدامات بھی نہیں کئے ہیں۔ عوام کے مسائل حل کرنے کے لیے بھی کوئی خاص کوشش نہیں ہوئی۔ زنا اور شراب کے لیے شرعی سزاؤں کا نفاذ عمل میں نہیں آیا۔ بے حیائی کے مراکز بھی اسی طرح چل رہے ہیں۔ غرضیکہ جن ابتدائی اقدامات کے نفاذ میں کوئی مشکل پیش نہیں آ سکتی وہ بھی نہیں کئے گئے۔

اسلام میں کوئی چیز ایسی نہیں جو کسی وقت قابل عمل نہ ہو۔ اب کچھ لوگوں نے کہنا شروع کر دیا ہے کہ موجودہ ماحول میں اسلامی نظام نافذ نہیں ہو سکتا۔ خصوصاً اسلامی تعزیرات کو جاری کرنا ممکن نہیں بعض لوگوں نے تو اسے ظلم بھی قرار دیا ہے ۔

میرا نظریہ یہ ہے کہ اسلام ہر وقت قابل عمل ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اسلام کے نفاذ میں تاخیر کی کوئی وجہ نہیں اور یہ کہنا کہ موجودہ ماحول اور زمانہ اس کے مطابق نہیں ا بالکل غلط ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام ہر زمانے میں قابل عمل نہیں ہے۔ اس طرح تو کسی وقت یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ نماز پڑھنے کی تبلیغ کرنا زمانے کے موافق نہیں یا نیکی کا حکم دینا زمانے کے موافق نہیں۔ اور اس طرح تو اسلام ختم ہوتا چلا جائے گا

اور وہ دور کب آئے گا، جو اسلام کے موافق ہو . . شاید وہ سو برس تک نہ آئے جن لوگوں کا یہ نظریہ ہے کہ موجودہ ماحول میں اسلام نافذ نہیں ہو سکتا۔ ان سے یہ امید نہیں رکھی جا سکتی کہ مستقبل قریب تو کیا مستقبل بعید میں بھی وہ اسلامی نظام نافذ کر دیں گے۔

ـــــــ میرا نظریہ یہ ہے کہ اسلام ہر وقت قابل عمل ہے اور اس کے نفاذ کے سلسلہ میں جو رکاوٹیں بیان کی جاتی ہیں ان کو بھی نظام مصطفٰے کے نفاذ سے ہی دور کیا جا سکتا ہے۔ اگر نظام مصطفٰے نافذ نہیں ہو گا تو وہ رکاوٹیں دور نہیں ہوں گی ہر نوع میں خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ایسے اسباب مہیا فرمائے۔ کہ ہمارے ملک میں نظام مصطفٰے نافذ ہو سکے۔

س:۔ بعض لوگ یہ پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ علماء اختلافی مسائل میں الجھ کر مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اختلافات بڑھا رہے ہیں۔ اور اس طرح فتنہ فساد پیدا ہو سکتا ہے۔ آپ کی اس سلسلہ میں کیا رائے ہے۔؟

ج:۔ ہر عالم دین کا فرض ہے کہ وہ اپنے مسلک کی اور صداقت کو حسن و خوبی کیساتھ مدلل طور پر قوم کے پیش کرے اور اس طرح مخالفین مسلک احسن تنقید بھی علماء کے فرائض میں شامل ہے۔ کام "وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ" کے اصول اور فتنہ و فساد کو مسدود کیا جائے۔

س:۔ لیکن بعض لوگ تو ایسے اقدامات کر رہے ہیں فتنہ و فساد پیدا ہو۔

ج:۔ آپ نے صحیح کہا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ بعض حلقے اس قسم کی مذموم کوششیں کر رہے ہیں۔ اور ان نے کوئی قابل تعریف کام کرنے کی بجائے غیر متعلق کی طرف توجہ دینی شروع کر دی ہے۔ جس سے پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ مثلاً حال ہی میں درود و س پر پابندی لگانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور مساجد لے جا مداخلت کی گئی ہے لیکن یہ سعی لاحاصل ہے ہم اس کا دفاع کرنا جانتے ہیں۔ ویسے ہم اس کا جھگڑے اور فساد کی صورت میں نہیں کریں گے۔ بلکہ طور پر اس سلسلے میں فتنہ و فساد سے بچتے ہوئے پوری اور مکمل جدوجہد کو بروئے کار لائیں گے۔

اگر اس کے بعد بھی صورت حال خراب ہوئی، ا نتائج توقعات سے برعکس برآمد ہوئے تو اس ذمہ داری علمائے اہلسنت پر نہیں ہو گی۔ بلکہ ان لوگوں پر ہو گی جنہوں نے درود و سلام بند کر کے سوا کے مسلک کے خلاف قدم اٹھایا ہے۔ ان کے جذ کو ٹھیس پہنچائی ہے۔ اور فتنے کا دروازہ کھولا اس لیے میرا مشورہ ایسے لوگوں کے لیے یہ ہے کہ ا اقدامات نہ کریں۔ جو بعد میں ان کے لیے پریشانی بنیں۔ اور ماحول میں کشیدگی پیدا ہو۔ کیونکہ ہم ک بھی نہیں چاہتے کہ معاشرہ الجھاؤ اور انتشا ہو۔ اور پیچیدگیاں مزید بڑھیں۔

س: ملتان میں ہونے والی کل سنی کانفرنس کن مقاصد کے حصول کے لیے ہو رہی ہے

ج:۔ سنی کانفرنس کے انعقاد کے دو بنیادی مقاصد ہیں۔ ایک تو یہ کہ ملک بھر کے اہلسنت مسلمان جن کی ملک میں اکثریت ہے اور جنہیں سوادِ اعظم کہا جا سکتا ہے ان کی بکھری ہوئی قوت کو مستحکم بنیادوں پر منظم کرنے کی سبیل کی جائے۔ دوسرا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اہلسنت کو ان کا عقائد اور اعمال صالحہ کی طرف توجہ دلائی جائے کیونکہ اس کے بغیر یہ ممکن نہیں کہ وہ

درود و سلام کو بند کرنے کی کوشش سے حالات خراب ہوئے تو ہم ذمہ دار نہ ہوں گے

ملک و ملت کی صحیح طور پر خدمت کر سکیں، ہم یہ چاہتے ہیں کہ سوادِ اعظم کے ذہنی رجحانات خالص مذہبی جذبات کے ساتھ بیدار رہیں تاکہ وہ ملک و قوم کی صحیح خدمت کر سکیں۔ اور پاکستان کے بنیادی نظریے کو اس کے مخالفین کی دستبرد سے محفوظ رکھ سکیں۔ ہمارا مقصد نہ تو سیاسی ہے نہ فرقہ بندی پیدا کرنا، ہم تو اپنے مسلک کا تحفظ اور اپنی جماعت کی تنظیم کرنا چاہتے ہیں۔ سنی کانفرنس کے انعقاد میں کوئی سیاسی مقصد کارفرما نہیں ہے۔ اور نہ ہی ہم فرقہ بندی پیدا کرنا چاہتے ہیں ہم خود فرقہ واریت کو نہایت ناپسند کرتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ہماری موجودہ سیاست مغربی سیاست کا چربہ ہے۔ اسی لیے ہم کسی سیاسی مقصد کے لیے سنی کانفرنس منعقد نہیں کر رہے۔

س: آپ نے فرمایا ہے کہ سنی کانفرنس کے انعقاد میں کوئی سیاسی مقصد کارفرما نہیں رہے۔ لیکن بعض اخباری اطلاعات کے مطابق اس موقع پر جمعیت علماء پاکستان کی مجلس شوریٰ کا اجلاس بھی ہو رہا ہے۔ کیا آپ اس کی وضاحت فرمائیں گے؟

ج: سنی کانفرنس کے انتظامات کے سلسلہ میں اب تک جتنے بھی اجلاس ہوئے وہ تمام جماعت اہل سنت کے تھے جو کہ ایک مذہبی تنظیم ہے اور کانفرنس میں شرکت کے لیے تمام سنی علماء و مشائخ کو دعوت دی گئی ہے، چاہے وہ جمعیت علماء پاکستان میں شامل ہوں یا نہ ہوں میرے خیال کے مطابق سنی کانفرنس میں شرکت کرنے والوں کا غالب حصہ ایسا ہوگا جو جمعیت علماء پاکستان میں شامل نہیں ہے۔ جمعیت کے جن حضرات کو دعوت دی گئی ہے، وہ صرف سنی ہونے کی حیثیت سے مدعو ہیں، جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے کانفرنس کی تاریخوں کے دوران کسی سیاسی جماعت کا کوئی اجلاس نہیں ہو رہا۔ البتہ اگر کوئی جماعت کانفرنس کی قریبی تاریخوں میں ملتان میں اپنا اجلاس رکھ لیتی ہے تو اُن کی صوابدید پر ہے ہمارا اس سے تعلق نہیں۔

س: سنی کانفرنس کے شرکاء کے لیے آپ کا پیغام کیا ہے؟

ج: میں انہیں وہی پیغام دینا چاہتا ہوں جو جماعت اہلسنت کے قیام اور سنی کانفرنس کے انعقاد کا مقصد ہے ہم عملی طور پر دوسرے لوگوں سے بہت پیچھے ہیں اور اب ہمیں پورے ملک میں مستحکم بنیادوں پر اپنی تنظیم کرنا ہے اب انشاءاللہ ایسا نہیں ہوگا کہ پودا لگا کر اس کی خبر گیری نہ کی جائے۔ اور بیج ڈال کر اس کی دیکھ بھال نہ کی جائے۔ سنی کانفرنس کے تمام شرکاء کو اپنے علاقوں میں جماعت اہلسنت کی باقاعدہ قائم کرنا ہیں۔ پھر تمام شاخوں کے ہفت روزہ یا پندرہ روزہ اجلاس ہونے چاہئیں تاکہ مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر تنظیم بنے اور زیادہ سے زیادہ لوگ اس میں شمولیت اختیار کریں۔ مرکز تمام شاخوں کی نگرانی کرے گا۔ اور اگر کوئی کمی محسوس کی گئی تو اس کا ازالہ کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

ملتان کے بے تاج بادشاہ

مولانا حامد علی سے ایک ملاقات

س : قیام پاکستان کے لیے اہل سنت علما و مشائخ نے بلاشبہ بہت اہم کردار ادا کیا تھا۔ لیکن پاکستان بن جانے کے بعد اب تک نظام مصطفےٰ نافذ نہ ہونے کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے۔

ج : دراصل علماء اہلسنت اس ذوق کے مالک ہیں کہ ان کا مطمع نظر کبھی بھی حکومت پر قبضہ کرنا نہیں رہا۔ اور انہوں نے ہمیشہ نظام مصطفےٰ کے لیے حالات کو سازگار بنانے کی کوشش کی۔ تحریک پاکستان میں حصہ لینے کے بعد اہلسنت کا خیال تھا کہ بنیاد قائم ہو چکی ہے اب مسلم لیگ کو موقع ملنا چاہیے۔ کہ وہ اپنے وعدے کے مطابق۔ نظام مصطفےٰ قائم کر سکے۔ اور خود علما تبلیغ و اشاعتِ دین میں مصروف ہو گئے۔ دین کی تبلیغ و اشاعت اور اس کا تحفظ بنیادی کام ہے۔ یہی بنیادی کام علماؒ نے اب تک کیا اور جن لوگوں نے وعدہ کیا تھا کہ پاکستان میں اسلام کو نافذ کریں گے۔ یہ اُن کی ذمہ داری تھی کہ وہ اس وعدے کو پورا کرتے ہم پُرامید تھے کہ انگریز کے چلے جانے کے بعد اب نظام مصطفےٰ کا نفاذ ضرور عمل میں آ جائے گا۔ لیکن افسوس کہ ہماری یہ خواہش اب تک پوری نہیں ہو سکی۔ قائد اعظم اور لیاقت علی خاں نے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد کچھ اقتدار کے لیے ایسے حریص بنے کہ انہوں نے اسلام کو پس پشت ڈال دیا۔ سُنّی علماء و مشائخ۔ پاکستان بن جانے کے بعد بھی اسلام کے لیے آواز بلند کرتے رہے اور سنہ ۱۹۷۰ء میں ٹوبہ سُنّی کانفرنس کے موقع پر خاص طور پر علماء نے اپنا فرض پہچانا اور قوم کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے کی کوشش کی۔ اپنی حد تک تو ہم نے قوم کو نظام مصطفےٰ کے لیے تیار کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ لیکن دنیا سازی کے مقابلے میں خلوص پر مبنی ہماری کوششیں پوری طرح بار آور نہ ہو سکیں۔ گذشتہ سال جمعیت علما پاکستان نے تمام جماعتوں کو نظام مصطفےٰ کے لیے رضامند کر کے حالات کو سازگار بنا دیا تھا۔ اور اب بھی ہم اس کے قیام کی خاطر سرگرم عمل ہیں اور انشاء اللہ نظامِ مصطفےٰ نافذ ہو کر رہے گا۔

س : تحریک نظامِ مصطفےٰ میں بے شمار قربانیوں کے باوجود کیا وجہ ہے کہ تحریک کے مقاصد حاصل نہیں ہو سکے۔

ج : ہم نے پورے طور پر زور لگایا تھا۔ لیکن مقصد اب تک ہاتھ نہیں آیا۔ میرے خیال میں اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض جماعتوں نے جو تحریک میں ہمارے ساتھ شریک تھیں۔ نظام مصطفےٰ کو دوسرے درجے کی بات سمجھ لیا اور اولیت اپنی جماعت اور اپنی شخصیت کو نمایاں کرنے کو دی اور اس طرح انہوں نے اس مقصد کو دور کر دیا اللہ تعالےٰ سب کو توفیق دے کہ وہ خالصتاً اللہ اور اس کے رسول کے لیے نظام مصطفےٰ کے نفاذ کی پُرخلوص کوشش کریں۔

س : بعض لوگ یہ الزام عائد کرتے ہیں کہ جمعیت علماء پاکستان نے قومی اتحاد سے علیحدہ ہو کر نظامِ مصطفےٰ سے روگردانی کی ہے کیا آپ اس کی وضاحت فرمائیں گے؟

ج : یہ الزام غلط ہے۔ جمعیت علماء پاکستان نے کئی ماہ تک قومی اتحاد کو قائم رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی اور افہام و تفہیم اس حد تک آئی کہ جمعیت علماء پاکستان کے تمام مطالبات تسلیم کرنے کا اعلان کر دیا گیا۔ مگر افسوس کہ کچھ لوگ عہدے چھوڑنے کے لیے تیار نہ ہوئے حالانکہ یہ بہت کمتر چیز ہے ان لوگوں کے اسی طرز عمل نے اتحاد کو توڑا۔ اگر جمعیت علماء پاکستان کی تجاویز پر عمل ہو جاتا تو آج قومی اتحاد میں اس طرح جوتیوں میں دال نہ بٹ رہی ہوتی۔

س : بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ نظام مصطفےٰ کو موجودہ معاشرے میں فوری طور پر نافذ نہیں کیا جا سکتا آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے۔

ج : جہاں تک اسلامی معاشرے کا تعلق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک دن میں اس کی بنیادی چیزوں کا نفاذ عمل میں آ سکتا ہے۔ اور پھر چند الجھے ہوئے مسائل کو حل کرنے میں کچھ وقت لگ سکتا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری کے مطابق ہندوستان میں فیصلے ہوتے رہے۔ اور اب بھی اس کو بلا تاخیر نافذ کیا جا سکتا ہے۔ اگر خلوص کے ساتھ کوشش کی جائے تو ایک دن میں بہت کچھ ہو سکتا۔ اسلامی تعزیرات کا نفاذ بلا تاخیر عمل میں آ سکتا ہے اور اگر حکومت اسلام نافذ کرنا چاہے تو وہ تمام سرکاری ملازمین پر نماز کی پابندی کر سکتی ہے اقامت صلوٰۃ اور زکوٰۃ کا نظام عملاً نافذ ہو سکتا ہے۔ اس سلسلے میں صرف وعظ کر دینا ہی کافی نہیں ہے۔ یہ کام تو ایک عرصہ سے علماء کرام کرتے آ رہے ہیں۔ نیکی کے حکم اور برائی سے روکنے کا نظام قائم کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ اگر ارکان اسلام کو نافذ کر کے منکرات کو ختم کرنے کی سعی کی جائے تو موجودہ معاشرہ بدل جائے گا۔

س : ملتان سنی کانفرنس کن مقاصد کے حصول کے لیے منعقد کی جا رہی ہے۔

ج : اہل سنت ملک کا سوادِ اعظم ہیں اور اگر سوادِ اعظم اصلاح پا جائے تو پوری قوم کی اصلاح کی ضمانت مل جاتی ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ ہم سنی ہونے کے باوجود سنیت پر عمل نہیں کرتے۔ اقامتِ سنت ایک بنیادی اہمیت کا کام ہے اور اقامت سنت کا کام اگر ہم نے کر دیا تو دین کا نفاذ عمل میں آ جائے گا۔ اور اسی سے محبتِ رسول محبتِ اکابر اور صحیح خدا پرستی کا جذبہ پیدا ہو گا۔ سوشلزم اور کمیونزم وغیرہ تمام تحریکیں کافور ہو جائیں گی۔ سُنّی کانفرنس کا مقصد یہی ہے کہ سوادِ اعظم کو بیدار کیا جائے اور اقامتِ سنت کے لیے ان کو منظم کیا جائے۔ یہ سیاست سے جدا ایک فعل ہے اور اس جدوجہد میں سرکاری ملازمین بھی شریک ہو سکتے ہیں۔

س : سُنّی کانفرنس کے شرکاء کے لیے آپ کا پیغام کیا ہے۔

ج : میرا پیغام یہ ہے کہ اسلام کو دل سے پیار کریں اور سنتِ رسول کو معیارِ زندگی بنائیں دین پر عمل فی الحقیقت اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک محبتِ رسول پورے جذبۂ فدویت کے ساتھ قلوب میں موجزن نہ ہو۔ سب کو اب اپنے گھروں، بازاروں اور مسجدوں میں جگہ اقامتِ سنت کا کام کرنا چاہیے۔

تنظیم المدارس (پاکستان) کے ناظمِ اعلیٰ

مفتی عبدالقیوم ہزاروی

سے نمائندۂ فیضان کی ایک ملاقات

س: ملتان سُنی کانفرنس کے مقاصد آپ کے نزدیک کیا ہیں؟

ج: جب بھی ملک و ملت کے لیے کوئی اہم موڑ آیا اِس قسم کی سُنی کانفرنسوں کا انعقاد ہوتا رہا ہے۔ شدھی تحریک کے خلاف اجمیر سُنی کانفرنس ہوئی، کانگریس کے نرغے سے مسلمانوں کو بچانے کے لیے بنارس سُنی کانفرنس ہوئی، سوشلزم کی یلغار کو روکنے کے لیے ٹوبہ سُنی کانفرنس ہوئی اور اب چونکہ نظام مصطفےٰ کے سلسلے میں لیت و لعل سے کام لیا جا رہا ہے اور اس کی نئی نئی تعبیریں کی جا رہی ہیں سوادِ اعظم اہلسنت کے علماء و مشائخ نظام مصطفیٰ کی غلط تعبیروں اور لادینی تحریکوں کے مقابلے میں عوام کی راہنمائی کا عزم کریں گے۔ اور انشاء اللہ اس کانفرنس کے بعد مقام مصطفیٰ کے تحفظ اور نظام مصطفےٰ کے نفاذ کی تحریک تیز تر ہو جائے گی۔

ملتان سُنی کانفرنس اس لیے بھی بہت اہمیت کی حامل ہے کہ غیر منتخب سیاسی کابینہ کے برسرِ اقتدار آنے کے بعد بعض عناصر نے ایسے اقدامات کرنے شروع کر دیئے ہیں جن سے اہلسنت کے حقوق مجروح ہو رہے ہیں۔ ملتان سُنی کانفرنس کے موقع پہ اہلسنت کے حقوق کے تحفظ کے لیے ایک باقاعدہ لائحہ عمل تیار کیا جائے گا۔

س: اہلسنت کی شیرازہ بندی کے لیے آپ کے پاس کیا تجاویز ہیں؟

ج: جماعت اہلسنت ایک غیر سیاسی تنظیم ہے اور اس میں مسلک اہلسنت سے وابستہ تمام افراد شامل ہو سکتے ہیں۔ جماعتِ اہلسنت کے قیام کا اصل مقصد ہی یہ ہے کہ مختلف جماعتوں بٹے ہوئے سُنیوں کو ایک پلیٹ فارم پر ایک پرچم تلے جمع کیا جائے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ جماعت اہلسنت کی شاخیں ملک کے کونے کونے میں قائم کر کے اس کو بہت زیادہ مضبوط اور منظم کر دیا جائے تاکہ کوئی بھی طاقت اہلسنت کے حقوق کو غصب نہ کر سکے۔

س: آپ کا یہ فرمانا کس حد تک دُرست ہے کہ سیاسی کابینہ کے بننے کے بعد اہلسنت کو ان کے حقوق سے محروم کیا جا رہا ہے؟

ج: ہمارے پاس بے شمار ایسی مثالیں اور ثبوت موجود ہیں کہ درود و سلام کو روکنے کے لیے حکومت میں شامل کچھ جماعتوں نے ہمارے مسلک کے لوگوں کے ساتھ زیادتیاں کی ہیں۔ حال ہی میں لاہور کی مسجد مبارک قلعہ گوجر سنگھ، مسجد عمر سانڈہ کلاں اور غوثیہ مسجد راوی روڈ میں اس قسم کی صورت پیدا ہوئی ہے اور بعض دفعہ تو مسجدوں میں غنڈہ گردی کر کے سُنیوں کو دھکے دے کر باہر نکال دیا گیا۔ اور اُنھوں نے مسجد کے دروازوں پر کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھا۔ یہ ایسی صورتِ حال ہے جسے اہلسنت کسی صورت بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ دوسری طرف یہ عالم ہے کہ دیوبندیوں کی کئی مساجد محکمہ اوقاف سے واگذار کروائی گئی ہیں۔ یہ صرف اس لیے ہو رہا ہے کیونکہ دیوبندی اور نجدی منتخب ہوئے بغیر کرسئ اقتدار تک پہنچ گئے ہیں۔

س: تنظیم المدارس کے ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے کیا آپ وضاحت فرمائیں گے کہ یہ تنظیم کس حد تک منظم ہو چکی ہے؟

ج: تنظیم المدارس اللہ کے فضل و کرم سے پنجاب اور سندھ کے علاوہ سرحد اور بلوچستان میں بھی منظم ہو چکی ہے اور چاروں صوبوں کے ۱۶۰ مدارس اس سے وابستہ ہو چکے ہیں۔ یہ تنظیم مدارس کو ایک پلیٹ فارم پہ متحدہ کرنے کے ساتھ ساتھ مسلک اہلسنت کے فروغ کے لیے کئی اور محاذوں پہ بھی سرگرم عمل ہے۔ میں نے خود سرحد اور بلوچستان کے کئی دورے کیے ہیں اور وہاں جا کر اپنے مسلک کے لیے فضا کو سازگار بنانے کی حتی الوسع کوشش کی ہے ہماری ان کاوشوں کے نتیجہ میں خاطر خواہ نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ جہاں تک ملتان سُنی کانفرنس کا تعلق ہے اِس کے انعقاد کے سلسلے میں بھی تنظیم المدارس نے بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔

محمد صادق قصوری

مراد آباد سے ٹوبہ تک

سُنی کانفرنس کی منزل بہ منزل داستان

یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ ملت اسلامیہ پر جب بھی کوئی مشکل وقت آیا، گوناگوں مصائب و آلام نے گھیرا اور حوادثِ ناگہانی نے زندگی اجیرن کر دی تو ہمارے علماء و مشائخ نے اس مرحلہ پر ملت کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا اور قوم کو اس کی منزل گمگشتہ کا راہرو بنا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج تاریخ کے صفحات ان کے روشن کارناموں سے مزین نظر آتے ہیں ؎

جو کام جذب شوق میں دیوانے کر گئے
وہ زندگی عشق کے افسانے بن گئے

تحریک خلافت کے اختتام تک ہندوؤں نے اپنی عیاری، مکاری اور چالاکی سے کئی مسلمان علماء اور لیڈروں کو اپنا اسیر کر لیا تھا اور انہیں طمع و لالچ دے کر سواد اعظم کے افکار و نظریات سے برگشتہ کر کے مکمل کانگرسی بنا دیا۔ اور پھر یہ لوگ اہل سنت والجماعت کو مشرک و بدعتی گرداننے لگے۔ ہندوؤں نے جب یہ دیکھا کہ ان کی گود میں ایسے لوگ آ گئے ہیں کہ ان کو حرص اور لالچ دے کر جو چاہے کرایا جا سکتا ہے تو انہوں نے یہ چال چلی کہ اپنی مذہبی تبلیغ کو تیز کر کے مسلمانوں کو یا تو مرتد کیا جائے یا ان کا قتل عام کیا جائے۔ تاکہ ؏

نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری

۲۵-۱۹۲۴ء میں جو شدھی تحریک چلی، اس کا پس منظر یہی تھا۔ اس فتنہ کا مقابلہ کرنے کے لئے علماءِ حق میدان عمل میں دیوانہ وار کود پڑے اور اس خبیث سکیم کو نیست و نابود کر دیا۔ سلوسی ہند امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، مولانا نثار احمد کانپوری، مولانا سید غلام قطب الدین برہمچاری مولانا شاہ عبد العلیم میرٹھی (والد گرامی مولانا شاہ احمد نورانی) مفتی اعظم ہند شاہ مصطفٰے رضا خاں، تاج العلماً مفتی محمد عمر نعیمی و دیگر بے شمار علماء و مشائخ نے اپنی شبانہ روز کاوشوں سے اس فتنے کو کچل دیا۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے اپنی قائم کردہ انجمن خدام الصوفیہ کے پلیٹ فارم سے جو عظیم الشان خدمات سرانجام دیں، ان کا احاطہ کرنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ آپ نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے ہزاروں روپے اپنی جیب خاص سے صرف کئے۔ سینکڑوں علماء پر مشتمل وفود بھیجے۔ کئی مدرسے قائم کئے اور خود ایک عرصہ تک آگرہ میں اپنا ہیڈ کوارٹر قائم کر کے مقام مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وسلم) کے تحفظ کا حق ادا کیا۔[1]

حضرت صدر الافاضل مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ نے جماعت رضائے مصطفٰے اور حضرت میر غلام بھیک نیرنگ نے اپنی انجمن تبلیغ الاسلام انبالہ کے پلیٹ فارم سے شدھی تحریک کو کچلنے کے لئے کارہائے نمایاں سرانجام دئے۔ آخر کار الحق یعلو و لا یعلیٰ کی جلوہ گری ہوئی اور سردھانند کا شر مٹا اور ہزارہا مرتد داخل اسلام ہوئے اور لاکھوں مسلمانوں کو آریوں کے چنگل سے بچا لیا گیا۔

اس کے بعد ہندوؤں نے ایک اور منصوبہ بنایا، گورو گوکل کی تحریک چلائی، جس کا مقصد یہ تھا کہ ایسے گوشالے کالج، بھون، آشمی قائم کئے جائیں جن میں نوعمروں کو داخل کر کے ان کو باقاعدہ تربیت دے کہ ان میں مسلمانوں کے خلاف غیظ و غضب اور نفرت کا جذبہ ابھارا جائے۔ ان حالات میں حضرت صدر الافاضل رحمتہ اللہ علیہ نے یہ نظریہ قائم کیا کہ گو بظاہر یہ تعلیم کا پرچار کر رہے ہیں لیکن اس کے نتیجہ میں اب سے بیس پچیس سال بعد ایسے لوگ تیار ہو جائیں گے جو خون کی ہولی کھیلیں گے اور اس وقت اس فتنہ کا مقابلہ آسان نہ ہو گا۔ چنانچہ آپ نے ملک کے ہر ایک سنی عالم کو جھنجھوڑا اور انہی کو ان خطرات سے آگاہ کیا اور فرمایا، اگر تم اب بھی ہوش میں نہ آئے اور اپنی تنظیم نہ کی تو پھر جو انجام ہونا ہے، اس کے لئے تیار ہو جاؤ، چنانچہ اس مقصد کے لئے آپ نے ملک کے تمام اعاظم و اکابر اہلسنت علماء و مشائخ کو مراد آباد مدعو کیا۔[2]

آپ کی اس دعوت پر لبیک کہتے ہوئے ملک کے کونے کونے سے علماء و مشائخ کشاں کشاں مراد آباد پہنچے ۱۷، ۱۸، ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء کو یہ عظیم الشان اور عدیم النظیر اجتماع بڑی کامیابی سے منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں غور و خوض کے بعد آل انڈیا سنی کانفرنس کی داغ بیل ڈالی گئی۔ اور متفقہ طور پر حضرت امیر ملت قدس سرہ، کو صدر حضرت صدر الافاضل مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ کو ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔

[1] حیاتِ صدر الافاضل از حکیم سید

غلام معین الدین نعیمی، لاہور طبع دوم،
صہ ۱۸۰، ۱۸۱)

اس کانفرنس میں جو تجویزیں پاس ہوئیں، ان کے چند شعبے ہیں، اوّل عہدیداروں کے متعلق، دوسرے مرکزی کمیٹی کے متعلق، تیسرے نظام عمل کے متعلق، چوتھے ان حوادث کے متعلق جن میں سکوت کانفرنس کے لئے جائز نہ تھا۔ دوسرے امور کے متعلق جو تجاویز پاس ہوئیں، ان کا خلاصہ اور اجمالی نقشہ یہ ہے کہ جس کو حضرت مولانا شاہ احمد میرٹھی (دادا ابا مولانا شاہ احمد نورانی) نے جلسہ عام میں پڑھ کر سنایا تھا۔

۱۔ یہ جلسہ مناسب سمجھتا ہے کہ ملک کے ہر صوبہ ہر شہر اور ہر گاؤں میں اہل سنت والجماعت کی انجمنیں اور تبلیغی کمیٹیاں قائم کی جائیں۔

۲۔ اس جلسہ کی رائے میں جابجا تعلیم و تبلیغ کے مدارس جاری کئے جائیں۔

۳۔ اس جلسہ کے خیال میں سردست مراد آباد میں مرکزی کمیٹی کا قائم رہنا ضروری ہے۔

۴۔ یہ جلسۂ عام اس قانون پر اسمبلی نے حج کے متعلق پاس کیا ہے، ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے حاجیوں سے دونوں طرف کا کرایہ پہلے ہی وصول کر لینے کو حج کے لئے سنگِ راہ خیال کرتا ہے۔

۵۔ یہ اجلاس عام بادشاہِ دولتِ خداداد افغانستان حضرت امیر امان اللہ خان خلد اللہ ملکہ، کے قتلِ مرتدین کو عین مطابق شرعِ مبین پاتا ہے اور اجرائے حدود شرعیہ پر ہدیہ مبارک باد پیش کرتا ہے، جن اخباروں نے اس کے خلاف آواز بلند کی وہ بالیقین دین متین سے جاہل و بے خبر ہیں۔ ان کی اس خلافتِ شرع آواز پر سخت نفرت و حقارت کا اظہار کرتا ہے۔

۶۔ یہ اجلاس عام جو سات کروڑ مسلمانانِ ہند کا قائم مقام اور ہر حصہ ملک کے علمائے اہل سنت و جماعت پر مشتمل ہے، مرزائیوں کی صدائے احتجاج کی بنا پر لیگ آف نیشنز اور گورنمنٹ آف انڈیا کو توجہ دلاتا ہے کہ حکومت افغانستان کا ہلاک قادیانیاں مذہبی مسئلہ ہے۔ اس میں کسی حکومت کی مخالفانہ آواز صریح مذہبی مداخلت ہوگی۔ جس کو مسلمان کسی طرح گوارا نہیں کر سکتے۔ لہٰذا لیگ اور گورنمنٹ کو اس مسئلہ میں ہرگز دخل نہ دینا چاہیئے۔

اس قسم کے بہت سے ریزولیشن پاس ہوئے۔ جن میں سب سے اہم وہ تجویز تھی، جس میں ابن سعود نجدی کے غاصبانہ قبضہ حجاز اور ظالمانہ حرکات کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی گئی تھی۔ اور سنّی مسلمانوں کو امسال سفرِ حج سے بخوفِ بے امنی روکا گیا تھا۔ نیز ایک ریزولیشن میں پریذیڈنٹ بلگام کانگرس کے ان موذی اور اشتعال انگیز کلمات پر اظہار نفرت کیا گیا، جو اس نے مرزائیوں کی تائید کی آڑ میں اسلام و قرونِ اوّل کے بارے میں استعمال کئے تھے۔ جن سے سات کروڑ مسلمانوں کو سخت صدمہ پہنچا ہے[1]

حضرت امیر ملت قدس سرہ نے اس کانفرنس کے موقع پر جو فی البدیہہ خطبۂ صدارت ارشاد فر[مایا] وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ شائقین حضر[ات] اس نادر خطبہ کو سیرتِ امیر ملت اور ملفوظاتِ [امیر] ملت میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

[1] ماہنامہ اشرفی کچھوچھہ شریف بابت شوال المکرم ۱۳۱۳ھ/مئی ۱۹۲۵ء)

اس کے بعد ۱۹۳۵ء میں دوسری آل انڈ[یا سنی] کانفرنس کا انعقاد بدایوں (یوپی) میں ہوا۔ اس اج[لاس] کی صدارت کے لئے حجۃ الاسلام حضرت شاہ حامد ر[ضا خان] بریلوی اور ایک دوسرے بزرگ کے درمیان انتخ[اب] ہوا۔ حضرت حجۃ الاسلام اکثریت کے ووٹوں سے [صدر] چنے گئے۔ جب آپ کا انتخاب مکمل ہو گیا تو آپ [نے] اعلان فرمایا کہ۔

"میں حضرت (امیر ملت قدس سرہ) کو کر[سی] صدارت پیش کرتا ہوں۔ میرے حمایت کرنے وال[وں] کے ووٹ اور میرا اپنا ووٹ حضرت کے لئے ہے۔ [صدر] کے لئے بہت کام کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ میں ا[تنا] کام نہیں کر سکتا اور حضرت پیر صاحب ہمیشہ سے کا[م] کرنے کے عادی ہیں۔ لہٰذا آپ سب کی درخواست [ہے] کہ آپ صدارت قبول فرمائیں"۔

اس پر ہر طرف سے تائید کی صدائیں بلن[د] ہوئیں اور حضرت قبلۂ عالم امیر ملت قدس سرہ [بہ] اتفاق رائے سے صدر منتخب ہو گئے[1]

اس موقع پر آپ نے جو فی البدیہہ خطبۂ صدارت ارشاد فرمایا، اس کے ایک ایک لفظ سے عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، اتحاد و یگانگت، تنظیم اور حق و صداقت کی خاطر مر مٹنے کا درس ملتا ہے۔ یہ عدیم المثال خطبۂ صدارت سیرت امیر ملت کے صفحہ ۵۸۲ تا ۵۸۷ پر موجود ہے۔ یہاں صرف ایک دو پیرے نقل کئے جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا:۔

"عزیزو! اس وقت جبکہ میں نے مسجد شہید گنج لاہور کی واگزاری کے لئے اپنی ناچیز خدمات قوم کے سامنے پیش کی ہیں، میرے پاس اتنا وقت نہ تھا کہ میں بدایوں پہنچ کر کچھ عرض کرتا۔ لیکن اس کا کیا علاج کہ یارانِ طریقت نے مجھے اجمیر شریف بلایا۔ اربابِ شریعت نے مجھے بدایوں حاضر ہونے کو کہا، خدا کرے کہ جیسے طریقت اور شریعت میں بہ نگاہِ حقیقت قطعاً کوئی فرق نہیں۔ ایسے ہی صوفیوں اور مولویوں میں بھی خالص اتحاد ہو جائے اور دونوں اپنے اختلافات و مناقشات فروع سے بے نیاز و بالاتر ہو کر متحدہ مقاصد کے حصو[ل]

بنارس سنی کانفرنس میں مطالبہ پاکستان کی پُر زور حمایت کا اعلان کیا گیا

کے لئے یک قالب و یک جان ہو جائیں"۔

(الے سیرت اشرف ملت سر ۲۔ ۴ م ۵۔ ۷۔ ۴)

اجمیر شریف میں حاضری کی سے بھی مفید تھی کہ وہاں خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کا مزار پُرانوار ہے۔ اس خاک پاک کا ایک ایک ذرہ یہ سبق دیتا ہے کہ مصلے پر بیٹھنے والے کا مدد بھی یوں ہی تھا جو غزنوی شہاب الدین غوری صاحب کا تھا۔ کاش ! کہ سیاسی لیڈر شہاب الدین غوری بن جائیں۔ صوفی خواجہ غریب نواز کا رنگ اختیار کریں۔ اور لیڈر، عالم، صوفی تینوں مل کر اس کفر زار میں توحید کا علم بلند کریں۔ اپنا عزم تو یہی ہے کہ اپنی عمر کے چند باقی لمحات اس کار خیر کے لئے وقف کر دوں ؎

ہم تری راہ میں مٹ جائیں گے سوچا ہے یہی
دردمندانِ محبت کا تقاضا ہے یہی

پھر آپ نے علماء کرام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا :۔

"علمائے کرام ! اسلام میں آپ کا مقام بہت بلند ہے۔ لیکن ہر منصب کی چند ذمہ داریاں ہوتی ہیں جو عالم اپنے فرض سے غافل ہے، وہ اپنے تلامذہ کے نزدیک تو عالم ہو سکتا ہے۔ مگر ملائکہ کی فہرست سے اس کا نام کاٹ دیا جاتا ہے سنئے رب العزت فرماتا ہے۔ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ (ترجمہ) (آپ فرمایئے کیا برابر ہیں وہ لوگ جو صاحب علم ہیں اور جو علم والے نہیں) کس قدر مؤثر پیرایہ میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ کوئی سلیم الفطرت انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ عالم اور غیر عالم برابر ہیں۔ عالم کا درجہ بہت بلند ہے۔ عالم پر قوم کے مصائب آشکار ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس کا فرض ہوتا ہے کہ قوم کی مشکلات کا خاتمہ کرنے میں غیر عالم سے بڑھ کر قربانی و ایثار اور فکر و تدبر سے کام لے۔ اگر وہ اس فرض سے غافل رہتا ہے تو اس کا جبہ و عمامہ اسی کے لئے روز قیامت پھانسی کا رسہ ثابت ہو گا۔

عالم کا وصف عند اللہ یہ ہے۔ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (ترجمہ) (اللہ سے اس کے بندوں میں سے وہ ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں) یہ آیت مبارکہ واضح الفاظ میں بیان کر رہی ہے کہ عالم صرف خدا سے ڈرتا ہے۔ خشیت الٰہی اس کا حسن ہے۔ غیر اللہ سے ڈرنا شریعت و طریقت میں کفر و زندقہ سے بدتر ہے۔ اقبال نے کیا خوب کہا ہے ؎

ہر کہ رمز مصطفےٰ فہمیدہ است
شرک را در خوف مضمر دیدہ است

اگر عالم انگریز کے رعب و جیلاں سے ڈر کر اس کے سامان حرب و ضرب سے گھبرا کر حق کی حمایت نہیں کرتا تو اس کا وجود علم اور انسانیت کے لئے ننگ ہے۔ اگر عالم کسی سچائی کو اس لئے بیان نہیں کر سکتا کہ ایسا کرنے سے سکھ ناراض ہو جائیں گے یا ہندوؤں میں اس کا وقار کم ہو جائے گا، یا اس کے مقتدی روٹھ جائیں گے، تو اسے کہہ دو کہ وہ اپنے نفس کو دھوکا نہ دے۔ وہ عالم نہیں جاہل ہے۔ اسے کہو کہ اپنے ایمان کی تجدید کر۔

مزید فرمایا کہ :۔

"اے عالمانِ دین ! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ سلطان نجد ابن سعود نے ایک انگریز کمپنی کو عرب کی زمین میں معدنیات اور تیل کے چشمے معلوم کرنے کے لئے ٹھیکہ دیا ہے ؟ دین کی حمایت کرنیوالو ! عرب سے کچھ فاصلے پر حبشہ کا ملک ہے۔ وہاں حکومت اطالیہ کیوں ظلم ڈھا رہی ہے ؟ اس لئے کہ وہاں تیل ہے اور اٹلی کو اپنی بلند پروازیوں یا اپنے ہوائی جہازوں کے لئے تیل درکار ہے۔ کیا دنیا کے واقعات شاہد نہیں کہ یورپ کی کسی قوم کو اگر کہیں بیٹھنے کی اجازت دے دی جائے۔ تو مکان بنانے کی راہ خود نکال لیتے ہیں کیا وجہ ہے کہ ابن سعود کی اس روش کے خلاف صدائے احتجاج بلند نہیں کی جاتی ؟ یہ وہابیت اور حنفیت کا سوال نہیں۔ بیرا ماکن مقدسہ کی صیانت کا سوال ہے۔ اگر کسی کو ابن سعود کا وظیفہ اظہار حق سے روک رہا ہے، تو اسے چاہیئے کہ اللہ کے اس فرمان پر توجہ کرے۔

ارشاد ہوتا ہے۔ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا (ترجمہ) اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑی قیمت نہ لو۔) اور ثمن قلیل کی پروا نہ کرتے ہوئے نعرۂ حق بلند کر دو۔ تاکہ رب جلیل کی بارگاہ سے اجر جزیل حاصل ہو جائے۔ ؎

۲۷-۲۸-۲۹-۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء کو بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے چار روزہ اجلاس منعقد ہوئے جس میں غیر منقسم ملک کے تقریباً پانچ ہزار علماء و مشائخ اور ڈیڑھ لاکھ عوام اہل سنت نے شرکت کی۔ ملک کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جہاں کے مشائخ سمٹ کر وہاں نہ آگئے ہوں۔ ان اجلاس میں مسلمانوں کو پاکستان کے قیام کے مقصد و غائت سے روشناس کرایا گیا۔ بنارس کا خطبہ استقبالیہ حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی نے ارشاد فرمایا تھا، وہ ایک عظیم شاہکار ہے۔ اسی تاریخی اجتماع کی صدارت بھی حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہ، نے فرمائی۔ پانچ ہزار علماء و مشائخ مندوبین کے اجتماع میں منظور شدہ قراردادوں کو اجتماع عام میں سنایا جاتا رہا۔ تمام اہل بصیرت کا اس پر اتفاق ہے کہ علماء و مشائخ کا اتنا عظیم اجتماع، پاک و ہند میں کبھی چشم فلک نے نہ دیکھا تھا۔

اس عظیم الشان اور فقید المثال اجلاس میں حسب ذیل قرارداد بلااتفاق منظور کی گئی۔

قرارداد برائے پاکستان

۱- آل انڈیا سُنّی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبۂ پاکستان کی پرزور حمایت کرتا ہے۔ اور اعلان کرتا ہے کہ علماء و مشائخ اہلسنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں اور یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت قائم کریں۔ جو قرآن کریم اور حدیث نبویہ کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو۔

۲- یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ اسلامی حکومت کے لئے مکمل لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے حسب ذیل حضرات کی ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے۔

(۱) حضرت شاہ سید ابوالمحامد سید محمد محدث اعظم ہند کچھوچھوی (۲) حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی (۳) حضرت مفتی اعظم ہند شاہ مصطفٰے رضا خاں بریلوی (۴) حضرت صدر الشریعۃ مولانا محمد امجد علی (۵) حضرت مبلغ اسلام شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی (۶) حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی (۷) حضرت دیوان سید آلِ رسول علی خاں سجادہ نشین اجمیر شریف (۸) حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب لاہور (۹) حضرت خواجہ محمد قمرالدین سیال شریف (۱۰) حضرت پیر عبدالرحمان بھرچونڈی شریف (۱۱) حضرت پیر محمد امین الحسنات مانکی شریف (۱۲) خان بہادر حضرت الحاج بخشی مصطفٰے علی خاں (مدراس) (۱۳) حضرت مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد لاہور۔

۳- یہ اجلاس کمیٹی کو اختیار دیتا ہے کہ مزید نمائندوں کا حسب ضرورت و مصلحت اضافہ کرے۔ یہ لازم ہوگا کہ اضافہ میں تمام صوبہ جات کے نمائندے لئے جائیں سلہ

تاریخ شاہد ہے کہ اس کانفرنس کے بعد پورے ملک میں شہر شہر اور گاؤں گاؤں سنّی کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ اور عوام کو پاکستان کے حصول کے لئے کمربستہ کیا گیا حتیٰ کہ ۱۴۔ اگست ۱۹۴۷ء کو ہم نے سورج سے بھی روشن منزل کو پالیا۔

(سلہ حیات صدر الافاضل صہ ۱۸۹
سیرت امیر ملت صہ ۴۷۵)

برصغیر پاک و ہند کی تقسیم کے بعد دونوں ملکوں کی حکومتوں میں باہمی بد اعتمادی کا ہونا چونکہ ایک فطری امر تھا۔ اگر سنی کانفرنس کی تنظیم کو دونوں ملکوں میں اپنے اپنے حال پر قائم رکھا جاتا، تو تنظیم کے لئے گوناگوں خدشات تھے اور یقیناً دونوں ملک تشویش کی نظر سے دیکھتے۔ اس لئے پاکستان میں مارچ ۱۹۴۸ء کو مدرسہ انوار العلوم ملتان میں علماء اہل سنت کا ایک اجتماع منعقد ہوا اور اس کا نام بدل کر "جمعیت علماء پاکستان" رکھ دیا گیا۔ اور حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد سابق صدر پنجاب سنّی کانفرنس کو مرکزی صدر اور حضرت علامہ احمد سعید کاظمی کو مرکزی ناظم اعلیٰ نامزد کیا گیا۔ اس طرح پاکستان میں سنی کانفرنس کی تنظیم جمعیت علماء پاکستان کے نام سے موسوم ہوگئی۔

۱۹۷۰ء کے انتخابات کا مرحلہ آیا تو یحییٰ خان کی بزدل حکومت کے سبب کمیونسٹوں، سوشلسٹوں اور ملک دشمن عناصر نے نظام مصطفٰے اور مقام مصطفٰے کے خلاف کھلم کھلا ہرزہ سرائی شروع کر دی۔ اسلام دشمن طاقتوں اور کانگرسی ذہنیت رکھنے والے لوگوں نے ملک میں ادھم مچا دیا۔ یہاں تک کہ مولانا عبدالحمید خاں بھاشانی نے اپنی جماعت نیشنل عوامی پارٹی کے زیر اہتمام ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ۲۳ مارچ کو کسان کانفرنس منعقد کر کے شہر کا نام لینن گراڈ رکھ دیا اور اس کانفرنس میں اسلام اور وطن عزیز کے خلاف خرافات بکی گئیں۔ اور اعلان کیا گیا کہ اس ملک میں سوشلزم کی حکومت ہوگی۔

اپنے آپ کو مفکر اسلام کہلانے والے اور اسلام کے ٹھیکیدار مولوی منہ میں گھنگھنیاں ڈال کر بیٹھ گئے۔ سوشلسٹوں نے شریف شہریوں کی زندگی دوبھر کر

آل انڈیا سنّی کانفرنس کا نام بدل کر جمعیت علمأ پاکستان رکھ دیا گیا

دی۔ مفتی محمود صاحب اپنی پوری جماعت سمیت کمیونسٹوں اور سوشلسٹوں کی گود میں کھیلنے لگے تو لوگ حیران تھے کہ کیا اب اس ملک سے اسلام کا نام ختم ہو جائے گا۔ ناگاہ علمائے اہلسنت نے انگڑائی لی اور وقت کے اس عظیم اور خطرناک فتنے کا مقابلہ کرنے کے لئے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سنی کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ ۱۳-۱۴ ؍جون ۱۹۷۰ء کو ملک کی یہ تاریخی کانفرنس منعقد ہوئی، اور خوب ہوئی۔

اس کانفرنس میں پشاور سے لے کر کراچی تک کے علماء و مشائخ نے شرکت کی جن کی تعداد پانچ ہزار سے متجاوز ہے۔ پانچ چھ لاکھ سے زائد فرزندانِ توحید نے شرکت کرکے کانفرنس کی رونق کو دوبالا کیا دو روز تک ٹوبہ ٹیک سنگھ کی فضائیں اللہ اکبر اور درود و سلام کی روح پرور صداؤں سے گونجتی رہیں۔

اس کانفرنس میں حضرت خواجہ محمد قمرالدین سیالوی کو جمعیت علماء پاکستان کا صدر اور علامہ سید محمود احمد رضوی کو ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔ تمام علماء و مشائخ نے مذہب و ملت کے دشمنوں کو للکارا، سوشلزم اور کمیونزم کا ناطقہ بند کرنے کا عہد کیا۔ اس کانفرنس کے مختلف اجلاسوں کی مختصر تفصیل کچھ یوں ہے۔

۱۳؍جون کو سہ پہر چار بجے پہلا اجلاس حضرت مولانا پیر محمد قاسم مشوری (سندھ) کی زیر صدارت شروع ہوا۔ جس میں حضرت سلطان بالا دین بہاولپوری مہمان خصوصی اور حضرت پیر فضل عثمان مجددی سرپرست تھے۔ سٹیج پر سینکڑوں جیّد علماء اور مشائخ جلوہ افروز تھے۔ علامہ محمود احمد رضوی نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا اور اعلان کیا کہ کانفرنس میں شریک پانچ ہزار سُنّی علمائے کرام، مشائخ عظام اور لاکھوں فرزندانِ توحید پاکستان میں اسلام کے سوا کوئی دوسرا نظام قبول نہیں کریں گے۔ خطبہ استقبالیہ کے بعد مولانا غلام علی اوکاڑوی اور علامہ خدابخش اظہر شجاع آبادی نے واشگاف الفاظ میں اس امر کا اظہار کیا کہ جمعیت علماء پاکستان اس ملک میں اسلامی نظام قائم کرے گی اور یہ ملک سوشلزم کا مدفن ثابت ہوگا۔ مقررین نے اعلان کیا کہ آئندہ انتخابات میں جمعیت بھرپور حصہ لے گی اور صرف اسلامی کردار کے حامل افراد کو ہی کامیاب ہونے دے گی۔

دوسرا اجلاس دس بجے رات مفتیٔ اعظم پاکستان سید ابوالبرکات کی صدارت میں شروع ہوا۔ اس اجلاس میں علامہ سید احمد سعید کاظمی، میاں غلام قادر مولانا ابو داؤد محمد صادق، پیر مطیع الرحمان ڈھاکہ و دیگر علمائے کرام نے اسلام اور اشتراکیت کے بنیادی نظریاتی اختلاف پر روشنی ڈالی۔ اور لادینی نظام لانے والی قوتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کا عزم کیا۔

۱۴؍جون کے اجلاسوں سے علامہ محمود احمد رضوی مولانا شاہ احمد نورانی، شاہ عارف اللہ میرٹھی، مولانا مختار الحق صدیقی پیر صاحب دیول شریف، مولانا سعادت علی قادری، خواجہ محمد قمرالدین سیالوی پیر محمد قاسم مشوری، حضرت مولانا فضل الرحمان مدنی و دیگر علماء کرام نے خطاب کیا اور سوشلزم کو کفر قرار دیا اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کو دارالاسلام کے نام سے تعبیر کیا۔

اس کانفرنس میں مندرجہ ذیل قرار دادیں منظور کی گئیں۔

۱۔ کانفرنس نے بھارت میں مسلمانوں کے قتل عام پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے حکومت پاکستان پر زور دیا کہ وہ مظلوم مسلمانوں کے جان و مال کے تحفظ کے لئے موثر کارروائی کرے۔ بھارتی حکومت اگر اس سلسلے میں کوئی معقول رویہ اختیار نہیں کرتی تو اس سے سفارتی تعلقات ختم کر لئے جائیں۔ مزید برآں بھارت کے مظلوم مسلمانوں کو پناہ دینے کے لئے ان پر پاکستان کی سرحدیں کھول دی جائیں اور ان کے مستقبل تحفظ کے لئے مشرقی پنجاب، مغربی بنگال اور آسام کے علاقے بھارت سے حاصل کئے جائیں۔ اگر یہ مقصد پر امن ذرائع سے حل نہ ہو تو حکومت پاکستان بھارت کے خلاف اعلانِ جہاد کرے۔

۲۔ کشمیریوں کے حق خود ارادیت کی حمایت کی گئی اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ کشمیر کے سلسلے میں اپنی ذمہ داریاں پوری کرے، اور کشمیریوں کو یقین دلایا گیا کہ پاکستانی عوام ان کے دوش بدوش بھارتی جبر و استبداد کے خلاف جنگ لڑیں گے۔

۳۔ کانفرنس نے یہودیوں کی جارحانہ کارروائیوں اور بیت المقدس پر اسرائیل کے غاصبانہ قبضہ پر انتہائی غم و غصہ کا اظہار کیا اور اعلان کیا کہ قبلۂ اوّل کی آزادی کے لئے سنّی عوام اپنے عرب بھائیوں کے ساتھ ہر قربانی دیں گے۔

۴۔ کانفرنس نے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ اسلام اور نظریہ پاکستان کی مخالف جماعتوں کو خلافِ قانون قرار دیا جائے۔ مزید برآں ایسی سیاسی جماعتوں کو جنہیں بیرونی ممالک سے امداد ملتی ہے۔ ان کا پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ ۱۹۶۲ء کے تحت محاسبہ کیا جائے۔

۵۔ کانفرنس نے واشگاف انداز میں یہ اعلان کیا کہ سوادِ اعظم، اسلام اور نظریہ پاکستان کے خلاف ایک لفظ بھی برداشت نہیں کریں گے۔

۶۔ اجلاس نے حکومت پر زور دیا کہ امریکی سفیر متعینہ پاکستان کو واپس بھیج دیا جائے۔ انہوں نے مشرقی پاکستان میں پمفلٹ تقسیم کئے ہیں جن میں مشرقی و مغربی پاکستان سے علیحدگی کے لئے جذبات کو ابھارا گیا ہے۔ اجلاس نے امریکی سفیر کی سرگرمیوں کو ملکی سالمیت کے خلاف ایک چیلنج قرار دیا۔

۷۔ کانفرنس نے مطالبہ کیا کہ عائلی قوانین، خاندانی منصوبہ بندی اور دیگر خلافِ اسلام قوانین کو منسوخ کیا جائے۔

۸۔ محکمہ اوقاف کی مساجد سے جن سُنّی علماء کو علیحدہ کیا گیا ہے۔ ان کو بحال کیا جائے اور فوجی یونٹوں میں سنی علماء کا تقرر کیا جائے۔

۹۔ اجلاس نے وزیر اطلاعات نوابزادہ شیر علی خاں سے مطالبہ کیا کہ ریڈیو، ٹی وی پر فحش اور عریاں پروگراموں کی اصلاح کی جائے۔ دینی اخلاقی اور قومی پروگراموں کی ترویج کی جائے۔

۱۰۔ مشرقی پاکستان میں جلاؤ اور گھراؤ کے پرچار کی مذمت کی گئی اور اس کے مرتکب افراد کے خلاف سخت اقدامات کا مطالبہ کیا گیا۔ اور حکومت پر زور دیا گیا کہ وہ ملکی امن کے دشمنوں سے کوئی نرمی روا نہ رکھے اور ان کے خلاف مارشل لاء کی مشینری کو حرکت میں لایا جائے۔ جمعیت نے امن و امان کی بحالی کے لئے ایک رضا کار کور قائم کرنے کا بھی فیصلہ کیا جو ملکی سالمیت کے سلسلے میں حکومت کے ساتھ پورا تعاون کرے گی۔[1]

(1) روزنامہ نوائے وقت، ندائے ملت مشرق، کوہستان، امروز لاہور بابت ۱۴، ۱۵؍جون ۱۹۷۰ء)

محمد جلال الدین قادری

آل انڈیا سُنّی کانفرنس

پس منظر ——— اور ——— مقاصد

ہندوستان میں سوادِ اعظم کی غفلت اور انتشار کے باعث مسلمانوں میں نئے نئے فتنے سر اٹھا رہے تھے۔ عیار و مکار ہندوؤں نے تمام اسلامیانِ ہند کو ہندو بنا دینے یا انہیں ملک سے نکال پھینکنے کے لئے دامِ ہمرنگ زمین بچھا دیا تھا۔ مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لئے کبھی شدھی کی شکل سازش کی جاتی اور کبھی سنگھٹن کی صورت میں مسلمانوں کا خون بہانے کے لئے کبھی اذان کو بہانہ بنایا جاتا اور کبھی گائے کی قربانی کو۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخیاں مساجد کا انہدام اور قرآن پاک کی توہین روزمرہ کا معمول بن چکی تھی۔ ہندو کے اشارے پر کچھ نام نہاد مسلمان ہجرت اور عدم تعاون کی تحریکیں چلا کر برصغیر میں مسلمانوں کی قوت کو کمزور تر کرنے کے لئے کوشاں تھے بیرواج بعد آزادی ہند کے نام پر گاندھویت کو مسلط کیا جا رہا تھا تعلیمی اداروں میں ہندوؤں کا تسلط تھا اور عقائد اسلامیہ کو مسخ کرنے کے لئے واردھا سکیم اور ودیا مندر سکیم جیسے منصوبے اپنائے جا رہے تھے اور متحدہ قومیت کے نام پر مسلمانوں کے ملی تشخص کو ختم کرنے کی سازش کی جا رہی تھی۔

ان حالات و واقعات نے سُنّی علماء و مشائخ کے قلوب کو تڑپا کر رکھ دیا اور ان منظم یورشوں نے انہیں مجبور کر دیا کہ وہ ایک پرچم تلے متحد ہو کر ملت اسلامیہ کی راہنمائی کا فریضہ انجام دیں۔ اغیار کے ظلم و استبداد کے خلاف فریاد نہ کر سکنے والوں کو فریاد رسی کے منصب تک پہنچا دیں۔ حوادث و آفات کی گھنگھور اور بھیانک گھٹاؤں کی برقِ شرربار کو معدوم کر دیں۔ غلامانِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خوابِ غفلت کی نیند کو اللہ و رسول (جل و علیٰ و صلی اللہ علیہ وسلم) کے فضل و کرم سے کافور کر دیں۔ کانگریسیوں، احراریوں، خاکساروں اور ہندو مسلم اتحاد کے داعیوں کے منصوبے خاک میں ملا دیں۔ ان لوگوں کو جو گاندھی کے فسوں کا شکار ہو چکے تھے، سوادِ اعظم کے قافلے کے ساتھ ملا دیں۔ اسلامیان ہند کے قلب حزیں کو صبر و سکون، اتحاد و وداد، نظم و ارتباط اور دینوی اعزاز عطا کریں۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ مسلمانوں کی فلاح و بہبود شریعت کے مطابق ان کی مشکلات حل کرنے، دین کی طرف سے بے پرواہی اور غفلت کو دور کرنے اور باہمی اتفاق و اتحاد کے لئے ایک "مرکز" ہو جو ہر معاملہ میں ان کی راہنمائی کرے معاملات ملّی ہوں یا سیاسی، معاشرتی یا اقتصادی، انفرادی ہوں یا اجتماعی، غرضیکہ ان اسباب کو اکٹھا کیا جائے جس سے مسلمانوں کی ترقی مقصود ہو۔

مذکورہ بالا صورت حال کو مدّ نظر رکھتے ہوئے سنّی علماء مشائخ نے سوادِ اعظم اہلسنت و جماعت کے اکابر اور عامۃ الناس کو خالص سنّی اجتماع کے لئے دعوت دی چنانچہ اہل سنت کا بے نظیر اجتماع، برصغیر کے سنیوں کا اجلاس اور خالص ایوانِ سنت کا اقتدار الجمعیۃ العالیۃ المرکزیہ، یعنی آل انڈیا سنّی کانفرنس کے نام سے موسوم کی اس ملک گیر تنظیم کا پہلا اجلاس ۲۰ شعبان سے تا ۲۳ شعبان ۱۳۴۳ھ بمطابق ۱۶ ار مارچ ۱۹۲۵ء منعقد ہوا۔ سنیوں کی اس مرکزی، قومی جماعت کی تشکیل میں علماء و مشائخ کی دردمندانہ کوششیں بالعموم اور صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی کی مساعی بالخصوص قابل ذکر ہیں۔

علامہ عبد المصطفےٰ ازہری نے تقسیم ہند سے قبل ایک مضمون بعنوان "دو علماء اہلسنت اور سیاست ہند کے تین دور" میں آل انڈیا سنّی کانفرنس کے پس منظر کو بیان کرتے ہوئے علمائے اہل سنت کی سیاسی بصیرت اور ان کے عملی اقدامات کو تاریخی طور پر ثابت کیا اس مضمون کو مندرجہ ذیل تین ذیلی عنوانات میں تقسیم کیا گیا۔

(ا) ۱۸۵۷ء

(ب) تحریک خلافت اور

(ج) مطالبۂ پاکستان

اس مضمون کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں

"تحریکِ خلافت کے بعد جبکہ مسلمان نہ صرف منتشر و غیر منظم تھے بلکہ انتہائی غفلت و جمود کا عفریت ان پر مسلط ہو چکا تھا۔ ادھر ملک کے سیاسی حالات میں تیزی کے ساتھ انقلاب آ رہا تھا۔ بین الاقوامی آویزش و سیاسی مصالح کی بنا پر ہندو مہاجنوں اور انگریز ساہوکاروں میں حکومت کا سودا ہو رہا تھا۔ شدید خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ مسلمان اس برصغیر کی بساطِ سیاست پر کہیں ہمیشہ کے لئے مات نہ کھا جائے جس پر ہزار سال تک نہایت جاہ و جلال، عدل و انصاف کے ساتھ اس نے حکمرانی کی ہے۔ ہندو کانگریس اسلام کی بیخ کنی اور مسلمانوں کی حق تلفی کے درپے تھی اور اپنی اکثریت و دولت کے بل پر اسلامی تہذیب بلکہ مسلمانوں کے ملّی وجود کو یکسر نیست و نابود کر دینے کا تہیّہ کر چکی تھی، ادھر علماء دیوبند جمعیت العلماء ہند دہلی برلا اور ڈالمیا کی تجوریوں کا شکار بن چکی تھی اور اپنی دسیسہ کاریوں کی بدولت عین میدانِ جنگ میں مسلم افواج کے اندر، انتشار و رخنہ اندازی کرنے میں پانچویں کالم کا کام کر رہی تھی، بے چاری مسلم لیگ علماء اہل سنت کے محبوب نصب العین پاکستان کو لے کر بے یار و مددگار تھی مسلمان راہِ حق کی تلاش میں حیران و سرگرداں تھا۔ اسے صحیح راہ عمل نہیں ملتی تھی۔ وہ ہر سراب کو چشمۂ آبِ حیواں اور ہر چمکدار کو گوہرِ تاباں سمجھ کر لپکتا تھا مگر ہر قدم پر مایوسی اسے اپنا منحوس چہرہ دکھاتی تھی۔ قریب تھا کہ جہد للبقاء کے عملی میدان میں فوج مسلم کے پاؤں اکھڑ جاتے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کمر ہمت ٹوٹ جاتی، کہ نصرت الٰہی نے فوج مسلم کی دست گیری کی اور عین اس وقت علماء اہل سنت، جمہوریت اسلامیہ نے پاکستان کا مطالبہ فرما کر مسلمانان ہند کی ایسی صحیح بر محل رہبری فرمائی کہ سیاسیات ہند کا نقشہ ہی بدل گیا اور ہندو کانگریس کی بے پناہ زر پاشیوں اور غداران ملک و ملت کی انتہائی غداریوں کے علی الرغم پاکستان کے مطالبہ کو عالم سیاست کے میدان میں ایسی شاندار کامیابی نصیب ہوئی جو تاریخ سیاست میں بے مثال ہے۔

یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ نہ صرف دنیائے ہندوستان بلکہ بیرون ملک بھی جو ذبردست اثر و رسوخ اسلامی سیاست و مطالبۂ پاکستان کو حاصل ہے

مسلم لیگ اور آل انڈیا سنی کانفرنس کا اتحاد مخالفین پاکستان کے لیے کوہِ گراں ثابت ہوا

علماء و مشائخ اہل سنت کی مساعی جمیلہ کا مرہونِ منت ہے جن کا دوسرا نام جمہوریت اسلامیہ، سنی کانفرنس ہے
(اخبار دبدبۂ سکندری رامپور ۱۷ر جون ۴۶ء)

آل انڈیا کانفرنس کے مقاصد کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

۱:۔ برصغیر کے سنی مسلمانوں کے کثیر تعداد کے انتشار کو دور کر کے ان کو منظم کرنا۔

۲:۔ انفرادی طور پر مذہبی اور تبلیغی کام کرنے والوں میں رابطہ پیدا کر کے متحدہ قوت بنانا

۳:۔ برصغیر کے تمام شہروں، قصبات اور دیہات میں اسلامی انجمنیں بنانا اور موجودہ انجمنوں کو جمعیت عالیہ کے ساتھ مربوط کرنا۔

۴:۔ تبلیغی تربیت کے لئے خاص مدارس کا اجرا

۵:۔ تبلیغی کام کو منظم اور وسیع کرنا۔

۶:۔ مذہبی تعلیم سے ہر مسلمان کو باخبر کرنا۔

۷:۔ انگریزی خواں طلبا کے لئے مذہبی تعلیم کا خاص اہتمام کرنا۔

۸:۔ مزدوروں اور پیشہ ور افراد کے لئے شبینہ مدارس جاری کرنا۔

۹:۔ مسلمانوں کو تجارت کی طرف مائل کرنا۔ ان کی معاشرت کی اصلاح کر کے مسلمانوں سے ہی اشیاء خریدنے کی طرف رغبت دلانا۔

۱۰:۔ مسلمانوں سے قرض کی عادت چھڑانا اور غیر اقوام سے قرض لینے سے بچاؤ کی تدابیر کرنا۔

۱۱:۔ مقروض مسلمانوں کے لئے محدود مدت میں قرض اتارنے کے طریقے۔

۱۲:۔ بیکار مسلمانوں کے لئے ذرائع معاش تجویز کرنا اور انہیں کام مہیا کرنا۔

(ماہنامہ السواد الاعظم مرادآباد ذی قعدہ ۱۳۴۵ھ / مئی ۱۹۲۷ء)

آل انڈیا کانفرنس کے یوم تاسیس ہی سے ملک کے کونے کونے میں اس کے اجلاس منعقد ہونے لگے۔ شہر شہر، قریہ قریہ تنظیمیں بنیں۔ مقامی، ضلعی، صوبائی اور مرکزی سطح پر اس کے اجلاس منعقد ہوتے رہے۔ سنی کانفرنس کے اجلاس، مختلف پروگرام منعقد ہوتے رہے جو اس کے وسیع و عریض مقاصد پر شاہد ہے۔

جن پروگراموں کے ذریعے آل انڈیا سنی کانفرنس کی آواز بلند ہوئی ان میں چند یہ ہیں۔

۱۔ سنی کانفرنس کی تشکیل نو کا اجلاس
۲۔ سنی کانفرنس کا سالانہ اجلاس
۳۔ سنی کانفرنس کا غیر معمولی خصوصی اجلاس
۴۔ اہل سنت وجماعت کے مدارس کے سالانہ اجلاس
۵۔ مدارس اہلسنت کے جلسہ ہائے تقسیم اسناد و دستارِ فضیلت
۶۔ محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۷۔ گیارھویں شریف کی محافل
۸۔ بزرگانِ دین کے اعراس مبارکہ
۹۔ مسلم لیگ کے اجلاس
۱۰۔ مختلف مذہبی اور اصلاحی انجمنوں کے اجلاس
۱۱۔ سنی کانفرنس کے اکابر کے تنظیمی و اصلاحی دورے

سنی علماء نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے اور انفرادی و اجتماعی طور پر تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ چونکہ آل انڈیا سنی کانفرنس قیام پاکستان کو اپنی منزل اور دینی فریضہ سمجھتی تھی۔ اس لئے اس کے عہدے دار و کارکنان مسلم لیگ کے قابل ذکر عہدے دار بھی تھے۔ مسلم لیگ اور آل انڈیا سنی کانفرنس کے درمیان تعاون و یکجہتی قیام پاکستان کے مخالفین کے مقابلے میں کوہِ گراں ثابت ہوئی۔ ان دونوں جماعتوں کی حیثیت یک جان و دو قالب کی سی تھی اور ان کے اکثر مشترکہ اجلاس منعقد ہوتے تھے۔

سُنّی کانفرنس کے شمارے کیلئے خاص مضمون

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری

عصرِ حاضر پر قلم کا تفوق مسلم ہے آج کل زیادہ تر سحر کے سیف خامہ سے سرحو رتے ہیں۔ جس کے ہاتھ اس کے ہتھیار سے لیس ہوں، لوگ اس کے بیگانوں کی فہرست میں شامل ہونے میں عافیت سمجھتے ہیں۔ اس کے بیگانوں میں ہونا اپنے سکون وطمانیت کا دشمن ہونا ہے۔ ہم نے ایسے صاحبانِ قلم سے جو حالات کے رُخ کو سمجھتے ہیں، قلم اور اس کی سطروں کی قسم کھا کر اپنے ذاتی اور گروہی یا جماعتی مفادات کی خاطر دنیا میں سرخروئی اور سرفرازی کے لیے خامہ فرسائی کرتے ہیں، بڑے بڑے کو لرزتے دیکھا ہے۔ یہ حقیقت راز کی حیثیت نہیں رکھتی کہ پگڑی اچھالنے والے قلمکاروں کو اربابِ زر سے حصولِ مراد کی خاطر کوئی خاص تردد نہیں کرنا پڑتا اور اپنے دھڑے گروہ یا جماعت کو اچھالنے اور اجالنے میں مصروف اہلِ قلم نے عامۃ الناس سے لوہا منوالیا ہے۔ فرنگی سے کچھ حضرات نے یہ سبق سیکھا ہی نہیں "۔ اپنی روح وجان میں سمو لیا ہے کہ جھوٹ اتنا بولو، اس قدر تواتر و تسلسل سے بولو کہ اس پر سچ کا گمان ہونے لگے اور عوام اسے سچ سمجھنے پر مجبور ہو جائیں۔ جن لوگوں نے اس "نسخۂ خاص" حرزِ جاں بنا لیا ہے "وہ تاریخ ساز" بن گئے۔ یعنی وہ خود تاریخ گھڑنے میں مصروف ہیں اور وسائل کی کثرت نے اور اس احساس کی شدت نے کہ مغرب سے درآمد کردہ اس دوا سے "تنِ مردہ" میں جان ڈالی جاسکتی ہے — وہ قلم کی کارد سے گھاس کاٹنے میں شبانہ روز مصروف ہیں۔

جن لوگوں پر مغرب کے اس "نسخہ جاں بخش" کا جادو بھی اس کی دوسری سحر آفرینیوں کی طرح نہ چلا جنہیں درآمدی افکار سے کبھی شغف نہیں رہا۔ جنہیں اسلام کی حقانیت پر اور اس راہِ صواب کی راستی پر پختہ یقین ہے جس پر وہ اور ان کے آبا چلتے رہے ہیں اور گامزن ہیں، وہ "با" کے دوسرے نسخوں کی طرح اس نسخہ سے بھی نفریں یہ ہے اس پر راہ چلنے والوں کو انہوں نے اچھا نہ سمجھا۔ مگر اپنی ناکردہ کاری کی وجہ سے یہ بھی نہ کیا کہ اپنے کارناموں کو، اپنی کارکردگیوں کو، انہوں نے حالات کو ضبطِ تحریر میں لاتے انہوں نے جب تحریکی سلطنت پر جھوٹ کی حکمرانی دیکھی تو گوشہ نشین ہو گئے۔ — اور میرے نزدیک ان کی یہ "بے عملی" لائقِ تحسین نہیں انہوں نے "عمل" اسی کو سمجھا کہ دین و ملک پر ابتلا و آزمائش کے ہر دور میں لوگوں کی درست سمت میں راہنمائی کی۔ اِسلام یا اسلام کو ایک معمل بنانے کی خاطر کوئی مملکت حاصل کرنے کی تگ و دو میں یا غیروں کی غلامی سے مسلمانوں کو بچانے کی خاطر یا اللہ کی حاکمیتِ اعلیٰ کو منوانے کے لیے یا تحفظِ ناموسِ مصطفیٰ (علیہ التحیہ والثنا) کے مقصد کے حصول میں جب بھی کسی قربانی کی ضرورت پڑی۔ انہوں نے جان مال اور آبرو کو نثار کر دیا۔ مگر اپنی قربانیوں کو تاریخ کے صفحات میں پڑی۔ انہوں نے جان و مال و آبرو کو نثار کر دیا۔ مگر اپنی قربانیوں کو تاریخ کے صفحات میں محفوظ کرنے کو "کارِ بے خیر" جانا اور اس سے نفور رہے

قرطاس و قلم کی دنیا میں جھوٹ کی عملداری سے نفرت بجا تھی مگر اس نفرت کے اظہار کا یہ طریقہ کہ قرطاس و قلم کی دنیا سے اپنی قربانیاں، اپنے کارنامے بھی الگ رکھے جائیں مناسب نہ تھا۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ باطل کی طرح حق کا بھی اس معرکۂ کارزار میں کودپڑتا اور اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا۔ کے مصداق باطل کو راہ فرار اختیار کرنی پڑتی

ہماری اس ناکردہ کاری نے قلم و کاغذ کی عصمت سے کھیلنے والوں کو یہ حوصلہ بخشا ہے کہ وہ تنکے کو خزاں زدہ پتوں سے تشبیہ دینے لگے ہیں اور امر بیل کو بہارِ چمن کا باعث گردانتے ہیں۔ سوادِ اعظم اہلِ سنت وجماعت کو "فرقہ" کہہ کر وہ دین و معلمانِ دین کا مذاق اڑانے میں دیدہ دلیر ہیں۔ انہیں وسائل کی بہتات اور تحریر کردہ صفحات کی کثرت نے گویا حقائق کا منہ چڑانے کی کھلی چھٹی دے دی ہے سرکارِ دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور اپنے اصحاب کے طریق پر عامل لوگوں کو حق پر قرار دیا۔ آقا نے فرمایا کہ جب امت میں اختلاف رونما ہو تو تم میرے اور خلفائے راشدین کے طریقے کو اختیار کرو۔ اس کے علاوہ ہر جدید طریقہ صریح گمراہی ہے۔ پھر فرمایا تم سوادِ اعظم یعنی بڑی جماعت کی پیروی کرو۔ جو اس سے جدا ہوا۔ وہ جہنمی ہے۔ مرقات شرح مشکوٰۃ شریف میں اس حدیث کی شرح میں ہے کہ "سوادِ اعظم جماعتِ کثیرہ سے عبارت ہے۔ اس سے مراد وہ ہے جس پر اکثر اہلِ اسلام ہیں" یعنی سرکارِ دو عالم فخرِ موجودات علیہ السلام والصلوٰۃ کے ارشادات کے مطابق قرآن وسنت اور جماعت کی پیروی کرنے والی بڑی جماعت (اہلِ سنت وجماعت) حق پر ہے۔ لیکن کچھ لوگوں کو سرکار کے احکام و ارشادات کے علی الرغم اپنے قلم کے زور پر یہ زعم ہو گیا ہے کہ وہ اَسّی فیصد اہلِ اسلام کو جو آقا اور ان کے ساتھیوں کے نام لیوا اور پیرو ہیں گمراہ کہہ دیں فرقہ قرار دے دیں اور اپنے آپ کو حق پر سمجھیں یا منوائیں۔

خالق و مالکِ حقیقی کی بنائی ہوئی ہر چیز اہم بھی ہے اور مفید بھی۔ مگر اس کی افادیت کا تعلق ہمارے طریقِ استعمال سے ہے۔ ہمیں خدا نے آنکھیں دی ہیں ان سے نیک لوگوں کو دیکھیں۔ انہیں اچھے کاموں کے لیے استعمال کریں تو یہ اچھی ہیں بصورتِ دیگر ان کا غلط استعمال ہی انہیں ہمارے لیے مضر بنا دیتا ہے۔ اسی طرح انسانی جسم کی ہر چیز ہے، کائنات کی ہر چیز ہے کہ اس کا استعمال ہی ہمیں راستی یا کجی سے ہمکنار

کرتا ہے ۔ خداوندِ کریم و حکیم نے قلم تخلیق کیا ۔ تو خود اس کی قسم کھائی ۔ قلم کی تحریر کی قسم کھائی اس سے قلم کی اہمیت بھی واضح ہوتی ہے ، اسے ہاتھ میں لینے والے کو ذمہ داری کا احساس دلانا بھی مطلوب ہے ۔ اور پھر اس سے قلم کے استعمال کی جہت بھی متعین فرما دی ہے ۔ اللہ عزوجل نے عظمت و جلالِ محبوب (صلے اللہ علیہ وسلم) کے اظہار کے لیے سورۃ قلم نازل کی ۔ ولید بن مغیرہ نے سرکار کی توہین کی ، اللہ نے اس کا جواب دیا ۔ ولید بن مغیرہ کی خامیاں گنوائیں ۔ حتیٰ کہ جس پہلو سے اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ ستار ہے کہ کسی کے حرامی ہونے کا اعلان قیامت کے دِن بھی نہیں کرنا چاہتا ، اس پہلو سے بھی واضح طور پر اس کی پردہ دری کر دی اور کہا ۔ بعد ذالک زنیم ۔

یعنی خداوندِ عظیم نے ہمیں سکھایا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے توہین کا ارتکاب کرنے والوں کے خلاف قلم کو استعمال کرنا چاہیے ۔ یہی سنتِ خداوندی ہے پھر قرآن مجید حضور کی تعریف و ثنا سے بھرا پڑا ہے ۔ خدا کا کوئی کام ہی نہیں ہوتا سوائے اپنے محبوب پر درود و سلام بھیجنے کے اللہ نے حضور کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ اور ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ۔ اس نے حکم دیا ہے کہ حضور کے سامنے اپنی آوازوں کو اونچا نہ کرو ۔ ان کا فیصلہ صدقِ دِل سے تسلیم نہ کرنے والے مومن نہیں ہیں ۔ پھر آپ خود دیکھ لیجیے کہ حضور پر نور کی صفت و ثنا کرنے والے اور حضور کی توہین کرنے والوں سے نبرد آزمائی میں مصروف کون لوگ ہیں اور کیا وہی حق پر نہیں ہیں !

نگران کے حق پر ہونے کو کیا کیا جائے کہ انہوں نے قلم و قرطاس سے اپنا رشتہ برقرار نہ رکھا ۔ یہ میدان ان لوگوں کے حوالے کر دیا ، جنہوں نے نعوذ باللہ نعوذ باللہ ، اللہ کے محبوب کو مر کر مٹی میں مِل جانے والا کہا ۔ "اپنے جیسا بشر" قرار دیا ۔ ان کے علم کو چوپایوں اور پاگلوں کے علم کے برابر کہنے کی جسارت کی ۔ ہندوستان میں یہ لیے گستاخوں کی پیداوار انگریزوں کے دور میں ہوئی ۔ اور انہی کی سرپرستی

میں یہ لوگ پھلے پھولے ۔ چنانچہ مرہٹوں اور سلطان ٹیپو کی طاقت کو ختم کرنے کے بعد انگریزوں نے پنجاب کے سکھوں اور سرحد کے غیور پٹھانوں کو راہ سے ہٹانے کے لیے انہی کو استعمال کیا ۔ پھر ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کا مرحلہ آیا تو اس جنگ میں وہ سب کے سب علماء کرام شامل تھے جو عقیدہ حضرت سید احمد اور حضرت شاہ اسماعیل کے شدید ترین مخالف تھے" (مقالاتِ سرسید حصہ شانزدہم میں ۲۵۲) خود وہابیوں کے ترجمان نواب صدیق حسن خان نے "ترجمانِ وہابیہ" (ص ۵۵) میں لکھا "زمانہ غدر میں سواروں اور تلنگوں نے بعض مولویوں سے زبردستی جہاد کے مسئلہ پر مہر کرائی ، فتویٰ کیا ... سو وہ مہر کرنے والے اور فتویٰ لکھنے والے بھی غالباً وہی لوگ تھے ۔ جو اہلِ سنت و اہلِ حدیث کو زبردستی "وہابی" نام رکھتے ہیں" ۔ اسی طرح مولوی محمد حسین بٹالوی نے "الاقتصاد فی مسائل الجہاد" میں انگریزوں کے خلاف جہادِ آزادی میں حصہ لینے کی پاداش میں علما و عوامِ اہلِ سنت کو گالیاں دی ہیں ۔ مولوی رشید احمد گنگوہی کے تذکرے میں عاشقِ الٰہی میرٹھی لکھتے ہیں" بعض کے سروں پر موت کھیل رہی تھی انہوں نے کمپنی (انگریزی حکومت) کے امن و عافیت کا زمانہ قدر کی نگاہ سے نہ دیکھا اور اپنی رحمدل گورنمنٹ کے سامنے بغاوت کا علم قائم کیا" ۔ (حصہ اوّل ۔ ص ۷۳)

یہ تو حقائق کی ایک جھلک ہے ۔ اس وقت قلم کے ذریعے جھوٹ کی تبلیغ کے پہلے اسباق پڑھے جا رہے تھے ۔ بعد میں جب یہ لوگ فارغ التحصیل ہو گئے ۔ تو انہوں نے لکھا کہ ہمارے بڑے تحریکِ آزادی کے سرخیل تھے ۔ تحریکِ مجاہدین ، کا مقصد انگریزوں سے لڑنا تھا ۔ سکھوں اور سرحد کے مسلمانوں سے تو وہ ذرا ہیر سل کے لیے لڑ رہے

تھے ۔ تحریکِ آزادی کے قافلہ سالار علامہ فضلِ حق خیر آبادی کے بارے میں ان کی تحقیق یہاں تک پہنچ گئی کہ علامہ نے انگریزی حکومت کے خلاف فتویٰ بھی نہیں دیا ، عملی یا زبانی کسی طرح سے کچھ حصہ بھی نہیں لیا ، غلطی سے انگریز حکومت نے انہیں انڈیمان میں قید کیا ، غلطی سے وہ وہیں شہید ہو گئے ۔ مولانا احمد اللہ مدراسی ، مولانا فیض احمد بدایونی ، مولانا مفتی صدرالدین آزردہ اور سینکڑوں علمائے اہلِ سنت کی گرانقدر قربانیوں پر پردے ڈالنے کا کام کاغذ کے صفحات سے لیا

جا رہا ہے اور تحقیق کا کمال یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہابیوں کے محدثِ اعظم میاں نذیر حسین تو جہاد کے فتوے پر دستخط کرنے سے انکار کرتے ہیں ۔ (الحیاۃ بعد الممات ۔ ص ۱۲۵) اور انگریزوں کے دیے ہوئے سرٹیفکیٹوں کو سینے پر سجائے ہوئے رخصت ہوتے ہیں مگر ان لوگوں کے تاریخ ساز "محقق" جہاد کے فتوے پر ان کے دستخط ثابت کرتے ہیں ۔

اسی طرح من حیث المجموع یہ پاکستان کے قیام کے مخالف تھے ۔ صرف دو حضرات "تفننِ طبع" کی خاطر یا دوسروں سے اپنے کسی جھگڑے کی بنا پر تحریک پاکستان کی جدوجہد میں شریک ہو گئے ۔ مگر آج ان کے قلمکار بلا شرکتِ غیرے پاکستان کے وفادار ہیں ۔ قائدِ اعظم سے اپنی محبت کے ثبوت میں "تاریخ سازی" کرنے لگے ہیں ۔ تحریک پاکستان کے رہنماؤں کے خلاف لکھی ہوئی تحریریں اپنی کتابوں کے نئے ایڈیشنوں سے حذف کر رہے ہیں ۔ غرض سحر و شام قلم کی خدمت لگے ہوئے ہیں ادھر اہلِ سنت و جماعت میں سوائے گوجرانوالہ کے ایک صاحب کے ، جو انہیں لوگوں کے تربیت یافتہ ہونے کی وجہ سے پاکستان کے مخالف تھے ۔ تمام کے تمام سنی علما و مشائخ نے اجمیر و بنارس میں منعقدہ "سنی کانفرنسوں" میں پاکستان کی حمایت کا اعلان کیا اور پھر برصغیر کے چپے چپے میں اس کے لیے فضا ہموار کی ۔ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی ، پیر صاحب پھر چونڈی شریف ۔ پیر صاحب مانکی شریف ، خواجہ قمرالدین سیالوی ۔ پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری خواجہ سدید الدین پیر فضل شاہ ، علامہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی ۔ علامہ عبدالغفور ہزاروی ، مولانا عبدالستار

علماء و مشائخ کو اہلسنت کے ترجمان رسائل کی مکمل سرپرستی کرنی چاہیے

خاں نیازی، عبدالحامد بدایونی، محدث کچھوچھوی علامہ ابوالحسنات اور دوسرے بزرگوں نے تحریکِ پاکستان میں دن رات ایک کردیئے ابھی کل کی بات ہے مگر "تاریخ سازوں" نے اپنے خاموں سے اپنی خامیوں پر پردہ ڈالتے اور اہل سنت کے روشن کردار کو عوام کی نظروں سے چھپانے کے لیے کیا کیا جتن نہیں کیے - دیدہ دلیری کی انتہا ہے -

ابھی گزشتہ برس کی بات ہے - تحریک نظام مصطفٰے میں کوئی مولانا حامد علی خاں ان لوگوں کی صفوں میں بھی دکھا دیجیے یہ مفتی مختار احمد اور حافظ محمد عالم کی طرح ان کے کس بڑے نے سینوں پر گولیاں کھائی ہیں صاحب زادہ فضل کریم کی طرح کا کوئی نوجوان قائد ایسا ان میں بھی نکلا ہے جس نے تمام مصائب و شدائد کو سب سے پہلے اپنے سینے پر برداشت کیا ہو - مگر دیکھ لیجیے کہ ان کے تمام جرائد ورسائل "تاریخ سازی" میں شبانہ روز مصروف ہیں - اور ہم قلم و قرطاس سے اپنی بے تعلقی کو نباہنے میں لگے ہوئے ہیں - مگر ہم میں سے جو کوئی اس جہاد میں شریک ہو گیا ہے وہ اپنے آپ کو اتنا بے یار و مددگار پا رہا ہے کہ توبہ ہی بھلی - یہ احساس بیدار کرنے کی ضرورت ہے کہ فی زمانہ قوم اور ملک کی بہتری کے لیے قربانیاں دینا اور اہم موقعوں پر عامۃ المسلمین کی صحیح سمت میں رہنمائی کرنا ہی کافی نہیں ان واقعات کو ضبطِ تحریر میں لانے کی اشد ضرورت ہے لیکن یوں لگتا ہے جیسے ہم بے حسی کی منزلِ مقصود کو پاکر مطمئن ہو گئے ہیں -

جماعت اہل سنت ملک بھر کے سنیوں کی غیر سیاسی تنظیم ہے - اسے چاہیے کہ ملک بھر کے سُنیوں کو ایک لڑی میں پرونے کے لیے احساسات کی فراوانی سے رسائل کی کمی کو دور کرے - علماء کو اس تنظیم کا رکن بنائیں ان میں سے اس احساس کو اجاگر کریں کہ اگر انہیں زندہ رہنا ہے تو اس سلسلے میں منسلک ہونا ناگزیر ہے - اور اگر انہوں نے وقت کی اس اہم ترین ضرورت محسوس نہ کیا، اپنے اذہان و قلوب میں جاگزیں نہ کیا اس کے لیے قربانیاں نہ دیں تو عفریتِ نفرت محبت کے سوتوں کو خشک کرنے کے عمل میں کامیاب ہو جائے گا - اور یہ تاراجیِ چمن کے مقصد میں کامیاب ہو جائے گی - علمائے اہل سنت اس نوشتہ دیوار کو پڑھ لیں کہ اگر انہوں نے حالات کی سنگینی کا احساس ادراک کرنے میں کھولت کا مظاہرہ کیا تو پھر یہ وقت نہیں ملے گا - اپنی تقریروں میں لگنے والے نعروں سے خوش ہونے والے ناسمجھی کے خول سے باہر آجائیں - بے عملی اور کم کوشی کے مرتکب عامیوں پر تنقید کی روش پر چلنا چھوڑ دیں - داڑھی منڈوں سے دشمنی کم کر دیں ہر دوسرے عالم دین کو اپنے سے کمتر سمجھنے کا خیال دل سے نکال دیں گروہ بندیوں سے باز آجائیں جن مدرسوں سے پڑھے ان کی محبت کی بنا پر ہر دوسرے مدرسوں اور ان کے فارغ التحصیل علما کے بارے میں خوش گمانیاں کو دل میں جگہ دیں - سنیت کے لیے قربانیاں دینے کا جذبہ پیدا کریں - ایک دوسرے پر بدگمانی نہ کریں - اپنے رہنماؤں کا احتساب کریں مگر ان کے خلاف زبانیں نہ کھولیں - مطالعے کا شوق پیدا کریں - لکھنے کی مشق کریں - ہمیں زیادہ سے زیادہ لکھنے والوں کی ضرورت ہے اپنے محلے کے پڑھے لکھے لوگوں کی عزت کریں - انہیں احساس دلائیں کہ وہ سنیت کے پلیٹ فارم سے دین کی خدمت کریں - انہیں یقین دلائیں کہ اس طرح وہ علماء کی آنکھوں کا تارا بھی بن سکتے ہیں - ہر مسجد میں دارالمطالعہ قائم کروائیں مگر اسے اپنی جاگیر سمجھ کر جاتے ہوئے ساتھ ہی نہ لے جائیں - اپنے مقتدیوں اور نام لیواؤں اور عقیدت مندوں میں سے دس بیس آدمیوں کو اپنے حسن اخلاق، محبت - پیار کے سلوک سے سنی رسائل و جرائد خریدنے کی عادت ڈالیں - سُنیوں کے بہت اہم رسالے آپ حضرات کی بے توجہی کا شکار ہو کر کچھ مر گئے ہیں، کچھ مرنے والے ہیں - کچھ چھپتے ہیں مگر زندگی کی دھکیل رہے ہیں - خدمت کرنے کے قابل نہیں - اس قابل آپ بنا سکتے ہیں "روزنامہ سعادت" فیصل آباد "ہفت روزہ افق" کراچی "ہفت روزہ الہام" بہاولپور، "ماہنامہ فیضان" لاہور "ترجمان السنت" کراچی، "نور الحبیب بصیر پور ضلع ساہیوال، "ترجمان سوادِ اعظم، لاہور - الفرید ساہیوال، مہر و ماہ لاہور، عرفات، لاہور، انوار الصوفیہ قصور، رضائے مصطفٰے گوجرانوالہ اور دوسرے رسالے اپنی اپنی بساط کے مطابق مسلک اہل سنت کی خدمت کر رہے ہیں - اگر علماء کرام ان کی سرپرستی کو شعار بنا لیں تو ان میں سے جو پرچے محدود سرگرمیوں کے حامل ہیں - وہ بھی آپ کے سنیوں کے مسائل اور ان کا حل پیش کرنا شروع کر دیں گے -

مشائخ عظام پر اس سے بھی زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے - وہ اپنے عقیدت مندوں سے سنیت کی تبلیغ کے لیے ایسا کام لے سکتے ہیں جو کوئی نہیں لے سکتا - مگر ہماری بدقسمتی ہے اور خود ایسے مشائخ کی بھی بدقسمتی ہے جو وقت کی نبض پر ہاتھ نہیں رکھتے - کہ مسلکِ حقہ کے لیے صاحبان طریقت اپنے ارادت مندوں سے بھی کام نہیں لے سکتے - مشائخ چاہیں تو جماعتِ اہل سنت کو فنڈز مہیا ہو سکتے ہیں وہ چاہیں تو سنیوں کے رسالے سرفرازی کے احساس کے ساتھ زندہ رہ کر دین کی خدمت کر سکتے ہیں - جماعت اہل سنت کو چاہیے کہ بہت بڑے پیمانے پر شعبہ تصنیف و تالیف قائم کرے - جس میں پرانے زمانے کی اردو کے شاہپارے نہ ہوں خطیبانہ اندازِ تحریر نہ ہو - رٹے پٹے موضوعات نہ ہوں - جدید دنیا کو مسائل کا سامنا ہے، قرآن و سنت اور مسلک حقہ کی روشنی میں ان کا حل ان تصانیف میں پیش کیا جائے اور پیروں کو چاہیے کہ اپنے مریدوں کے شعور کی تہذیب و تربیت کا فریضہ ادا کریں انہیں حکم دیں کہ ایسے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے دامے، درمے، قدمے مدد کریں - کرنے والے کام تو بہت ہیں درس نظامی کے نصاب میں تبدیلیوں کی ضرورت ہے تبلیغ دین کی جہت متعین کرنے کی ضرورت ہے - وعظ و تقریر کے انداز راست کرنے چاہییں سنی طالب علم ہوں یا اساتذہ، ملازم ہوں یا کاروباری ان میں سنیت کا شعور بیدار کرنے اور اسے منضبط اور منظم کرنے کی ضرورت ہے - ملک بھر میں جگہ جگہ نعتیہ نشستیں منعقد کرنی چاہییں - مجلسِ سخن نے لاہور میں ایک ماہنامہ نعتیہ نشست کا اہتمام کر رکھا ہے جس میں ہر ماہ لاہور اور بیرون لاہور کے پچاس ساٹھ شعرا اپنے آقا و مولا کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں - مناقب اور مقالات کی محفلیں ترتیب دینے کی ضرورت ہے - مختلف موضوعات پر نظم و نثر میں لکھنے کی ضرورت ہے - اگر ہم سُنی کانفرنس سے یہ احساس لے کر جائیں کہ بیدار ہونا ہے - کام کرنا ہے - ذات کو پسِ پشت ڈال کر - آقا و مولا، صحابہ کرام اور اولیائے عظام کی محبت کے پیغام کو عام کرنے کی خاطر - تو یقین جانئے کہ ہم نے سب کچھ حاصل کر لیا - ورنہ "نشستند و گفتند و برخاستند" کی کیفیت ہو گی -

مراد آباد سُنّی کانفرنس

محمد جلال الدین

آل انڈیا سنی کانفرنس کی تشکیل کے سلسلہ میں مراد آباد میں ۲۰ شعبان ۱۳۴۳ھ بمطابق ۱۶ مارچ تا ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء ایک عظیم الشان سنی کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس تاریخی اجلاس کے انعقاد کے سلسلہ میں صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کی مساعی جمیلہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کے اس پہلے چار روزہ اجلاس میں تین سو علمائے کرام اور مشائخ عظام نے شرکت فرمائی۔ ان میں سے چند ایک کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

عارف ربانی مولانا سید احمد اشرفی کچھوچھوی (م ۱۳۴۳ھ) خلیفہ امام احمد رضا بریلوی۔

مناظرِ اسلام مولانا سید غلام قطب الدین برہمچاری اشرفی (م ۱۳۵۰ھ)

مجاہدِ اسلام مولانا سید محمد سلیمان اشرف بہاری (م ۱۳۵۲ھ) پروفیسر علی گڑھ و خلیفہ امام رضا بریلوی۔

شیخ المشائخ مولانا سید محمد علی حسین اشرفی (م ۱۳۵۵ھ) زیب آستانہ کچھوچھہ شریف۔

مجاہد ملت مولانا شاہ احمد مختار میرٹھی (م ۱۳۵۷ھ) خلیفہ امام احمد رضا بریلوی۔

حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں قادری (م ۱۳۶۲ھ) ابن و خلیفہ امام احمد رضا بریلوی۔

شیخ الفقہا مولانا عبد المجید آنولوی (م ۱۳۶۲ھ)

صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی (م ۱۳۶۷ھ) خلیفہ امام احمد رضا بریلوی۔

امیر ملت مولانا سید جماعت علی محدث علی پوری (م ۱۳۷۰ھ)

زبدۃ الفقہا مولانا عبد الحفیظ حقانی آنولوی (م ۱۳۷۷ھ)

رئیس المحدثین مولانا سید محمد اشرفی محدث کچھوچھوی (م ۱۳۸۱ھ) خلیفہ امام احمد رضا بریلوی۔

حضرت مولانا محمد یعقوب خاں بلاسپوری (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی)

حضرت مولانا محمد حسین اجمیری۔

حضرت مولانا سید فاضل کچھوچھوی۔

حضرت مولانا معون حسین رامپوری۔

حضرت مولانا محمد یسین عباسی چریا کوٹی۔

(ماہنامہ اشرفی کچھوچھہ شوال ۱۳۴۳ھ / مئی ۱۹۲۵ء)

اجلاس کی کارروائی شروع ہونے سے قبل امیر ملت پیر سید جماعت علی محدث علی پوری کی تحریک اور تمام حاضرین کی تائید پر شیخ المشائخ سید محمد علی حسین اشرفی کو کانفرنس کی صدارت کے لئے منتخب کیا گیا۔ صدارتی خطبہ آپ نے اسی مجلس میں خود لکھا اور اس کو حضرت مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی نے پڑھا۔ یہ خطبہ بعد میں ماہنامہ اشرفی کچھوچھہ شوال المکرم ۱۳۴۳ھ / مئی ۱۹۲۵ء میں "الخطبۃ الاشرفیہ" کے نام سے شائع ہوا (رسالہ ہذا میں اس خطبہ کے اقتباسات کا عکس شائع کیا جا رہا ہے) جس میں پیش آمدہ حالات و واقعات کو پیش کر کے اتحاد و اتفاق بین المسلمین کی ضرورت کو واضح کیا گیا ہے۔

آل انڈیا کانفرنس کے اسی اجلاس میں حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی صدر مجلس استقبالیہ نے اپنا استقبالی خطبہ پیش فرمایا جو دو مجلسوں میں پڑھا گیا یہ خطبہ اس قدر جامع تھا کہ اس میں

ا۔ ہندوستانی سیاست۔

ب۔ اغیار کی پالیسیاں۔

ج۔ تدابیر دفاع۔

د۔ نظام عمل۔

ہ۔ اقتصادی اور معاشرتی ترقی کی تدابیر۔

و۔ ہندو مسلم اتحاد کی حقیقت اور دو قومی نظریہ کی وضاحت

(ر) اور آل انڈیا سنّی کانفرنس کے مقاصد عالیہ وغیرہ۔ تمام شعبے شرعی نقطۂ نظر سے واضح کئے گئے۔

یہ عظیم الشان کانفرنس چار دن تک جاری رہی ہر روز دو نشستیں ہوتیں۔ علماء و مشائخ اپنے اپنے مواعظِ حسنہ سے حاضرین کو مالا مال کرتے۔ امیر ملت پیر جماعت علی محدث علی پوری کا فی البدیہہ خطبہ سادگی اور صاف گوئی میں ہمیشہ مثال رہے گا۔

اس کانفرنس میں مختلف تجاویز منظور ہوتیں جن کا تعلق عہدیداروں، مرکزی کمیٹی اور نظام عمل وغیرہ سے تھا۔ ان تجاویز کو جلسہ عام میں مولانا احمد مختار میرٹھی نے پڑھ کر سنایا۔

۱۔ یہ جلسہ مناسب سمجھتا ہے کہ ملک کے ہر صوبہ ہر شہر اور ہر گاؤں میں اہلسنت و جماعت کی انجمنیں اور تبلیغی کمیٹیاں قائم کی جائیں۔

۲۔ اس جلسہ کی رائے میں جابجا تعلیم و تبلیغ کے مدارس جاری کئے جائیں۔

۳۔ اس جلسہ کے خیال میں سر دست مراد آباد میں مرکزی کمیٹی قائم رہنا ضروری ہے۔

۴۔ یہ جلسۂ عام اس اسمبلی نے حج کے متعلق پاس کیا ہے۔ ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے حاجیوں سے دونوں طرف کا کرایہ پہلے ہی وصول کر لینے کو حج کے لئے سنگِ راہ خیال کرتا ہے۔

۵۔ یہ اجلاس عام بادشاہ دولت خداداد افغانستان حضرت امیر امان اللہ خاں خلد اللہ ملکہٗ کے قتل مرتدین کو عین مطابق شرعِ مبین پاتا ہے۔ اور اجرائے حدود شرعیہ پر ہدیۂ مبارکباد پیش کرتا ہے۔ جن اخباروں نے اس کے خلاف آواز بلند کی وہ بالیقین دینِ متین سے جاہل و بے خبر ہیں۔ ان کی اس خلافِ شرع آواز پر سخت نفرت و حقارت کا اظہار کرتا ہے۔

۶۔ یہ اجلاس عام جو سات کروڑ مسلمانانِ ہند کا قائم مقام اور ہر حصہ ملک کے علماء اہلسنت و

جاعت پر مشتمل ہے۔ مرزائیوں کی صدائے احتجاج کی بنا پر لیگ آف نیشنز اور گورنمنٹ آف انڈیا کو توجہ دلاتا ہے کہ حکومتِ افغانستان کا ہلاکت قادیانیاں مذہبی مسئلہ ہے۔ اس میں کسی حکومت کی مخالفانہ آواز صریح مذہبی مداخلت ہو گی، جس کو مسلمان کسی طرح گوارا نہیں کر سکتے۔ لہٰذا لیگ اور گورنمنٹ کو اس مسئلہ میں ہرگز دخل نہ دینا چاہیئے۔

اس قسم کی بہت سی قراردادیں منظور کی گئیں۔ جن میں سب سے اہم قرارداد میں ابن سعود نجدی کے غاصبانہ قبضۂ حجاز اور ظالمانہ حرکات کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی گئی تھی۔

ایک اور قرارداد میں پریذیڈنٹ بلگام کانگرس کے ان اشتعال انگیز کلمات پر سخت الفاظ میں اظہار نفرت کیا گیا، جو اس نے مرزائیوں کی تائید کرتے ہوئے اسلام اور قرنِ اوّل کے متعلق استعمال کئے تھے۔

"آل انڈیا سنی کانفرنس" کے اس پہلے اجلاس کی کارروائی کا حال لکھتے ہوئے رئیس المحدثین سید محمد اشرفی کچھوچھوی رقمطراز ہیں:۔

"یہ کانفرنس کس طرح شروع ہو کر ختم ہوئی اس کے متعلق بلا مبالغہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ مجموعی حیثیت سے ہندوستان میں قومی قوت سے اس درجہ شاندار جلسہ کی مثال نہیں مل سکتی۔ وہ حضرت جن کے سامنے ہندوستان کا مشرق و مغرب ہے اور جنہوں نے ایسے جلسے دیکھے ہیں جن کا تذکرہ بھی ہم لوگوں کو عجیب معلوم ہوتا ہے ان کا بیان ہے کہ اس قدر منظم و باقاعدہ و پرشوکت جلسہ کبھی نظر سے نہیں گزرا اور نہ شرکت سے پہلے گمان تھا کہ کانفرنس کا افتتاح اس شان و شوکت سے ہو گا۔

"جمعیت اشرفیہ"، انجمن اظہار الاسلام اور "جاعت رضائے مصطفےٰ" کے رضا کاروں اور مجلس استقبالیہ کے اراکین کا نظم و ضبط اور انتظام و انصرام کا سلیقہ نہایت قابل تعریف تھا۔ رضا کار جن کی تعداد کئی سو تھی، باقاعدہ وردی میں ملبوس تھے جن میں فارغ التحصیل علماء، درجہ تکمیل کے طلباء اور رؤسا شہر کے نونہال فرزند شامل تھے۔ ان کا رویہ نہایت صبر و سکون کا آئینہ دار تھا۔ جاعت رضائے مصطفےٰ بریلی کا خیمہ عجیب شان و شوکت رکھتا تھا۔ اس کا بلند پھریرا مسلمانوں کو تبلیغ کی دعوت دے رہا تھا۔ بعض حضرات اس نظام کو دیکھ کر بے ساختہ کہہ اٹھے۔

"اس ملکوتی نظام کو کیا کہا جا سکتا ہے"۔

(ماہنامہ اشرفی مئی ۱۹۲۵ء)

برصغیر کے تمام علاقوں۔ سندھ سے لے کر بنگال تک تمام مرکزی علمی مقامات اور آستانہ ہائے عالیہ کے مقتدر علماء و مشائخ اس کانفرنس میں تشریف لائے۔ بالخصوص بریلی، دہلی، رامپور، مرادآباد اور کچھوچھہ کے علماء کی شرکت نے کانفرنس کو موثر کر دیا۔ قادری، چشتی، نقشبندی اور سہروردی خیموں سے ذکر و فکر کی کیف اور صدائیں بلند ہو رہی تھیں غرضیکہ یہ منظر اہل سنت کی شوکت کا پتہ دے رہا تھا اور بجائے خود دیدنی تھا۔

انجمن حزب الاحناف کی طرف سے شائع شدہ رسالہ "ضیاء القنادیل" مطبوعہ ۱۹۲۵ء کے آخری صفحہ پر آل انڈیا سنی کانفرنس مرادآباد کے جلسہ کا جو اشتہار شائع ہوا اس کا عکس اس شمارہ میں شائع کیا جا رہا ہے۔

سٹوڈنٹس یونینز کے انتخابات میں انجمن طلبأ اسلام کی شاندار فتح

کامیابی قدم بقدم



محمد اکمل ادریسی

پنجاب کے تعلیمی اداروں میں ۳۰ اکتوبر کو سٹوڈنٹس یونین کے انتخابات ہوئے جن میں انجمن طلباء اسلام نے شاندار کامیابی حاصل کی

جن تعلیمی اداروں میں انجمن کی کامیابی کی رپورٹیں موصول ہوئیں ہیں ان میں پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ جاتی انتخابات میں شعبہ علوم اسلامیہ میں انجمن کا فل پینل کامیاب ہوا صدر چوہدری رحمت الٰہی نائب صدر قاری صغیر احمد جنرل سیکرٹری عبدالغفار جتوئی اور معاون سیکرٹری منیر احمد علوی لیڈی جوائنٹ سیکرٹری شاہدہ پروین (حمایت یافتہ) کونسلر سید غضنفر علی شاہ گورنمنٹ اسلامیہ کالج کینٹ لاہور میں انجمن کے نامزد کردہ امیدوار ناصر بشیر صدر ظفر اقبال نائب صدر غلام سرور سمرا جنرل سیکرٹری خالد اقبال بٹ جوائنٹ سیکرٹری محسن وزیر خازن منتخب ہوئے گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی لاہور میں امتیاز حسین چوہدری جوائنٹ سیکرٹری ظفر فیروز پرویز رشید منہاس، وحید احمد کونسلر منتخب ہوئے جبکہ جنرل سیکرٹری داؤد خاں اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور میں عزیز اللہ اور خالد محمود کونسلر منتخب ہوئے گورنمنٹ ڈگری کالج ٹوبہ ٹیک سنگھ میں نامزد امیدوار عبدالقدیر صدر سکندر علی نائب صدر محمد اقبال شاد جنرل سیکرٹری اور محمد رمضان جوائنٹ سیکرٹری کامیاب ہوئے گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی رسول، گجرات، میں نامزد امیدوار محمد منشا چھٹہ نائب صدر اور یونس عباس عباسی جنرل سیکرٹری کامیاب ہوئے گورنمنٹ ڈگری کالج منڈی بہاؤالدین میں محمد اقبال اور محمد عنائت بالترتیب نائب صدر اور جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ کیمیکل ٹیکنالوجی میں انجمن کا حمایت یافتہ فل پینل بھاری اکثریت سے کامیاب ہوا پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد میں امتیاز علی صدر سید شاہد امین جنرل سیکرٹری آصف حسین نائب صدر وحید احمد جوائنٹ سیکرٹری اور حافظ ایوب کونسلر کامیاب ہوئے گورنمنٹ کالج فیصل آباد میں جاوید اسلم باجوہ صدر جنید شاہ جنرل سیکرٹری اور رانا ظہیر احمد جوائنٹ سیکرٹری منتخب ہوئے گورنمنٹ کالج آف سائنس فیصل آباد میں انجمن کے نامزد امیدوار ریاض الحق صدر اور انتشار الحق نائب صدر میاں عبدالصمد جنرل سیکرٹری محمد عدیم جوائنٹ سیکرٹری میاں عبدالعزیز فنانس سیکرٹری کی حیثیت میں کامیاب ہوئے۔ گورنمنٹ کالج سمن آباد فیصل آباد میں نامزد امیدوار اصغر غوری جنرل سیکرٹری اور احمد عزیز نیازی کونسلر منتخب ہوئے گورنمنٹ ملت کالج فیصل آباد میں انجمن کا فل پینل کامیاب ہوا (تفصیل ابھی موصول نہیں ہوئی) گورنمنٹ انٹر کالج خان پور میں نامزد امیدوار نور احمد بلوچ صدر منیر احمد بلوچ نائب صدر اور جام حافظ محمد ہاشم جائنٹ سیکرٹری کامیاب ہوئے ڈگری کالج رحیم یار خان میں نامزد کردہ صدر چوہدری خالد حشمت اور نائب صدر چوہدری امجد عبید کامیاب ہوئے جناح اسلامیہ کالج سیالکوٹ میں نامزد امیدوار برائے جنرل سیکرٹری حافظ صدیق اور جائنٹ سیکرٹری کامیاب ہوئے مرے کالج سیالکوٹ میں صدر کے لئے انجمن کے حمایت یافتہ امیدوار شعیب شاہ منتخب ہوئے علامہ اقبال کالج سیالکوٹ میں نامزد کردہ امیدوار برائے صدر محمد یعقوب نائب صدر محمد حنیف جنرل سیکرٹری ضمیر احمد رانا اسسٹنٹ سیکرٹری محمد سرور کامیاب ہوئے گورنمنٹ کالج جڑانوالہ میں نامزد امیدوار برائے صدر صوفی محمد یار سبزہ اور حمایت یافتہ امیدوار برائے نائب صدر محمد ایوب بھٹی سیکرٹری سکندر حیات بلوچ جائنٹ سیکرٹری سکندر مبارز کونسلرز عبدالعلیم، شبیر احمد، دلشاد اقبال خواجہ ندرت اللہ

مقبول احمد منتخب ہوئے گورنمنٹ کالج سا... میں نامزد امیدوار برائے صدر خادم حسین ... کامیاب ہوئے اسلامیہ کالج گوجرانوالہ میں ... نائب صدر اور جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے گو... کالج قصور فل پینل گورنمنٹ کالج چیچہ وطنی فل پینل گورنمنٹ انٹر کالج بھائی پھیرو فل پینل گورنمنٹ انٹر کالج شرقپور گورنمنٹ کالج سیلانوالی اور گو... کالج دیپالپور میں بھی فل پینل کامیاب ہوا اس کے علاوہ نشتر میڈیکل کالج میں نائب صدر اور جائنٹ سیکرٹری نامزد کردہ اور دیگر حمایت یافتہ امیدوار کامیاب ہوئے قائد اعظم میڈیکل کالج بہاولپور میں جائنٹ سیکرٹری محمد خالد ہاشمی سیکرٹری شوکت علی، طارق مقصود اور خالد حسین کونسلر کامیاب ہوئے پولیٹکنک انسٹی ٹیوٹ بہاولپور میں نائب صدر طارق اسلم اور جائنٹ سیکرٹری چوہدری سلیم انور منتخب ہوئے گورنمنٹ کالج چشتیاں گورنمنٹ کالج ہارون آباد گورنمنٹ کالج ... عباس اور گورنمنٹ کالج حافظ آباد میں بھی جزوی کامیابی حاصل ہوئی

گورنمنٹ کالج سول لائنز اور گورنمنٹ کالج ممتاز آباد کے طلباء یونین کے الیکشن انجمن طلباء اسلام پاکستان کے پورے پینل ... ووٹوں کی اکثریت سے کامیاب ہوئے ہیں

گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی ملتان کی سٹوڈنٹس یونین کے انتخابات میں طارق سلیم ... منتخب ہوئے گورنمنٹ ووکیشنل ... ٹیوٹ طلباء یونین کے انتخابات میں انجمن کا پورا پینل بھاری اکثریت سے کامیاب ہوا ہے جبکہ ... ڈگری کالج اسٹوڈنٹس یونین میں صدر اور ایک کلاس نمائندہ کامیاب ہوا ہے

گورنمنٹ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ کے صدر ... رشا کر علی اور جنرل سیکرٹری ارشد سہیل انتخابات میں بلامقابلہ کامیاب ہوئے جب کہ جوائنٹ سیکرٹری لیاقت علی منتخب ہوئے ڈگری کالج اسٹوڈنٹس یونین کے لئے انجمن کے مہر محمد ... تھرڈ ایئر اور سال سوم کے کلاس نمائندے محمد صفدر منتخب ہوئے گورنمنٹ انٹر کالج میاں چنوں کی اسٹوڈنٹس یونین کے انتخابات میں انجمن کے ریاض حسین بلامقابلہ صدر منتخب ہوئے جب کہ شمشاد ... عباس جوائنٹ سیکرٹری منتخب ہوئے

تجاویز منظور کردہ آل انڈیا سنی کانفرنس

منعقدہ ۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء بمقام بنارس

بموجودگی ہزار ہا علماء و مشائخ و نمائندگان صوبجات ہند

مجلس اول ۲۷ اپریل ۱۹۴۶ء بوقت ۵ بجے تا ۶ بجے شام اندرون باغ فاطمان؛

تلاوت قرآن مجید، بعد ازاں سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کے حضور صلوٰۃ و سلام اور بزرگان دین و ملت کو ایصال ثواب۔

مفید تصانیف مرتب کرے اور بہم پہنچائے۔

مجلس سوم ۲۹ اپریل ۱۹۴۶ء بوقت ۹ بجے صبح تا ایک بجے دوپہر اندرون باغ فاطمان

حسب ذیل تجاویز باتفاق آراء منظور ہوئیں

پاکستان

(۱)۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی پرزور حمایت کرتا ہے، اور اعلان کرتا ہے کہ علماء و مشائخ اہلسنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں، اور یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت قایم کریں جو قرآن کریم اور حدیث نبویہ کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو۔

(۲)۔ یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ اسلامی حکومت کے لئے مکمل لائحہ عمل مرتب کرنے کیلئے حسب ذیل حضرات کی ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے:۔

حضرت[1] مولانا شاہ سید ابو المحامد سید محمد صاحب محدث اعظم ہند کچھوچھوی۔ حضرت[2] صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب۔ حضرت[3] مفتی اعظم ہند مولانا مولوی شاہ مصطفٰی رضا خاں صاحب۔ حضرت[4] صدر الشریعہ مولانا مولوی محمد امجد علی صاحب۔ حضرت[5] مبلغ اعظم مولانا مولوی عبد العلیم صاحب صدیقی میرٹھی۔ حضرت[6] مولانا مولوی عبد الحامد صاحب قادری بدایونی۔ حضرت مولانا مولوی سید شاہ دیوان[7] آل رسول[8] علی خاں صاحب سجادہ نشین اجمیر شریف۔ حضرت مولانا ابو البرکات سید احمد صاحب لاہور۔ حضرت مولانا شاہ قمر الدین[9] صاحب سجادہ نشین سیال شریف۔ حضرت پیر سید[10] شاہ عبد الرحمٰن صاحب بھرچونڈی شریف (سندھ)۔ حضرت حضرت مولانا شاہ سید[11] زین الحسنات صاحب مانکی شریف۔ خان[12] بہادر حاجی بخشی مصطفٰی علی صاحب (مدراس)۔ حضرت مولانا ابو الحسنات سید[13] محمد احمد صاحب لاہور۔

(۳)۔ یہ اجلاس کمیٹی کو اختیار دیتا ہے کہ مزید نمائندوں کا حسب ضرورت و مصلحت اضافہ کرے۔ یہ لازم ہوگا کہ اضافہ میں تمام صوبجات کے نمائندے لئے جائیں۔

حقائق بولتے ہیں

اجمیر کانفرنس میں محدث کچھوچھوی کے خطبہ کے اقتباسات

اور جسمیں اسوقت تک صرف علماء و مشائخ کی تعداد بیس ہزار سے زیادہ ہے، اور اُسی سُنّی کانفرنس کا آج خواجہ کی چوکھٹ پر جلسہ صرف اپنے خواجہ کے حضور حلف وفاداری اُٹھانے کا ہے۔

میرے سُنّی بھائیو! اب ہم پر حجتِ الٰہیہ ختم ہو چکی اور اگر ہم ان راہناؤں سے بچھڑ گئے تو میدانِ حشر میں ہمارے پاس کوئی جواب نہ ہوگا۔ ہمارے جگانیوالے پکار رہے ہیں کہ سُنّیو جاگو جاگو۔ ہمارے ہوشیار کرنے والے آواز دے رہے ہیں کہ سُنّیو ہوشیار، خبردار۔ ہمیں ترقی دینے والے بلا رہے ہیں کہ آؤ بڑھے چلے آؤ۔

اے سُنّی بھائیو! اے مصطفےٰ کے لشکریو! اے خواجہ کے مستو! اب تم کیوں سوچو کہ سوچنے والے مہربان آ گئے اور تم کیوں رکو کہ چلانے والی طاقت خود آ گئی۔ اب بحث کی لعنت چھوڑو۔ اب غفلت کے جرم سے باز آؤ۔ اُٹھو بڑھو کھڑے ہو جاؤ چلے چلو۔ ایک منٹ بھی نہ رکو۔ پاکستان بنالو تو جاکر دم لو۔ کہ یہ کام اے سُنّیو، سُن لو کہ صرف تمہارا ہے۔

حضرات! میں نے بار بار پاکستان کا نام لیا ہے اور آخر میں صاف کہدیا ہے کہ پاکستان بنانا صرف سُنّیوں کا کام ہے اور پاکستان کی تعمیر آل انڈیا سُنّی کانفرنس ہی کرے گی۔ اسمیں سے کوئی بات بھی نہ مبالغہ ہے نہ شاعری ہے اور نہ سُنّی کانفرنس کے غلو کی بنا پر ہے، پاکستان کا نام بار بار لینا جسقدر ناپاکوں کو چڑھ ہے اُسی قدر پاکوں کا وظیفہ ہے اور اپنا اپنا وظیفہ کون سوتے جاگتے اُٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے پورا نہیں کرتا۔ اب رہا پاکستان کا سُنّیان است، یہ ملک کی کسی سیاسی جماعت سے عناد کیلئے نہیں کہا ہے بلکہ ایک حقیقت ہے جسکا اظہار بلا خوف لومۃ لائم کر دیا ہے۔ اول تو مسلم لیگ کے سوا کوئی ٹولی ایسی نہیں جو پاکستان کے ساتھ لفظی موافقت بھی رکھتی ہو، الکفر ملۃ واحدۃ سارے ناپاکوں نے اپنے اندرونی اختلافات رکھتے ہوئے پاکستان کے خلاف صف آرائی کر لی ہے اور مسلم لیگ میں پاکستان کا پیغام کس سے پہنچا اور کن لوگوں نے مسلم لیگ کا عقیدہ اسکو بنایا؟ اگر تاریخی طور پر دیکھا جائیگا تو وہ صرف سُنّی ہیں۔ پاکستان کے معنی اسلامی قرآنی آزاد حکومت ہے۔ مسلم لیگ سے ہمارے سُنّی کانفرنس کی مجلس عاملہ کے رکن حضرت سید شاہ زین الحسنات صاحب سجادہ نشین مانکی شریف (سرحد) نے لکھوا لیا ہے۔ اگر آج ہمارے سُنّی مسلم لیگ سے نکل جائیں، تو کوئی مجھے بتائے کہ مسلم لیگ کسکو کہا جائیگا۔ اُس کا دفتر کہاں رہیگا، اور اس کا جھنڈا سارے ملک میں کون اُٹھائے گا؟ ان حقائق میں کیا اس دعوے کی روشنی موجود نہیں کہ پاکستان صرف سُنّیوں کو بنانا ہے۔

(اسکے بعد حضرت محدث کچھوچھوی قبلہ صدر آل انڈیا سُنّی کانفرنس نے حسب فرمائش حاضرین و حاضرین، اُس معرکۃ الآراء خطبۂ صدارت کے چند انتخابات سنائے جو آل انڈیا سُنّی کانفرنس کے اجلاس بنارس میں مقبول خاص و عام ہو چکا تھا اور فرمایا کہ)

میں اپنے سُنّی بھائیوں کو آخر میں پھر زور دعوت دیتا ہوں کہ زندگی کی پہلی فرصت میں سُنّی جھنڈے کے نیچے آجائیں جسکا سبز رنگ قبۂ خضراء کی سرسبزی سے ماخوذ ہے، اور جسکا ہلال بدر کامل ہونے کی ترغیب رکھتا ہے اور جسکی چمک اپنے آغوش میں اُس سبز گنبد کو لئے ہے جسکے سایہ میں دین اور دُنیا کی بھلائی قدرت نے رکھی ہے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

فقیر ابو المحامد سید محمد غفرلہ اشرفی جیلانی (صدر آل انڈیا سُنّی کانفرنس)

بنارس کی سنی کانفرنس کے ایک اشتہار کا عکس

بنارس چلو

آل انڈیا سنی کانفرنس کا ایمان نواز اجلاس بنارس میں بتواریخ ۲۷-۲۸-۲۹-۳۰-اپریل ۱۹۴۶ء کو منعقد ہوگا ہندوستان کی تمام سنی کانفرنسیں انہیں تاریخوں میں نمائندے بھیجنے کا انتظام کریں۔ مرکزی دفتر بنارس میں آ گیا ہے اب تمام خط و کتابت ذیل کے پتہ پر ہونی چاہیے حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب دامت برکاتہم ناظم آل انڈیا سنی کانفرنس معرفت شیخ عبد اللطیف صاحب نعمانی اشرفی لکسا بنارس

بنارس سُنّی کانفرنس کا آنکھوں دیکھا حال

مولانا غلام قادر اشرفی بیان کرتے ہیں

بنارس سُنی کانفرنس کی دعوت دینے کے لئے

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے مولانا آل حسن سنبھلی کو پنجاب کے دورہ کے لئے بھیجا تھا اور انہوں نے علماء اور مشائخ سے ملاقاتیں کر کے انہیں بنارس سنی کانفرنس کی اہمیت اور حالات کی نزاکت سے آگاہ کیا اور کانفرنس میں شرکت کے لیے آمادہ و تیار کیا۔ مولانا آل حسن لاہور بھی تشریف لائے اور انہوں نے مجھے بھی کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔ پنجاب کے چند سرکردہ علماء نے لاہور میں اکٹھے ہو کر بنارس جانے کا پروگرام بنایا تھا۔ چنانچہ میں بھی ان کے ہمراہ لاہور سے روانہ ہوا۔ ہم ۲۵ اپریل کو عصر کے بعد ٹرین میں بیٹھے۔ اس موقع پر مولانا سید ابوالحسنات مولانا سید ابوالبرکات، مولانا محبوب عالم (سلطان پور) مفتی امین الدین (کامونکی)، مفتی احمد یار (گجرات) مولوی ابراہیم علی چشتی، سید عبدالغنی (داماد پیر ولایت شاہ صاحب) محمود شاہ گجراتی اور کچھ دیگر علماء کرام ایک ہی بوگی میں تھے۔ اس بوگی میں تمام مندوبین ہی تھے۔ ساری رات اور پھر اگلا دن سفر میں گزرا۔ اور پھر عشاء کے بعد ہم بنارس پہنچے۔ اسٹیشن پر سنی کانفرنس کے رضاکار استقبال کے لیے موجود تھے۔ ہمیں سائیکل رکشاؤں کے ذریعے فاطمان باغ پہنچایا گیا جہاں ایک کوٹھی میں اور اس کے باہر خیمے لگا کر ٹھہرانے کا انتظام کیا گیا تھا۔

۲۷ اپریل کی صبح کانفرنس کے باقاعدہ پروگرام کا آغاز ہوا۔ سب سے پہلے سبجیکٹ کمیٹی کا اجلاس تھا اس اجلاس میں، مَیں بھی شریک تھا۔ اس اجلاس کے شرکت کی مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفےٰ رضا مولانا نعیم الدین مرادآبادی، محدث کچھوچھوی، پیر سید جماعت علی شاہ، مولانا امجد علی، صدر الشریعہ، مولانا عبدالماجد بدایوری، مولانا سید ابوالحسنات قادری، مولانا سید ابوالبرکات قادری، مولانا عبدالعلیم صدیقی، علامہ عبدالمصطفےٰ الازہری، مولانا محمد احمد صاحب نصیر آبادی، مولانا غلام معین الدین نعیمی، پیر صاحب بھرچونڈی شریف، پیر صاحب مانکی شریف، دیوان آل رسول خاں، شاہ عارف اللہ قادری، شاہ برہان الحق اور مولانا عبدالسلام باندوی، شامل تھے۔ میں بھی اس اجلاس میں شریک تھا۔ صدارت محدث کچھوچھوی کی تھی۔ سبجیکٹ کمیٹی کے اس اجلاس میں مطالبۂ پاکستان کی حمایت قرارداد پیش کی گئی۔ یہ قرارداد اتفاق رائے سے منظور کر لی گئی۔ مولانا عبدالحامد بدایونی نے اس اجلاس میں تجویز پیش کی تھی کہ آل انڈیا سنی کانفرنس کو مسلم لیگ میں مدغم کر دیا جائے لیکن یہ تجویز اس وجہ سے منظور نہ ہو سکی کہ اگر کسی وقت مسلم لیگ بھی مطالبۂ پاکستان کو ترک کر دے تو اس پلیٹ فارم سے جدوجہد کو جاری رکھا جا سکے۔ سبجیکٹ کمیٹی کا اجلاس دوپہر تک جاری رہا۔

نمازِ عشاء کے بعد ٹاؤن ہال کے میدان میں اجلاسِ عام ہوا۔ جس میں جتنا بڑا اجتماع ہم نے دیکھا اس سے بڑا کوئی اجتماع نہ آج تک دیکھا ہے اور نہ دیکھنے کی اُمید ہے۔ سنہ ۱۹۴۰ء میں قراردادِ پاکستان جس اجتماع میں پیش کی گئی اس میں بھی میں شریک تھا لیکن بنارس سنی کانفرنس کا اجتماع اس سے بھی بڑا تھا۔ اس اجتماع میں سبجیکٹ کمیٹی کے اجلاس میں منظور کی گئی قرارداد پڑھ کر سنائی گئی اور شرکاء نے نعرہ ہائے تکبیر و رسالت بلند کر کے اس کی تائید کی۔ مسلسل چار روز (۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰ اپریل) تک یہ سلسلہ جاری رہا کہ ہر صبح سبجیکٹ کمیٹی کا اجلاس ہوتا اور اس میں جو تجاویز منظور کی جاتیں، انہیں اجلاس عام میں پیش کر دیا جاتا۔ خطبۂ استقبالیہ سید محمد محدث کچھوچھوی نے پیش کیا تھا۔ محدث صاحب کا خطبہ فصاحت و بلاغت کا شاہکار تھا۔ اور اس خطبہ کی تمام شرکاء میں دھوم مچ گئی تھی۔ محدث کچھوچھوی کی آواز گونجدار تھی۔ اور تقریر کے دوران جب وہ جوش میں آ کر ہاتھ اوپر اٹھاتے تھے تو یوں لگتا کہ آسمان کو کھینچ لیں گے۔

مقررین نے بار بار یہ الفاظ دہرائے کہ "نیندیں حرام کر کے اور پیٹ پر پتھر باندھ کر گلی گلی اور کوچے کوچے جا کر تحریکِ پاکستان کو کامیاب بنایا جائے" مقررین کے یہ الفاظ بھی مجھے یاد ہیں کہ "اگر پاکستان بن گیا تو ہماری زندگی ہے اور نہ بن سکا تو ہماری موت" اور "اگر مسلم لیگ بھی مطالبہ پاکستان سے دستبردار ہو جائے تو پھر بھی ہم پاکستان بنا کر دم لیں گے"۔ اس موقع پر ایک بہت بڑا سٹیج بنایا گیا تھا اتنا بڑا سٹیج میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ شرکاء کی تعداد کا اندازہ لگانے کے لئے میں نے ۲۷ بار تو خود گنے تھے، اور پھر بھی کئی باقی رہ گئے تھے، ایک محتاط اندازے کے مطابق کانفرنس میں تین لاکھ کا اجتماع تھا جن میں ۲۰، ۲۲ ہزار علماء شامل تھے۔ سارے کا سارا دیوانوں کا اجتماع تھا اور جوش و خروش کا یہ عالم تھا کہ تکبیر و رسالت کے نعرے فضاء میں ارتعاش پیدا کر رہے تھے۔ اور بار بار یہ نعرے بھی لگائے جا رہے تھے۔

لے کے رہیں گے پاکستان
دینا پڑے گا پاکستان

آنکھوں کا نور پاکستان
دل کا سرور پاکستان

پاکستان کا مطلب کیا
لا الٰہ الا اللہ

سبز جھنڈے کی کون سنے گا؟
اللہ پاک سنے گا

مقررین میں محدث کچھوچھوی اور صدر الافاضل کے علاوہ مولانا عبدالعلیم صدیقی، شاہ عارف اللہ قادری پیر صاحب بھرچونڈی شریف، پیر صاحب مانکی شریف اور مولانا عبدالسلام باندوی بھی تھے۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض شاہ عارف اللہ قادری اور مولانا عبدالعلیم صدیقی نے ادا کئے اور قرار دادیں مولانا عبدالعلیم صدیقی اور مولانا عبدالحامد بدایونی نے پیش کیں۔ ہر جلسہ کے آخر میں قاری عبدالسلام باندوی اور مولانا عبدالعلیم صدیقی مل کر جو سلام پڑھتے تھے اس میں چند شعر یہ بھی تھے،

غم امت میں رونے والے رسول
تیری امت ہے دل فگار سلام
دستگیری ہو یا رسول اللہ
قیشانہ زلف سے سنوار سلام
فتح مکہ کا صدقہ پاکستان
ہند میں دیجئے اقتدار اسلام

بنارس کانفرنس کے موقع پر نظم ونسق نہایت شاندار اور مثالی تھا، کانفرنس کے موقع ہندوؤں نے راشن دینے سے انکار کر دیا لیکن منتظمین نے دوڑ دھوپ کر کے کھانے کا اتنا اچھا انتظام کر لیا تھا کہ کسی ایک فرد کو بھی شکایت کا موقع نہ ملا اور کھانا تمام شرکاء کو وقت پر ملتا رہا۔ انتظامات کو دیکھ کر تمام شرکاء نے صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی کی حکومت اور تدبر کی داد دی۔

بنارس سنی کانفرنس کے موقع پر جو قرار داد تحریک پاکستان کی حمایت کے لیے بالاتفاق منظور کی گئی اس کا متن درج ذیل تھا۔

۱۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبۂ پاکستان کی پرزور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء و مشائخ اہل سنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں اور اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت قائم کریں جو قرآن کریم اور حدیث نبویہ کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو۔

نیز یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ اسلامی حکومت کے لئے مکمل لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے حسب ذیل حضرات کی ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے۔

صدر الافاضل استاذ العلماء حضرت مولانا نعیم الدین صاحب۔

صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی صاحب

مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب۔

مبلغ اعظم حضرت مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی

حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی

حضرت مولانا الحاج سید ابوالمحامد سید محمد صاحب محدث اعظم ہند کچھوچھوی۔

حضرت مولانا مولوی شاہ دیوان آل رسول علی خاں صاحب سجادہ نشین اجمیر شریف۔

حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب ا...

حضرت مولانا شاہ قمر الدین صاحب سجادہ... سیال شریف۔

حضرت پیر سید شاہ عبدالرحمن صاحب ... شریف (سندھ)

حضرت مولانا شاہ زین الحسنات ... صاحب مانکی شریف۔

خان بہادر حضرت حاجی مصطفیٰ علی صا... بخشی (مدراسی)

حضرت مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد... لاہور۔

یہ اجلاس کمیٹی کو اختیار دیتا ہے کہ ... کا حسب ضرورت و مصلحت اضافہ کرے ... ہو گا کہ اضافہ میں تمام صوبجات کے نمائند... چاہیں۔

شبیر احمد عثمانی مسلم لیگ میں کب شامل ہوئے

میاں زبیر احمد

علماء دیوبند نے تحریک پاکستان کو ناکام بنانے کے لیے جو کوششیں کیں۔ وہ تاریخ کا حصہ بن چکی ہیں۔ لیکن اب کچھ عرصہ بعد دیوبندیوں کی من حیث الجماعت تحریک پاکستان کی کھلی مخالفت پر پردہ ڈالنے کیلیے علامہ شبیر احمد عثمانی اور ان کے دو چار ساتھیوں کی تحریک پاکستان کے سلسلہ میں کوششوں کو بہت زیادہ بڑھا چڑھا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ اور مسلسل پروپیگنڈہ کے ذریعے پاکستان کے لیے علماء و مشائخ کی تمام تر مساعی کو علامہ عثمانی کے کھاتے میں ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے حالانکہ وہ بذاتِ خود عرصہ دراز تک مسلم لیگ کی بدترین مخالف جماعت جمعیت العلماء ہند کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر رہے۔ اور مسلم لیگ کی حمایت کا فیصلہ انہوں نے اس وقت کیا۔ جب تحریک پاکستان اپنے عروج پر پہنچ چکی تھی اور پاکستان کا مطالبہ مسلمانانِ ہند کے دلوں کی دھڑکن بن چکا تھا۔ اس دعوے کی تائید میں علامہ عثمانی کے یہ الفاظ ملاحظہ فرمایئے جو انہوں نے مسلم لیگ کانفرنس میرٹھ منعقدہ ۳۰ دسمبر ۱۹۴۵ء کے موقع پر خطبۂ صدارت دیتے ہوئے ادا کیے۔

راقم الحروف خود ایک مدت دراز تک اسی کشمکش و پیچ میں رہا۔ اور یہی وجہ ہے کہ خاصی تاخیر سے میں نے مسلم لیگ کی حمایت میں قلم اٹھایا۔ میں نے اپنی قدرت کی حد تک مسئلہ کی نوعیت پر قرآن و سنت اور فقہ حنفی کی روشنی میں غور کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں اور استخارے کیے بالآخر ایک چیز میرے اطمینان اور شرح صدر کا سبب بنی اور وہ امام محمد بن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تصریح ہے۔ جو ان کی کتاب السیر الکبیر میں موجود ہے"

(خطبات عثمانی از پروفیسر محمد انوار الحسن شیرکوٹی مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء ۱۷۳، ۱۷۴)

مندرجہ بالا اقتباس سے واضح ہوتا ہے کہ جب سنی علماء و مشائخ تحریک پاکستان کی جنگ لڑ رہے تھے علامہ عثمانی اس وقت استخارے کرنے میں مصروف تھے۔ اور ان کو حق اور باطل میں تمیز کرنے میں عرصہ دراز لگ گیا۔ پھر مسلم لیگ کے زعماء نے یہ منصوبہ بنایا کہ جمعیت علماء ہند کی ریشہ دوانیوں کے مقابلہ میں چند دیوبندی علماء کا گروہ تیار کیا جائے۔ علامہ عثمانی اور جمعیت علماءِ ہند سے منسلک چند موقع شناس مسلم لیگ کی حمایت پر آمادہ ہو گئے۔ اور مسلم لیگ کی حمایت کے لیے" جمعیت العلماءِ اسلام تشکیل دینے کی خاطر علامہ راغب حسن بنگالی کی دعوت پر اکتوبر ۱۹۴۵ء میں ایک اجلاس بلایا گیا، علامہ عثمانی اس اجلاس میں بھی شریک نہ ہو سکے۔ قائدِ ملت کے پرسنل سیکرٹری ظفر احمد انصاری نے اس حقیقت کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے؟

" اکتوبر ۴۵ء میں کلکتہ میں جمعیت علماء اسلام قائم ہوئی۔ اس سلسلہ میں کلکتہ کے احباب نے پیش قدمی کی، اور ہندوستان کے تمام علاقوں کے ان علماء کو "باعانت" مرکزی مسلم لیگ کیلیے مجتمع کرنے کی کوشش کی گئی۔ جو مسلم لیگ کے حامی تھے۔

(چراغِ راہ کراچی نظریۂ پاکستان پر صفحہ ۲۳۲ بعنوان "نظریۂ پاکستان اور علماء")

جمعیت العلماء اسلام کی تشکیل اور اس کے نصب العین کے سلسلہ میں چوہدری خلیق الزمان رقم طراز ہیں۔

"جمعیت جنوری ۱۹۴۶ء میں کلکتہ میں بنی جس کے صدر مولانا شبیر احمد عثمانی ہوئے اس کے قیام کا سہرا ظفر احمد انصاری کے سر ہے۔ جو کمیٹی آف الیکشن کے سیکرٹری تھے، یہ دو برس سے کوشش کر رہے تھے کہ جمعیت العلماء ہند کا کوئی جواب پیدا کیا جائے۔ تاکہ دیوبند اور مسلمانوں پر اسکا اثر کسی طرح کم ہو۔ اس سلسلہ میں ظفر احمد انصاری نے مولانا طاہر عثمانی سے بارہا گفتگو کی۔ یہاں تک کہ بالآخر مولانا طاہر عثمانی کی امداد سے مولانا شبیر احمد عثمانی کو جمعیۃ العلماء ہند کی صدارت کے لیے رضامند کر لیا۔ اور نواب اسماعیل خاں صاحب نے بھی اس اقدام کو بہت پسند کیا۔ چنانچہ سید احمد اشرف سیکرٹری مسلم لیگ میرٹھ نے جمعیۃ العلماء اسلام کا ایک اور جلسہ میرٹھ میں منعقد کیا۔ جس میں میں (چوہدری خلیق الزمان) بھی اس کانفرنس میں شرکت کے لیے بلایا گیا۔ مولانا شبیر احمد عثمانی سے میری پہلی ملاقات یہیں نواب اسماعیل خان کے گھر پر ہوئی"

(شاہراہ پاکستان مطبوعہ کراچی ۱۹۶۷ء ص ۹۷۰)

علامہ شبیر احمد عثمانی جمعیت علماء ہند کے پہلے اجلاس (۲۸۔ دسمبر ۱۹۱۹) منعقدہ امرتسر میں شریک تھے۔ اور اس کے بعد ۱۹۴۵ء تک جمعیت علماء ہند کے ہر اجلاس میں شریک ہوتے رہے۔ پروفیسر انوار الحسن شیرکوٹی لکھتے ہیں۔

" علامہ شبیر احمد صاحب ۱۹۴۵ء تک جمعیت العلماء کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر رہے اور قومی تحریکات میں ہمیشہ آگے رہنے کی کوشش کرتے رہے اور قومی تحریک خلافت سے لے کر ۱۹۴۵ء تک جمعیت العلماء اور کانگریس کو آپ کے تعاون کا فخر حاصل رہا۔ بہت سی کمیٹیاں میں صدارت کے فرائض انجام دیئے"

(خطبات عثمانی مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء ص ۵۸-۵۹)

ڈاکٹر وحید قریشی ایم۔ اے۔ ڈی لٹ رقمطراز

"حلقۂ علماء میں اگر کبھی تحریک پاکستان کے سلسلے میں ذکر آیا بھی ہے تو مولانا ظفر علی خاں اور مولانا شبیر عثمانی کے سوا کچھ یوں تاثر دیا جاتا ہے گویا علمائے دین کا اس تحریک سے کچھ زیادہ واسطہ نہ تھا نیشلسٹ علماء کا محور کانگرس و اعانت تھا۔ اس سے یہ خیال عام ہوتا گیا۔ کہ علما نے من حیث الجماعت پاکستان کی کبھی تائید نہیں کی حالانکہ تحریک پاکستان میں جہاں تعلیم یافتہ طبقے نے پاکستان کے لیے قربانیاں دیں۔ وہاں اس آواز کو مسلمانانِ برصغیر کے دل میں جاگزیں کرنے کا سہرا ان دینی راہنماؤں کے سر ہے جنہوں نے شہر شہر، قریہ قریہ مسلم لیگ کے پیغام کو پہنچایا اور مسلمانوں کو یہ احساس دلایا کہ الگ مملکت کا مطالبہ دراصل ان کے دلوں کی آواز ہے دیوبند کے مقابلے میں علماء کی یہ آوازیں مؤثر اور دور رس نتائج کی حامل رہی ہیں"

(تحریک پاکستان اور علماء دیوبند سید محمد فاروق القادری ایم۔ اے لاہور ۱۳۹۶ھ، ص ۲۸، ۲۹)

اسی سلسلہ میں علامہ عثمانی کے ایک پرانے عقیدت مند کی درج ذیل تحریر سند کی حیثیت رکھتی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

" سطور بالا میں ہم اشارۃً تحریر کر چکے ہیں کہ حضرت علامہ عثمانی ایک مدت سے گوشہ نشینی اختیار فرمائے ہوئے تھے اور پبلک پالیٹکس سے علیحدہ و دور تر تھے، لیکن عین اس زمانہ میں جبکہ "انتخابی

ہڑبونگ" ملک میں افسوسناک ہیجان پیدا کر رہی تھی اور ہر انتخابی جماعت اپنے پروپگنڈے کو مؤثر بنانے کے لیے جائز و ناجائز ذرائع حاصل کرنے کی فکر میں تھی۔ حضرت موصوف اپنی جماعت۔ اپنے رفقاء اور اپنے قدیم دوستوں سے جدا ہو کر ان کے دشمنوں (مسلم لیگ) کی صف میں جا ملے۔ اور دنیا "جلوۂ حیرت اور مہر بلب" ہو کر رہ گئی! — الیکشن کے بازار کی سرگرمیوں اور ہماہمی نے بہتوں کو اس انقلاب پر غور و فکر کرنے کا موقع نہ دیا۔ بہتوں نے معمولی طور سے سوچ کر درگذر کیا۔ اور بہتوں نے "تقلید شخصی" کے اصول کی بگڑی ہوئی صورت یعنی "آنکھیں بند کر کے پیچھے دوڑ نے" پر عمل کرنا کافی سمجھا۔ مگر ہمارے دماغ میں ذیل کی چند پر اسرار باتیں آج تک معمہ بن کر کھٹک رہی ہیں۔ ان کا کوئی حل ہمیں ہنوز حاصل نہیں سکا۔

۱۔ حضرت علامہ عثمانی مئی ۴۵ء تک جمعیت علماء ہند کی ورکنگ کمیٹی کے باضابطہ ممبر رہے لیکن جمعیت کی کسی ادنیٰ پالیسی سے بھی ان کو اختلاف پیدا نہیں ہوا۔ اگر ہوا تو وہ منظر عام پر نہیں آیا۔

۲۔ مئی ۴۵ء تک جمعیت علماء ہند کی جو پالیسی سیاست حاضرہ کے بارے میں رہی۔ بعینہ وہی پالیسی آج بھی ہے اگر آج وہ گمراہ ہے تو حضرت علامہ عثمانی کی رکنیت مجلس عاملہ کے زمانہ میں بھی تھی۔ لیکن آنموصوف نے الیکشن

تھی۔ لیکن آنموصوف نے الیکشن سے قبل کبھی نہ تو جمعیۃ ہی کو راہِ راست پر لانے کی سعی فرمائی اور نہ قوم ہی کو اس کی کجراہیوں پر آگاہ کیا۔

۳۔ بلکہ ان ایام میں جبکہ مخالفین کی طرف سے جمعیۃ علماء ہند کو فنا کر دینے کی ہر ممکن کوشش عمل میں آ رہی تھی۔ جمعیت کو کسی قسم کا نوٹس دیئے بغیر اس کے تخریب کاروں کی آرائشِ محفل بن کر مدت بدیرہ کے بعد نئی روشنیاں اور نئی جگمگاہٹیں لیے ہوئے طلوع ہو گئے۔

۴۔ اور اس نئے قالب نئی راہ اور نئے مسلک کو اختیار کرنے سے قبل اپنی جماعت سے کبھی اختلافی موضوعات و مسائل پر بحث و تلخیص کی:

ضرورت بھی محسوس نہ فرمائی

(مسلم لیگ کی تائید میں حضرت علامہ عثمانی کے دلائل اور تحریری سرقے از مشتاق قادری۔ ص ۱۰ - ۱۱۔ ناشر محمد وحید الدین قاسمی دفتر جمعیت علماء ہند گلی قاسم جان دہلی)

آگے چل کر اسی کتابچہ میں علامہ عثمانی کے دیرینہ عقیدت مند ابو مشتاق قادری نے ایک اور دلچسپ انکشاف کیا ہے اور وہ یہ کہ صوبہ پنجاب کی "جدید جمعیۃ العلماء اسلام" کانفرنس لاہور منعقدہ ۲ جنوری ۱۹۴۶ء میں علامہ شبیر عثمانی نے جو تحریری خطبۂ صدارت ارشاد فرمایا اور جسے اپن پریس نے طبع کرا کر "ہمارا پاکستان" کے نام سے شائع کیا، اس کا ایک طویل حصہ گوجرانوالہ کے عبدالحمید پاک کے مضمون "پاکستان" شائع شدہ رسالہ طلوع اسلام دہلی بابت ماہ اپریل ۱۹۳۹ء سے لفظ بلفظ اور حرف بحرف نقل کردہ ہے اور یہ وہ چیز ہے، جسے علمی دنیا میں "بدترین قسم کا سرقہ" کہا جاتا ہے۔ ذیل میں اس سرقے کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمایئے۔

اصل

ہمارا ہندوستان سے کٹ جانا ہندی مسلمانوں سے کٹ جانے کے مترادف نہیں سمجھنا چاہیئے۔ مسلمانوں کے باہمی تعلقات کے راستہ میں جغرافیائی حدود و بندی کوئی شے نہیں۔ جنوبی افریقہ کا مسلمان اور بحیر منجمد شمالی کا مسلمان ملت اسلامیہ کے محکم و استوار رشتہ میں منسلک ہونے کی وجہ سے ایک ہی جسم کے دو حصے ہیں اس لیے ہم میں اور ہندی مسلمانوں میں کوئی بعد نہ ہوگا۔ ہم اپنے ہندو معترفین کو یقین دلاتے ہیں کہ ہمارے عزائم مخاصمانہ نہیں۔

("طلوع اسلام" دہلی جلد ۲ شمارہ نمبر ... اپریل ۱۹۳۹ء)

نقل

ہمارا ہندوستان سے کٹ جانا ہندی مسلمانوں سے کٹ جانے کے مترادف نہیں سمجھنا چاہیئے۔ مسلمانوں کے باہمی تعلقات کے راستہ میں جغرافیائی حدود کوئی شے نہیں۔ جنوبی افریقہ کا مسلمان اور بحر منجمد شمالی کا مسلمان ملت اسلامیہ کے محکم و استوار رشتہ میں منسلک ہونے کی وجہ سے ایک ہی جسم کے دو حصے ہیں اس لیے ہم میں اور ہندی مسلمانوں میں کوئی بعد نہ ہوگا۔ یہ چیز ہمارے راستہ میں حائل نہیں ہوگی۔ ہم اپنے ہندو معترفین کو یقین دلاتے ہیں کہ ہمارے عزائم مخاصمانہ نہیں۔ ("ہمارا پاکستان" از علامہ عثمانی)

اختصار کے پیش نظر ہم ایک اقتباس پر ہی اکتفاء کرتے ہیں، ورنہ علامہ عثمانی کا سارا خطبہ ایسی مثالوں سے بھرا پڑا ہے۔ اس بنا پر یہ کہنا بالکل درست اور بجا ہے کہ علامہ عثمانی کا فکر، فکر مستعار تھا۔

ریڈیو اور ٹی وی پر کیا ہو رہا ہے؟

مسعود طاہر

جماعت اسلامی اور جمیعت علماء اسلام کے شامل اقتدار ہونے کے بعد جہاں دوسرے شعبوں میں اہل سنت کے ساتھ زیادتیاں ہوئی ہیں، وہاں ریڈیو اور ٹی وی پر بھی اہل سنت کو نشانہ ستم بنایا گیا ہے بلکہ باخبر ذرائع سے ملنے والی اطلاعات کے پیش نظر یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے سنیوں کو چن چن کر نکالا جا رہا ہے۔ اہل سنت کے مقررین اور قاریوں کی تعداد کو باقاعدہ سکیم کے تحت مختلف حیلے بہانے کرکے کم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور اس کے مقابلے میں دیوبندی مکتب فکر کے علماء اور قاریوں کی فہرست بڑھتی ہی جا رہی ہے۔ اس کارروائی کی ذمہ دار حکومت میں شامل چند مخصوص نظریات کی جماعتیں ہیں جن سے وابستہ ریڈیو اور ٹی وی کے افسران اس قسم کی کارروائیوں میں مصروف ہیں جن سے لامحالہ اہل سنت کی حق تلفی ہو رہی ہے اس سلسلہ میں ریڈیو کے پروگرام پروڈیوسر مسٹر عبدالحئی کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ جو کہ اپنے آپ کو جامعہ اشرفیہ کا فارغ التحصیل کہتا ہے اسی نوعیت کی "ذمہ داریاں" ٹی وی کے ثاقب ملک بھی انجام دے رہے ہیں ان دونوں کی ملی بھگت سے گذشتہ دنوں ریڈیو اور ٹی وی پر قاریوں کا ایک مقابلہ قرأت ہوا جس میں مذکورہ اشخاص نے نہایت جانبداری سے درج ذیل تین منصفین مقرر کئے۔

(۱) مولوی عبدالقادر آزاد (جو کہ سرے سے قاری ہی نہیں اور تجوید کے ابجد سے بھی ناواقف ہے)

(۲) قاری نور محمد۔

(۳) قاری علی حسین صدیقی۔

یہ تینوں دیوبندی مکتب فکر سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک بھی سنی قاری کو منصف مقرر کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی گئی۔ چنانچہ اس اقدام پر جمعیت قراء سواد اعظم نے احتجاج کیا اور تاریں دیں لیکن کوئی شنوائی نہیں ہوئی

محفل میلاد سالہا سال سے پورے پورے اختتام اور شان و شوکت سے ہوتی آ رہی ہے اس سلسلہ میں سٹوڈیو میں باقاعدہ فرشی نشست کا اہتمام کرکے مختلف حضرات کو مدعو کیا جاتا تھا۔ تلاوت اور نعت کے بعد سیرت مصطفےٰ علیہ تحیۃ و ثنا کے موضوع پر تقریریں ہوتی تھیں اور تبرک بھی تقسیم کیا جاتا تھا میلاد پاک کی مقدس محفل ایک باقاعدہ جلسہ کی صورت میں منعقد ہوتی رہی ہے۔ لیکن اب مسٹر عبدالحئی اور اس قسم کے دوسرے لوگوں کی متعصبانہ روش سے باعث محفل میلاد کی اہمیت بہت کم کم ہی کی جا رہی ہے۔ اور آج کل محفل میلاد ایک فیچر کی صورت میں ہو رہی ہے تلاوت، نعت اور تقریر علیحدہ علیحدہ ریکارڈ کرکے نشر کر دی جاتی ہے۔ یہ صرف اس لئے ہوا ہے کیونکہ محفل میلاد میں سب حاضرین کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھا کرتے تھے لیکن اب جماعت اسلامی اور جمیعت علماء اسلام سے وابستہ لوگوں کو یہ بات گوارا نہیں اس محفل کا انعقاد ختم کرکے پہلے سے ریکارڈ شدہ تلاوت، نعت اور تقریر کو محفل میلاد کا نام دیئے جانے کے خلاف ریڈیو پاکستان کے افسران کی میٹنگ میں باقاعدہ احتجاج کیا گیا لیکن وہاں یہ بہانہ بنا کر بات ٹال دی گئی کہ اگر پہلے کی طرح لوگوں کو باقاعدہ محفل میں مدعو کیا جاتا رہا تو اس بات کا خطرہ ہے کہ کوئی شخص ریڈیو اسٹیشن کے احاطے میں بم نہ رکھ جائے اس لئے رات کو باقاعدہ محفل کا انعقاد کرنے کی بجائے دن کے وقت تلاوت، نعت اور تقریریں علیحدہ علیحدہ ریکارڈ کر لی جاتی ہیں۔

اب ذرا تصویر کا دوسرا رخ دیکھئے حال ہی میں ریڈیو پر بجٹ کے بچے ہوئے پیسے خرچ کرنے کے لئے موسیقی کا آٹھ روزہ پروگرام ترتیب دیا گیا اس میں شرکت کے لئے باقاعدہ دعوت نامے (پاس) چھپوائے گئے اور لوگوں میں تقسیم کئے گئے اور یہ محفل موسیقی ریڈیو اسٹیشن میں باقاعدہ جلسہ کی صورت میں منعقد کرکے ڈائریکٹ براڈ کاسٹ بھی کی گئی یہ پروگرام رات کے وقت ہوئے چنانچہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ محفل موسیقی کے لئے لوگ اندر آ سکتے ہیں اور دعوت نامے جاری ہو سکتے ہیں تو محفل میلاد کے لئے یہ سب کچھ کیوں نہیں ہو سکتا مسٹر عبدالحئی اپنے سیاسی ممدو معاون لوگوں (جمیعت علماء اسلام و جماعت اسلامی) کی مدد سے اسٹیشن ڈائریکٹر کو کسی نہ کسی طرح اپنا ہمنوا بنا لیتے ہیں۔

ریڈیو پاکستان کی ایک لائبریری ہے جس میں مترجم قرآن پاک بھی موجود ہیں اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رح کا ترجمہ قرآن بھی اس لائبریری میں رکھا گیا تھا۔ لیکن وہ نہایت ہوشیاری سے غائب کر دیا گیا ہے اور اس کی جگہ مولوی احمد علی لاہوری، مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہ کے ترجمے بڑے اہتمام سے لا کر رکھ دیئے گئے ہیں۔ رمضان شریف میں افطاری کے وقت کا تعین کرنے کے لئے مسٹر عبدالحئی نے ریڈیو کی گاڑی بھیج کر چھ دیوبندی مولویوں کو بلوایا ایک بھی سنی عالم کو دعوت نہ دی گئی۔ البتہ فیصلہ کے وقت سٹوڈیو میں موجود دو افراد سے دستخط کروا لئے گئے جو کہ کسی سنی مدرسے کی نمائندگی نہیں کرتے تھے کچھ عرصہ قبل چینل نمبر ۲ پر پورا قرآن پاک پڑھنے کا اہتمام کیا گیا اس مقصد کے لئے قاری احمد میاں تھانوی قاری عبدالمجید اور قاری نور محمد (تینوں دیوبندی) کو ان کے گھروں میں جا کر اطلاع دی گئی جب اس سلسلہ میں عبدالحئی سے استفسار کیا گیا تو انہوں نے منہ بھینچ کر صرف اتنا جواب دیا "وہ لیس — اطلاع نہیں کر سکا!" حال ہی میں ملک کے نامور اور مایہ ناز قاری غلام رسول کے ٹی وی پر پروگرام بغیر کوئی وجہ بتائے روک دیئے گئے ہیں۔ اس سے قبل رمضان المبارک میں (موجودہ کابینہ کی تشکیل کے فوراً بعد) ریڈیو پر ان کی اذان بند کر دی گئی تھی قاری غلام رسول صاحب ۱۹۶۱ء سے ریڈیو اور ۱۹۶۴ء سے ٹی وی پر تلاوت کر رہے تھے بین الاقوامی سطح پر بہت سے انعامات بھی حاصل کر چکے ہیں کچھ عرصہ قبل انہوں نے چودہ ممالک کا قرآنی دورہ کیا ہے ان کی آواز میں پورا قرآن پاک بھی ریکارڈ ہو چکا ہے۔ ریڈیو اور ٹی وی پر جن دوسرے سنی قاریوں اور مقررین کو بلا وجہ نکالا گیا ہے اس کی تفصیل ہم تحقیق کرکے کسی اگلی اشاعت میں شائع کریں گے۔

بلوچستان سے ایک اہم خط

جنرل ضیاء فوری مداخلت کریں

نوٹ: ادارے کا مراسلہ نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں

مولوی عبدالرحیم مینگل کی زیرِ صدارت مدرسہ خضدار کی چار دیواری بنیاد اہلسنت والجماعت کے عقیدہ رکھنے والوں کا ایک اجلاس ہوا۔ جسمیں مولوی محمد وارث صاحب، مولوی محمد دین صاحب مریض، مولوی خیر محمد صاحب، مولوی قادر بخش صاحب، مولوی غلام مصطفٰے صاحب میر عبدالعزیز صاحب عمرانی۔ رئیس زادہ غوث بخش مینگل و مولوی عبدالرحیم صاحب نے خطاب کیا۔ اور کہا کہ مفتی محمود کے افراد نے جو دو تین دن یعنی ۲۴ اگست کو موضع لنگڑ بجی تحصیل وڈھ کے پرامن ماحول کو متاثر کرنے کی خاطر ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت وہاں اہلسنت والجماعت عقیدہ رکھنے والے مسلمانوں کی مسجد شریف کو مسمار کر دیا ہے ہم اس شرمناک حرکت کی پرزور مذمت کی۔ انہوں نے کہا۔ کہ یہ وہ پارٹی ہے جو کہ وہ اور ان کا سربراہ مفتی محمود، نظام مصطفٰے کا جھوٹا نعرہ لگاتے آ رہے ہیں۔ آج وہ اپنے اصلی روپ میں سامنے آگئے ہیں۔ انہوں نے قرآن حدیث کے حوالے دے کر اجتماع کو صبر و تحمل کی تلقین کرتے ہوئے کہا کہ یہ عناصر صرف ہمارے دشمن نہیں بلکہ خدا دشمن اور سخت مجرم ہے۔ خدا کے فیصلہ کا انتظار کریں اور آخر میں اجتماع نے متفقہ طور پر قرارداد کی صورت میں جنرل ضیاء الحق اور مارشل لاء انتظامیہ اور سول حکام کو اپیل کی ہے کہ وہ ان خدا کے مجرموں کو سنگین سزا دے کر مسلمانوں کے جذبات کو ٹھنڈا کریں۔ اس سلسلے میں مولوی عبدالرحیم صاحب نے علماء کے ایک وفد کے ساتھ کمشنر قلات سے ملاقات کر کے ان کو صورت حال سے آگاہ کیا تاکہ اس پرفضا ماحول کو برقرار رہنے اور مجرموں کو سنگین سزا دینے کا فوری اقدام کریں اور حالات مزید خراب نہ ہو پائیں۔

منجانب جماعت اہلسنت رجسٹرڈ
خضدار وڈھ بلوچستان پاکستان

بنانے کے لیے ہم نے تعلیمی اداروں کے انتخابات میں حصہ لینا شروع کیا۔ کچھ عرصہ قبل جن کالجوں میں موسیقی کے پروگرام ہوتے تھے۔ بے ہودہ ڈرامے سٹیج کیے جاتے تھے۔ اور اداکار پروگرام میں پیش کرتے تھے۔ جب انہی کالجوں میں انجمن کے نمائندے منتخب ہوئے تو وہاں موسیقی کے پروگراموں کی جگہ محافلِ میلاد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اہتمام کیا گیا۔ اداکاروں کی بجائے مذہبی رہنماؤں کو مدعو کیا گیا۔ گویا ہم نے اپنے نصب العین کے حصول کی خاطر ہی تعلیمی اداروں کے انتخابات میں حصہ لینا شروع کیا اور ہم ان کوششوں میں کامیاب ہیں۔

ملک میں مختلف طلباء تنظیمیں اسلام کے نام پر کام کر رہی ہیں۔ کیا یہ سب متحد نہیں ہو سکتیں؟

ج: انجمن طلباء اسلام کے قیام کا واحد مقصد یہ ہے کہ لادینیت اور الحاد کے بڑھتے ہوئے طوفان کا مقابلہ کیا جائے انجمن عالم اسلام کے اتحاد کی داعی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ پوری دنیا کے مسلمان متحد ہو کر طاغوتی طاقتوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں لیکن یہ بھی مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ ان میں روز بروز نئے فرقے جنم لیتے جا رہے ہیں۔ کوئی صحابہ اکرام کی تنقید کو اصل اسلام سمجھتا ہے۔ اور کوئی اولیاء کرام پر کیچڑ اچھالنے کو ہی دین کی خدمت قرار دیتا ہے۔ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ ہمارے اسلاف میں سے کسی کے بھی نظریات ایسے نہ تھے۔ اس فرقہ بندی نے اسلام کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔ انجمن طلباء اسلام نوجوانوں میں صحیح اسلامی نظریات پھیلانے کے لیے سرگرم عمل ہے اور ہم دینی لٹریچر عام کر کے بیرونی نظریات کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

ہم نے تو ہمیشہ طلباء کو متحد کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہماری تو دعوت ہے کہ آؤ! سب مل کر اسلاف کے بتائے ہوئے اصولوں اور نظریات کے مطابق اسلامی نشاۃ ثانیہ کیلئے کوشش کریں۔ لیکن بدقسمتی سے کچھ طلباء تنظیمیں اسلام کا نام بعض سیاسی شخصیات کے مخصوص سیاسی مفادات کی خاطر لیتی ہیں۔ اور طلباء کے اتحاد میں بہت بڑی رکاوٹ بنی ہوئی ہیں۔ ان نام نہاد اسلامی تنظیموں کے اصل عزائم اب کھل کر سامنے آ رہے ہیں۔ اور ان کا طلباء میں اثر ختم ہوتا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ ہم طلباء کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

س: موجودہ نظام تعلیم کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟

ج: موجودہ نظام تعلیم لارڈ میکالے نے انگریزوں کے ایماء پر ایک سازش کے تحت ترتیب دیا تھا۔ یہ ہمارے ملک کی بدقسمتی ہے کہ انگریز تو چلا گیا ہے لیکن نظام تعلیم اب تک نہیں بدل سکا۔ اس نظام تعلیم نے نئی نسل کو مذہب و ملت سے بیگانہ کر دیا ہے اور پھر اس کے علاوہ ایک سازشی ٹولے نے پاکستان کی تاریخ مرتب کرتے ہوئے کھلم کھلا جانبداری سے کام لیا ہے۔ بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ کہ اس ٹولے بددیانتی نے بددیانتی کی ہے۔ تاریخ میں غداروں کو مجاہدوں اور غازیوں کے روپ میں پیش کیا گیا ہے اور جن عظیم شخصیات نے انگریزوں کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ ان کا تذکرہ تاریخ میں شامل نہیں ہے۔ علامہ فضلِ حق خیرآبادی۔ مولانا احمد رضا خان بریلوی اور دیگر علماء حق کی خدمات تاریخ میں شامل نہیں ہے اب آپ ہی بتائیں کہ جب نئی نسل کو اسلاف کے کارناموں سے بے خبر رکھا جائے گا۔ اور دوسری طرف انہیں اسلام کے بارے میں کوئی معلومات نہ ہوں گی تو وہ کس ڈگر پر چلے گی؟ ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ اسلام کے نام پر حاصل کیے ہوئے ملک میں نظام تعلیم بھی مکمل اسلامی ہونا چاہیے گزشتہ حکومت کے دور میں انجمن طلباء اسلام نے اسلامی نظام تعلیم کا ہفتہ منایا۔ جس کا ملک کی اہم شخصیات بہت خیر مقدم کیا۔ اس طرح ۱۹۷۶ء میں ہم نے ملک میں پہلی مرتبہ اسلامی نظام تعلیم کے لیے جدوجہد کی ہم نے جلسوں اور جلوسوں کے علاوہ اعلٰی حکام سے ملاقاتیں کیں۔ رائے عامہ کو ہموار کیا۔ اور بھٹو حکومت کو نظام تعلیم بدلنے کے لیے سفارشات پیش کیں۔ لیکن انہوں نے اپنے مفادات کی خاطر ان سفارشات کو عملی جامعہ نہ پہنچایا۔ موجودہ حکومت کی توجہ بھی بار بار نظام تعلیم کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی طرف مبذول کرائی گئی اور ہمیں حکومت کی طرف سے اس سلسلے میں یقین دہانی کرائی گئی ہے۔ انجمن اب پھر سفارشات مرتب کر رہی ہے۔ اور انجمن کا ایک اعلٰی سطح کا وفد حکام بالا سے ملاقات کر کے اسلامی نظام تعلیم کے لیے اپنی سفارشات پیش کرے گا۔

س: تحریک نظام مصطفٰی میں انجمن نے کیا کردار ادا کیا۔ اور کیا وجہ ہے کہ یہ تحریک اپنے مقاصد کو حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکی۔

ج: انجمن طلباء اسلام کا مقصد مقام مصطفٰی کا تحفظ اور نظام مصطفٰی کا نفاذ ہے۔ ہم اس عظیم نصب العین کے حصول کے لیے دس سال سے جدوجہد کر رہے ہیں گزشتہ سال جب جمہوریت کا گلا گھونٹ دیا گیا اسلام کے خلاف زبردست سازشیں کی گئیں۔ سرمایہ داروں اور وڈیروں نے غریبوں سے جینے کا حق چھیننا چاہا اور غربت و افلاس انتہا کو پہنچ گئی تو نظام مصطفٰی کے محافظ میدان میں آ گئے۔ اور انہوں نے زبردست تحریک چلا کر جابر حاکم کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔ انجمن طلباء اسلام نے اس تحریک میں بے مثال قربانیاں دیں۔ ہمیں یہ فخر حاصل ہے کہ اس تحریک میں سب سے پہلا شہید ہونے والا نوجوان افتخار شہید انجمن کی بورے والا شاخ کا ناظم تھا۔ اس کے علاوہ حضور بخش شہید اور ظفر اقبال شہید نے اپنا خون اس تحریک کو جلا بخشنے کے لیے پیش کیا۔ پورے ملک میں انجمن کے سینکڑوں راہنما اور کارکن گرفتار اور شہید ہوئے ہمارا واحد مقصد یہ تھا کہ ظلم کی تاریک رات کا خاتمہ ہو اور نظام مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صبح طلوع ہو۔ جو ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی تھی وہ ہم نے پوری کر دی، جہاں تک تحریک کے مقصد کے متعلق ہے تو اس کا جواب آپ ناعاقبت اندیش سیاستدانوں سے پوچھیے۔

طالب علم راہنما محمد عثمان خان نوری

سیکرٹری جنرل انجمن طلباء اسلام سے انٹرویو

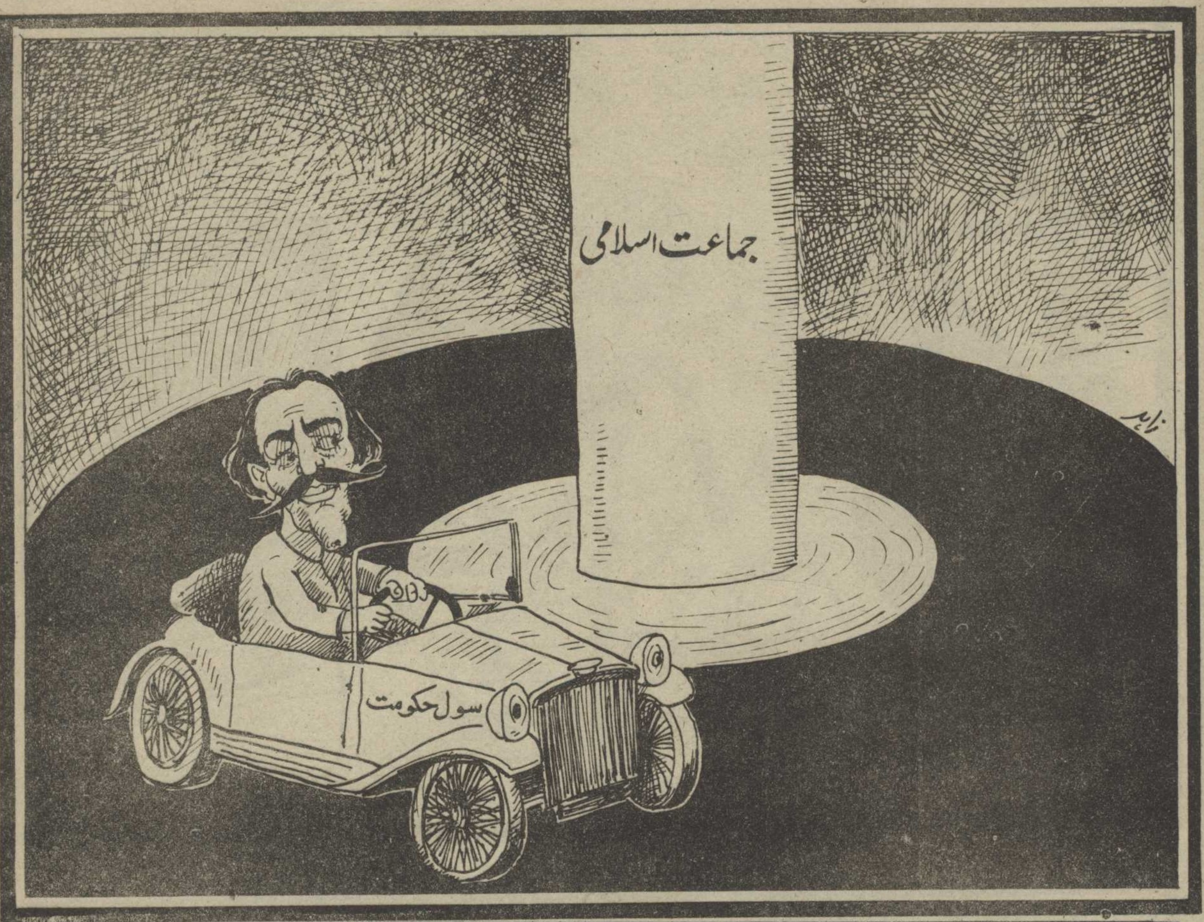
س :۔ انجمن طلباء اسلام طلباء میں کس حد تک مقبول ہو چکی ہے ۔ اور اس وقت ملک میں انجمن کی کیا پوزیشن ہے

ج :۔ انجمن طلباء اسلام کا قیام جنوری ۱۹۶۸ء میں عمل میں آیا تھا ۔ اور مختصر سے عرصہ میں انجمن نے زبردست کامیابی حاصل کی ہے ۔ الحمد للہ ۔ ملک کے چاروں صوبوں اور آزاد کشمیر میں تقریباً چار سو شاخیں کام کر رہی ہیں ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کامیابی انجمن کے پر خلوص کارکنوں کی زبردست محنت کا نتیجہ ہے ۔ اس سال صوبہ سندھ کے تعلیمی اداروں کے انتخابات میں انجمن کو زبردست کامیابی حاصل ہوئی ہے ۔ کراچی کے ۲۴ کالجوں کے انتخابات میں ہم نے حصہ لیا تھا ۔ جن میں سے اکثر کالجوں میں ہمارے نمائندے کامیاب ہوئے ۔ ۵ کالجوں میں تو ہمارے فل پینل کامیاب ہوئے ہیں ۔ پنجاب میں اس سال ہمیں شاندار کامیابی حاصل ہوئی

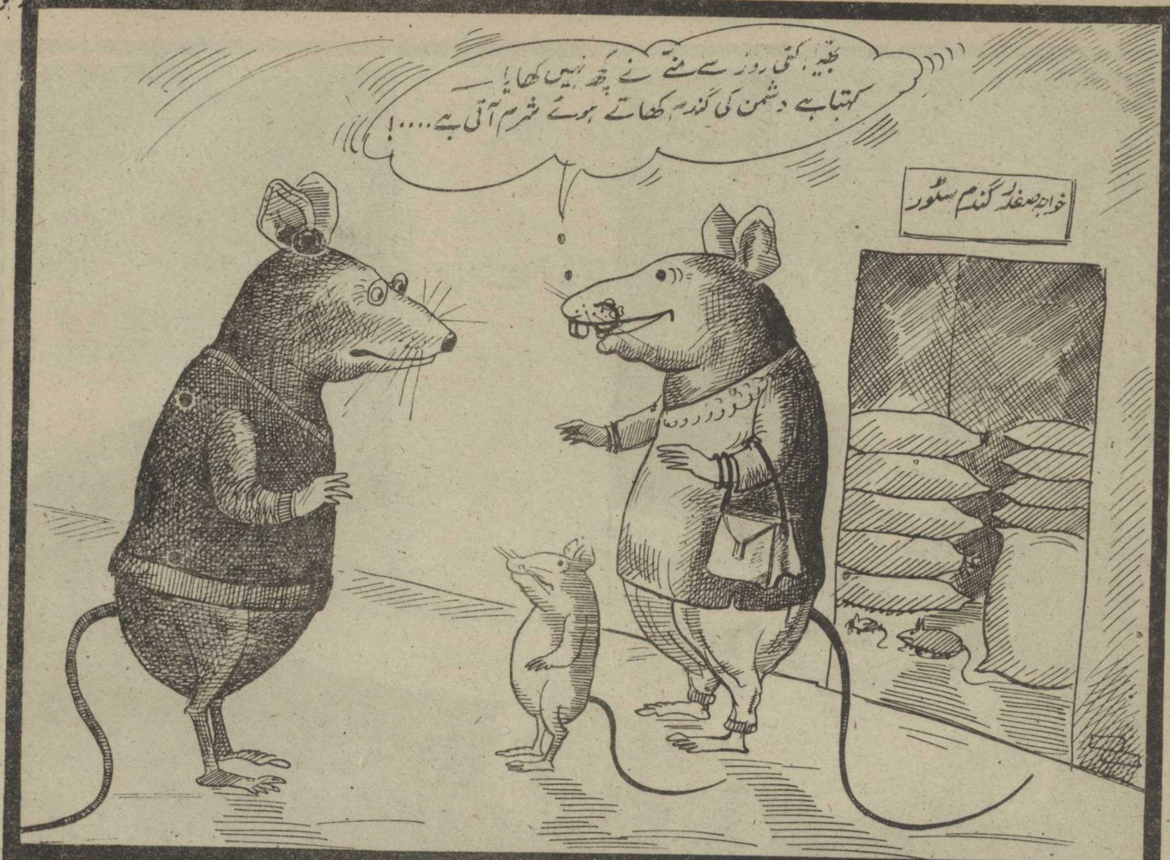
انجمن طلباء اسلام ان انتخابات میں بھر پور حصہ لے رہی ہے کے جن تعلیمی اداروں میں موسم گرما کی تعطیلات سے قبل انتخابات ہوئے تھے ان میں انجمن نے نمایاں کامیابی حاصل کی ہے ۔ صوبہ سرحد اور آزاد کشمیر میں بھی انجمن مضبوط پوزیشن میں ہے

س :۔ تعلیمی اداروں کے انتخابات میں انجمن کس نقطہ نظ
کے تحت حصہ لیتی ہے ؟

ج :۔ تعلیمی اداروں کے انتخابات میں حصہ لینا ہمارا اصل مقص
نہیں بلکہ حصول مقصد کا ایک ذریعہ ہے ۔ ہم اس نیت سے
انتخابات میں حصہ لیتے ہیں کہ اسلام کے سچے نظریات کو طلبا
تک پہنچا سکیں ۔ بعض عناصر تعلیمی اداروں کے انتخابا
میں بے دریغ پیسے بہاتے ہیں ۔ اور اپنے سیاسی آقاؤں ک
مفادات کی خاطر کام کرتے ہیں ۔ انجمن کے ابتدائی دور میں تو
نے کالجوں کے انتخابات کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں دی
ان لوگوں کی سرگرمیوں کا سدباب کرنے اور اسلامی تحریک کو م


جماعت اسلامی
سول حکومت


جناب.....آپ چکھ کر تو دیکھیں
بڑا مزیدار پھل ہے!
پاکستان
ایران

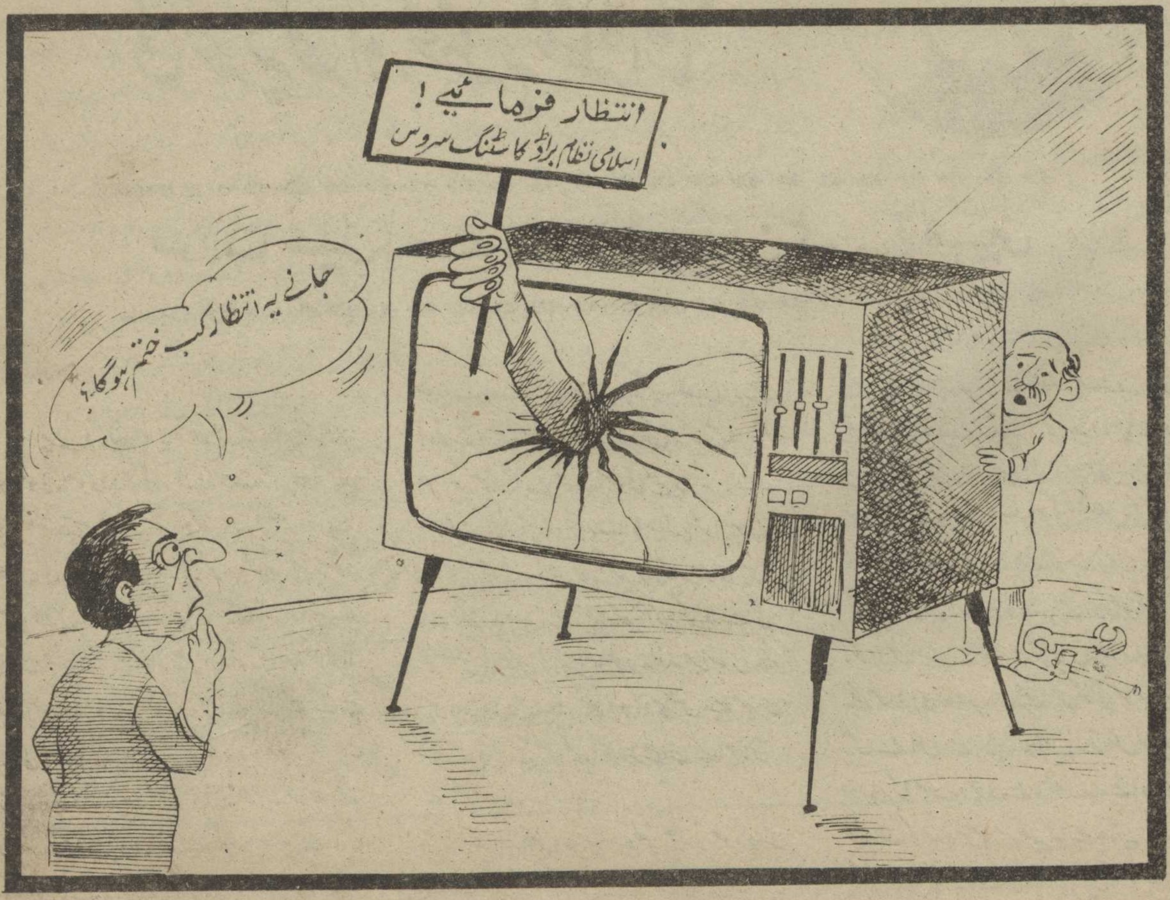


بچہ کئی روز سے منے نے کچھ نہیں کھایا
کہتا ہے دشمن کی گندم کھاتے ہوئے شرم آتی ہے.....!
خواجہ صفدر گندم سٹور



جماعت اسلامی
ذرائع ابلاغ
ریڈیو اور ٹی وی سے دن رات ایک ہی جماعت کا
پروپیگنڈا ہو رہا ہے — (مولانا شاہ احمد نورانی)


یہ وردی اتار کر آؤ
پھر تمہیں داخلہ مِل جائیگا!
قومی اتحاد پرائمری سکول
زاہد


انتظار فرمائیے!
اسلامی نظام براڈ کاسٹنگ سروس
جانے یہ انتظار کب ختم ہوگا؟

گزشتہ شمارے میں ہم نے تحریک ختم نبوت ۵۳ء کے متعلق علامہ ابوالحسنات کے صاحبزادے اور مسجد وزیر خان کے خطیب مولانا خلیل احمد قادری کے انٹرویو کا پہلا حصہ شائع کیا تھا۔ اس انٹرویو کی اشاعت سے کئی چہرے بے نقاب ہو گئے اور "فاتح تختہ دار" کہلانے والوں کی کارکردگی بھی منظر عام پر آ گئی۔ ملک کے طول و عرض سے ہمیں کثیر تعداد میں ایسے خطوط ملے ہیں، جن میں اس انٹرویو کی اشاعت پر زبردست مبارکباد دی گئی ہے۔ ذیل میں انٹرویو کی دوسری قسط شائع کی جا رہی ہے۔ مکمل انٹرویو ان شاء اللہ کتابی شکل میں بھی عنقریب "فیضان پبلی کیشنز" کی طرف سے شائع کر دیا جائے گا۔ (ادارہ)

جب مجھے سزائے موت سنائی گئی

شفقت عثمانی

تحریکِ ختمِ نبوّت ۱۹۵۳ء

کی لمحہ بہ لمحہ اور لحظہ بہ لحظہ داستان



مولانا خلیل احمد قادری بیان کرتے ہیں

چند روز بعد مولانا عبدالستار خاں نیازی اور مولانا مودودی کی سزائے موت بھی چودہ سال قید بامشقت میں تبدیل ہو گئی اور انہیں اے کلاس کی بارکوں میں تبدیل کر دیا گیا۔ مجھے بدستور سی کلاس میں ہی رکھا گیا تھا، میں اکثر دوپہر کے وقت مشقت سے فارغ ہونے کے بعد مولانا نیازی اور مولانا مودودی سے ملاقات کے لئے ان کی بارک میں چلا جایا کرتا تھا۔ یہ دونوں حضرات زیادہ تر وقت پڑھنے لکھنے میں صرف کرتے تھے۔ دوپہر کے وقت مولانا نصر اللہ خاں عزیز لطائف کی محفل جماتے۔ ایک روز دوپہر کے وقت میری طبیعت بہت زیادہ خراب ہو گئی۔ الٹیاں اور چکر آنے لگے۔ میں مولانا مودودی کی بارک میں داخل ہوا تو مولانا نے حسب معمول میری خیریت دریافت کی اور میری طبیعت ناساز پا کر انہوں نے اپنا کام چھوڑ دیا اور فوراً میری تیمارداری میں لگ گئے۔ انہوں نے جیل کے ڈاکٹر کو بلانے کی کوشش کی لیکن ڈاکٹر موجود نہ تھا۔ پھر انہوں نے اپنی دواؤں میں سے مجھے دوا دی جس سے میری طبیعت قدرے سنبھل گئی اس طرح ان کے اخلاق نے مجھے بہت متاثر کیا۔

نصر اللہ خاں عزیز، سید نقی علی اور مودودی صاحب کے دیگر رفقاء جیل میں اکثر مودودی صاحب کی تصنیفات تقسیم کیا کرتے تھے۔ ایک روز انہوں نے مجھے مولانا کا ایک کتابچہ "تجدید و احیائے دین" پڑھنے کے لئے دیا۔ میں نے اسے بغور پڑھا تو معلوم ہوا کہ اس میں اولیاء اکرام کی تنقیص کی گئی ہے۔ اور بزرگانِ دین سے عقیدت کو ہندوازم سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں اور بھی کئی قابلِ اعتراض عبارات نظر سے گزریں۔ پھر ایک روز مجھے مودودی صاحب سے تخلیے میں گفتگو کا موقع ملا تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے اس کتابچہ میں اولیاء کرام کے وجود سے انکار کیا ہے اور ان سے عقیدت کو ہندوازم سے تعبیر کیا ہے کیا آپ یہ الفاظ لکھنے میں کس حد تک حق بجانب ہیں؟ انہوں نے

جواب دیا "مجھے تو آج تک کوئی ولی نظر نہیں آیا"۔
میں نے عرض کی "اگر آپ کو کوئی ولی نظر نہیں آیا تو یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ دنیا میں کوئی ولی موجود ہی نہیں۔ اور پھر آپ نے تو کسی نبی یا رسول کو بھی نہیں دیکھا، اللہ تعالٰی بھی تو کبھی آپ کو نظر نہیں آیا۔ چنانچہ اگر آپ کا وضع کردہ اصول تسلیم کر لیا جائے تو پھر خدا اور رسول کے وجود سے بھی انکار کرنا پڑے گا۔" یہ باتیں سن کر مودودی صاحب نے کہا "یہ کتابچہ میں نے اس زمانے میں تحریر کیا تھا جب میں تعلیم حاصل کر رہا تھا اور انسان سے غلطی بھی تو ہو سکتی ہے"۔ میں نے کہا "آپ کی اس غلطی سے جو لوگ گمراہ ہوئے ہوں گے ان کا ذمہ دار کون ہے؟" مولانا نے اس سوال کے جواب میں خاموشی اختیار کر لی اور میں نے انہیں کہا "قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اولیاء کرام کی شان میں واضح طور پر فرمایا ہے۔ اَلَا اِنَّ اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون" اور اس کے علاوہ بھی قرآن پاک میں اولیائے کرام کے متعلق بہت سی آیات موجود ہیں۔ لہٰذا آپ کے اس کتابچہ کی اصلاح ہونی چاہیئے"۔ مودودی صاحب کچھ جواب دینا چاہتے تھے لیکن اسی اثناء میں ان کے کچھ رفقاء آ گئے اور بات دوسری طرف چل نکلی۔ اس کے بعد بھی ان سے کئی بار نہایت خوشگوار ماحول میں گفتگو کا موقع ملتا رہا۔

ایک روز جیل میں یہ اطلاع ملی کہ کچھ قیدیوں نے جیلر کی توہین کی ہے اور اس جرم کی پاداش میں انہیں ٹکٹکی لگائی جائے گی۔ ہم اپنی بارک سے اس مقام کے قریب پہنچنے میں کامیاب ہو گئے جہاں پانچ چھ افراد کو نہایت بیدردی سے بید لگائے گئے۔ ہم نے چھپ کر یہ سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ ملزموں کے جسم سے گوشت قیمے کی طرح کٹ کر فضا میں اڑتا ہوا نظر آیا۔ اس دردناک واقعہ کی مکمل تفصیل ہم نے لکھ کر ممبران اسمبلی کو ارسال کی۔ اور صوبائی اسمبلی میں حکومت کی طرف سے باقاعدہ یہ یقین دہانی کرائی گئی کہ آئندہ جیل میں کسی ملزم کے ساتھ ایسا وحشیانہ سلوک نہیں کیا جائیگا

اسی دوران مولانا احمد علی لاہوری کو ملتان سے سنٹرل جیل لاہور میں منتقل کر دیا گیا۔ وہ کچھ علیل تھے اس لئے انہیں جیل کے ہسپتال میں داخل کر دیا گیا اور پھر دو روز بعد معلوم ہوا کہ انہیں رہا کر دیا گیا ہے۔ ان کی رہائی کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آ رہی تھی چنانچہ اس سلسلہ میں جیل میں یہ افواہ گردش کرنے لگی کہ وہ معافی مانگ کر رہا ہوئے ہیں۔

۱۹۵۴ء میں حکومت نے ایک انکوائری کمیشن قائم کیا۔ اس کمیشن کے قیام سے دو روز قبل مجھے جیل میں بی کلاس دے دی گئی اور اب میرا قیام جیل کے اس حصے میں تھا جہاں مولانا عبدالستار خان نیازی، مولانا مودودی اور نصر اللہ خان عزیز وغیرہ تھے۔ انکوائری کمیشن کے قیام کے بعد سکھر جیل میں نظر بند تمام راہنماؤں کو سنٹرل جیل لاہور میں منتقل کر دیا اور ان تمام حضرات کو سنٹرل جیل کے اس حصے میں رکھا گیا جسے دیوانی گھر کہا جاتا ہے۔ جب میں پہلی بار ان حضرات سے ملاقات کے لئے دیوانی گھر کے دروازے پر پہنچا تو سب سے پہلے سید عطاء اللہ شاہ بخاری سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے مجھے "شہید اعظم" کہہ کر پکارا اور بغلگیر ہو گئے۔ چند قدم آگے بڑھا تو شیخ حسام الدین اور تاج الدین انصاری سے ملاقات ہوئی۔ میں نے اپنے والد محترم کے متعلق دریافت کیا تو سید عطاء اللہ شاہ بخاری میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے بڑ کے درخت کی طرف لے گئے جہاں میرے والد محترم ایک چارپائی پر بیٹھے قرآن پاک کی تفسیر لکھ رہے تھے، پہلی نظر میں تو میں انہیں پہچان بھی نہ سکا کیونکہ وہ بہت کمزور ہو گئے تھے اور ہڈیوں کا ڈھانچہ نظر آ رہے تھے۔

والد محترم نے مجھے دیکھا تو اٹھ کر سینے سے لگا لیا میں نے عرض کی "آپ اتنے کمزور کیوں ہو گئے؟"

"سکھر جیل سقر جیل تھی، شدید گرمی میں ہمیں لوہے کی چادروں کے نیچے رکھا گیا" علامہ ابوالحسنات

والد محترم نے فرمایا "سکھر جیل سقر جیل تھی۔ ۱۲۵ ڈگری گرمی تھی اور جس بارک میں ہمیں رکھا گیا تھا اس کے اوپر لوہے کی چادریں تھیں، پانی بھی وقت کی پابندی کے ساتھ ملتا تھا اکثر پسینے سے ہی غسل کر کے تفسیر کا کام شروع کر دیتا تھا"۔

قائدین کی آمد کے بعد جیل میں بہت زیادہ رونق اور چہل پہل ہو گئی تھی۔ اکثر علماء والد محترم سے ملاقات کے لئے آتے رہتے تھے۔ والد صاحب قبلہ جیل سے ملنے والے راشن سے مٹھائی وغیرہ تیار کر کے گیارھویں شریف کے ختم کا اہتمام کرتے تھے۔ ایک روز مولانا غلام محمد ترنم (جنہیں دیوانی گھر سے کچھ فاصلے پر واقع "بم کیس" کی بارکوں میں رکھا گیا تھا)، معروف اہلحدیث عالم مولانا محمد اسمٰعیل کا ہاتھ پکڑ کر انہیں والد صاحب کے پاس لے آئے اور انہوں نے از راہ مذاق فرمایا کہ آج اس وہابی کو گیارھویں شریف کا تبرک کھلانا ہے۔ مولانا اسماعیل ہنستے ہوئے گیارھویں شریف کی محفل میں بیٹھ گئے۔ ان کے علاوہ عطاء اللہ شاہ بخاری اور کئی دیگر دیوبندی اور وہابی علماء بھی اس محفل میں شریک تھے سوائے مولانا محمد علی جالندھری کے جو کہ بدعت، بدعت کی گردان کرتے ہوئے کمرے سے باہر چلے جاتے تھے۔ اور تبرک لینے سے بھی انکار کرتے تھے۔ مولانا اسماعیل صاحب نے فاتحہ خوانی میں شرکت کرنے کے بعد کہا کہ اگر یہی گیارھویں شریف ہے تو آپ میرے گھر روزانہ آیئے اور گیارھویں شریف کی فاتحہ کیجئے۔ پھر انہوں نے تبرک بھی کھایا اور اس کے بعد وہ اکثر والد صاحب سے علمی گفتگو کرتے رہتے تھے۔ ایک روز گیارھویں شریف کی محفل میں مودودی صاحب بھی شریک ہوئے اور انہوں نے تبرک بھی کھایا۔ اس دوران ان کی والد صاحب سے چند علمی موضوعات پر گفتگو بھی ہوئی شام کو میں مودودی صاحب سے ان کی بارک میں ملا تو وہ مجھے کہنے لگے "مولانا ابوالحسنات سے ملاقات کر کے مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے اور ان کی تبحر علمی نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ میں اپنا لٹریچر ان کے سپرد کر دوں تاکہ وہ اس کی اصلاح کر دیں"۔ میں نے مودودی صاحب سے کہا کہ اگر ایسا ہو جائے تو یہ بہت بڑا کام ہوگا۔

عدالت میں مولانا مودودی نے کہا "میں نے ڈائریکٹ ایکشن کے فیصلے پر دستخط نہیں کیے تھے"

مولانا مودودی نے کہا: "مولانا ابوالحسنات سے میرے لٹریچر کی اصلاح کروا دیجئے"

دوسرے روز میں والد محترم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے مودودی صاحب سے گزشتہ روز کی گفتگو کا ذکر کیا سید عطاء اللہ شاہ بخاری بھی اس موقع پر موجود تھے انہوں نے کہا "یہ سب منافقت ہے مودودی کی کسی بات پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔" انہوں نے اس موقع پر مودودی صاحب کی خلاف اور بھی بہت سخت الفاظ استعمال کئے اور پھر جیل میں ان کے ورکروں نے مودودی صاحب کے خلاف محاذ آرائی شروع کر دی۔ جیل سے باہر مولانا احمد علی لاہوری نے مودودی صاحب کے خلاف اپنی مہم تیز تر کر دی۔ اور روزنامہ "نوائے پاکستان" کے ذریعے پروپیگنڈے کا اچھا خاصہ محاذ قائم کر لیا۔ لیکن میں بدستور کسی مناسب موقع کی تلاش میں رہا تا کہ مودودی صاحب کے لٹریچر کی اصلاح کروائی جا سکے۔

پھر جسٹس منیر (لاہور ہائی کورٹ) انکوائری کمیشن نے تحریک ختم نبوت کے مقدمہ کی باقاعدہ سماعت شروع کر دی۔ عدالت میں مودودی صاحب کا رویہ انتہائی افسوسناک اور خلاف توقع تھا انہوں نے یہ موقف اختیار کیا کہ انہیں ڈائریکٹ ایکشن اور تحریک کے دیگر پہلوؤں سے کوئی اتفاق نہیں تھا۔ اس پر حافظ خادم، مولانا غلام محمد ترنم اور حضرت والد محترم نے سخت جرح فرمائی۔ مودودی صاحب تو یہاں تک کہہ گئے کہ انہوں نے ڈائریکٹ ایکشن کے فیصلے پر دستخط ہی نہیں کئے تھے۔ لیکن والد صاحب نے کہا کہ ہمارے پاس وہ دستاویز اب بھی موجود ہے جس میں ڈائریکٹ ایکشن کے فیصلے پر آپ نے دستخط کئے تھے۔ یہ بات سن کر مودودی صاحب نے کہا "ہاں! میں نے جھوٹے سے دستخط کئے تھے"۔ والد صاحب نے فرمایا "تو کیا ہمیں آپ کے دستخطوں کا بورڈ لکھوا کر لگانا چاہیئے تھا!" مودودی صاحب لاجواب ہو گئے اور والد صاحب نے وہ دستاویز عدالت میں پیش کر دی جس پر ڈائریکٹ ایکشن کا فیصلہ تحریر تھا مودودی صاحب کے علاوہ کسی راہنما نے اس بات سے انکار نہیں کیا کہ اس نے ڈائریکٹ ایکشن کے فیصلے پر دستخط نہیں کئے تھے۔

بہر حال میں پہلے جیل میں تو مودودی صاحب کے اخلاق سے بہت متاثر ہوا تھا لیکن اب ان کی اس صریح غلط بیانی اور بزدلانہ روش سے مجھے بڑی مایوسی ہوئی۔ انکوائری کا سلسلہ جاری رہا لیکن چونکہ ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت یہ کمیشن بٹھایا گیا تھا اس لئے کوئی واضح نتیجہ سامنے نہ آیا چنانچہ ممتاز صحافی مرتضیٰ احمد خاں میکش نے اپنی کتاب "محاسبہ" میں اس کمیشن کی کارکردگی پر تفصیلی تبصرہ کیا اور تمام پہلوؤں کو واضح کیا۔

انکوائری کے دوران ایک روز والد محترم دیوانی گھر میں تشریف فرما تھے، مولانا عبدالحامد بدایونی، سید عطاء اللہ شاہ بخاری، ماسٹر تاج الدین انصاری، شیخ حسام الدین، صاحبزادہ فیض الحسن سید مظفر علی شمسی اور کچھ دیگر حضرات بھی ان کے قریب آ کر بیٹھ گئے۔ ماسٹر تاج الدین انصاری نے والد صاحب

علامہ ابوالحسنات نے دعا کی "الٰہی! اس جیل کی دیواروں کو گرا دے"

سے کہا "حضرت! موسم بہار ہے اور مجھے موتیے دروازے کی یاد ستا رہی ہے، ہمیں کسی طرح جیل سے باہر جانا چاہیئے"۔ حضرت والد صاحب نے فرمایا "یہاں ہم ایک عظیم مشن کی تکمیل کے لئے آئے ہوئے ہیں اور پھر میں تو کلام پاک کی تفسیر میں بھی مصروف ہوں باہر جا کر ہم لوگ نہ جانے کن مصروفیات میں الجھ جائیں۔ آیئے بارگاہ الٰہی میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک کے صدقے اس مقدس مقصد کو پورا فرمائے جس کی خاطر ہم جیل آئے ہیں"۔ سب نے "آمین" کہی۔ اور پھر والد صاحب نے دعا فرمائی "الٰہی! اپنے حبیب کریم کے صدقے اس جیل کے قیدیوں کو آزادی کی نعمت سے متمتع فرما اس جیل کی دیواروں کو گرا دے اور یہاں باغ و بہار بنا دے"۔ سب نے اس دعا پر بھی "آمین" کہی یہ کچھ ایسی مقبول ساعت تھی کہ آج اس دعا کا ایک ایک لفظ مقبول و منظور ہو کر ہمارے سامنے آ رہا ہے۔ وہی سنٹرل جیل آج شادمان کالونی میں تبدیل ہو چکی ہے اس کی اونچی اونچی دیواریں گر چکی ہیں اور جیل کی بارکیں اب باغ و بہار کا نقشہ پیش کر رہی ہیں۔ شادمان کالونی کے مشرقی حصے میں وہ بڑ کا درخت اب بھی موجود ہے جس کے نیچے یہ دعا کی گئی تھی اور جس کے نیچے بیٹھ کر والد صاحب تفسیر لکھا کرتے تھے۔ تقریباً ایک سال کے بعد ہائی کورٹ نے کراچی میں گرفتار ہونے والے تمام رہنماؤں کو رہا کر دیا۔ لیکن مولانا نیازی، مولانا مودودی اور مجھے رہا نہیں کیا گیا تھا۔

ایک طویل عرصہ تک جیل میں رہنے سے تقریباً سبھی حضرات ذیابیطس کے مریض ہو گئے تھے۔ ادھر عوام کے دلوں میں تحریک کے جذبات ابھی تک موجود تھے لیکن جمہوریت کا گلا گھونٹ دیا گیا تھا اور رہنماؤں پر انتہا تشدد کر کے تحریک کو کچلنے میں کوئی کسر روا نہ رکھی گئی تھی۔ ہمارے علاوہ تحریک کے دیگر بہت سے رضاکار بھی ابھی تک جیلوں میں تھے۔ جیل سے رہا ہونے والے زعماء نے اپنے مطالبات کے احیاء کے لئے دہلی دروازے کے باہر ایک عظیم الشان جلسہ کیا۔ اس جلسہ کی صدارت قبلہ والد صاحب نے کی۔ اور مختلف راہنماؤں نے اس جلسہ سے خطاب کیا۔ اور تحریک کے حامیوں کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ اس کے تقریباً ڈیڑھ سال بعد (جون ۱۹۵۵ء) ایک روز میں نماز عصر کے بعد بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک جیل کے ایک آفیسر نے آ کر کہا کہ آپ کی رہائی کے آرڈر آئے ہیں! میرے لئے یہ بات خلاف توقع تھی اور پہلے تو میں نے اسے مذاق ہی سمجھا لیکن جب جیل کے آفیسر نے چلنے کو کہا تو مولانا نیازی اور مولانا مودودی نے مجھے مبارکباد دی۔ میری رہائی کے تقریباً ۶-۷ ماہ بعد مولانا نیازی اور مولانا مودودی کو بھی رہا کر دیا گیا۔

جیل سے رہائی کے بعد مودودی صاحب نے ایک دعوت کا اہتمام کیا جس میں انہوں نے دیگر معززین شہر کے علاوہ مجھے بھی مدعو کیا۔ میں نے اس موقع پر مولانا مودودی سے کہا "اب حالات معمول پر آ چکے ہیں اپنا وعدہ پورا کیجئے اور اپنا سارا لٹریچر مجھے دیجئے میں والد صاحب سے اس کی اصلاح کروا دوں"۔ لیکن مولانا مودودی نے ٹالنے کی کوشش کی میں نے اصرار کیا کہنے لگے "جیل میں میرا ارادہ تو بنا تھا لیکن اب جو چیز چھپ چکی ہے اس کو بدلنا بہت مشکل ہے"۔

مولانا محمد اوّل شاہ

ایک اہم انکشاف

مولانا حشمت علی نے اپنی کتاب سے رجوع کرلیا تھا

میرے والد محترم مولانا محمد اجمل شاہ صاحب، حضرت صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی کے خاص تلامذہ میں سے تھے اور جامعہ نعیمیہ مراد آباد کے انتظامی امور میں حضرت صدر الافاضل والد صاحب کی ڈیوٹی لگا دیا کرتے تھے بنارس سنّی کانفرنس کے موقع پر حضرت صدر الافاضل نے مندوبین کے لئے کھانے کا انتظام والد صاحب کے سپرد کیا تھا۔ اس سلسلہ میں مولانا محمد عمر نعیمی اور مولانا محمد یونس سنبھلی بھی والد صاحب کے ساتھ انتظامات میں شریک تھے والد صاحب گھر میں اکثر بنارس سنّی کانفرنس کا تذکرہ فرمایا کرتے تھے انہوں نے بتایا تھا کہ کانفرنس کے موقع پر ہندوؤں کے مسلمانوں کو راشن دینے سے انکار کر دیا تھا اور حضرت صدر الافاضل اس بات سے بہت پریشان تھے کہ مندوبین کے لئے کھانے کا انتظام کیسے ہو سکے گا! چنانچہ حضرت صدر الافاضل بذات خود ایک جیپ میں بیٹھ کر مختلف دیہاتوں میں گئے اور انہوں نے کانفرنس کے لئے غلہ جمع کیا اس موقع پر بنارس کے مسلمان سیٹھوں نے بے حد تعاون کیا اور یہ انہی کے بے دریغ تعاون کا نتیجہ تھا کہ مندوبین کے لئے پُر تکلف کھانے کا بہترین انتظام کیا گیا اور تمام مسلمانوں کو بروقت کھانا ملتا رہا۔

آج کل کچھ لوگ مولانا حشمت علی خاں پیلی بھیتی کی ایک کتاب کا بہت تذکرہ کرتے ہیں اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ایک بریلوی عالم نے بھی پاکستان بنانے کی مخالفت کی تھی۔ میں یہاں اس تاریخی حقیقت کو بے نقاب کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ مولانا حشمت علی خاں نے اپنی اس کتاب سے رجوع کرلیا تھا۔ تفصیل اس کی یوں ہے کہ مولانا حشمت علی خاں میرے والد صاحب کے بہت عزیز دوست تھے اور انہیں ہمیشہ بھائی کہہ کر پکارتے تھے لیکن جب انہوں نے مسلم لیگ کی مخالفت کی تو تمام سنّی علماء نے متفقہ طور پر ان کا بائیکاٹ کر دیا۔

اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃاللہ علیہ کے صاحب زادے قبلہ مفتی اعظم ہند تو ان سے اس حد تک ناراض تھے کہ انہوں نے مولانا حشمت علی سے ملنا بھی بند کر دیا تھا اور انہیں بریلی شریف میں عرس کے موقع پر تقریر کرنے کی بھی اجازت نہیں تھی۔ اب ان کی کیفیت یہ ہو گئی تھی کہ وہ بریلی شریف جاتے تو مزار شریف پر حاضری دے کر خاموشی سے واپس چلے جاتے اس بائیکاٹ میں میرے والد محترم بھی شریک تھے کیونکہ اس وقت موقع ایسا تھا کہ تمام دیوبندی مولوی تحریک پاکستان کی مخالفت کر رہے تھے اور اس کے برعکس تمام سنّی علماء و مشائخ حصول پاکستان کے لئے سر دھڑ کی بازی لگائے ہوئے تھے۔ مولانا حشمت علی خاں کی مسلم لیگ پر تنقید کے جواب میں والد صاحب کے ۵۰۰،۶۰۰ صفحات پر مشتمل ایک کتاب "رضوی تیشہ بر خطائے شیر بیشہ، ہفتاد سوالات بر صاحب چہار دہ جہالات" لکھی۔ جب یہ کتاب شائع ہو گئی تو ایک روز مولانا حشمت علی کسی کام کے سلسلہ میں سنبھل آئے۔ والد صاحب نے اپنی کتاب دے کر مجھے مولانا حشمت علی خاں کے پاس بھیجا میں نے جب یہ کتاب مولانا حشمت علی خاں کو دی تو انہوں نے سوال کیا "آپ کون ہیں؟" میں نے جواب دیا "میں اپنا تعارف کرانے نہیں آیا اس کتاب کا جواب لینے آیا ہوں" دراصل مجھے خود ان کی لکھی ہوئی کتاب کا بہت افسوس تھا اور میں ان سے زیادہ گفتگو نہ کرنا چاہتا تھا۔ لیکن انہوں نے دوبارہ اپنا سوال دہرایا اور میں نے دوبارہ وہی جواب دیا پھر ان کے قریب بیٹھے ہوئے ایک شخص نے انہیں بتایا کہ یہ مولانا محمد اجمل شاہ صاحب کے صاحبزادے ہیں یہ سن کر وہ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے مجھے گلے لگا لیا اور کہنے لگے "آپ تو ہمارے بھتیجے ہیں"۔ اس کے بعد انہوں نے پوری کتاب میری موجودگی میں پڑھی اور پھر اگلے روز وہ والد صاحب کو ملنے کے لئے تشریف لائے اس موقع پر میں بھی موجود تھا۔ تھوڑی دیر تک بحث و تمحیص کے بعد مولانا حشمت علی خاں تحریری طور پر اپنی کتاب سے رجوع کرنے پر آمادہ ہو گئے اور انہوں نے معافی نامہ لکھ کر دے دیا اور یہ معاہدہ طے پایا کہ مولانا حشمت علی خاں اپنی کتاب کی تمام کاپیاں تلف کر دیں گے اور آئندہ اس کی اشاعت نہیں کریں گے اور مولانا اجمل شاہ صاحب اس کے رد میں لکھی ہوئی کتاب کی تمام کاپیاں تلف کر کے آئندہ اس کی اشاعت نہیں کریں گے اس معاہدہ کے فوراً بعد بریلی شریف میں اعلیٰحضرت کا عرس تھا۔ والد صاحب مولانا حشمت علی خاں کو لے کر بریلی شریف گئے میں بھی ان کے ہمراہ تھا والد صاحب نے حضرت قبلہ مفتی اعظم کو بتایا کہ مولانا حشمت علی خاں نے اپنی کتاب سے رجوع کر لیا ہے اور معافی نامہ بھی لکھ دیا ہے حضرت مفتی اعظم نے یہ سن کر مولانا حشمت علی کو ملاقات کی اجازت دے دی مولانا حشمت علی، مفتی اعظم کے قدموں پر گر پڑے اور مفتی اعظم نے انہیں معافی دے دی اور پھر مولانا حشمت علی خاں کا بائیکاٹ ختم کر دیا گیا اور عرس کے موقع پر ان کی تقریر بھی ہوئی۔ مولانا حشمت علی خاں کا معافی نامہ میرے والد صاحب کے پاس سنبھل میں محفوظ تھا۔ میں ۱۹۵۹ء میں پاکستان آگیا تھا اور اس کے چار سال بعد والد صاحب ۱۰ ستمبر ۱۹۶۳ء کو سنبھل میں انتقال فرما گئے۔ اب وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ وہ معافی نامہ میرے بھائیوں کے پاس محفوظ ہو گا یا نہیں۔ بہر حال خدا اور رسولؐ کے علاوہ اقبال احمد نوری ساجد علی خاں (داماد حضرت مفتی اعظم ہند) اور مولانا سید مصطفےٰ علی سنبھلی اس واقعہ کے عینی شاہد ہیں۔

اسعد نظامی

"اس وقت اسلامی جھنڈا مسلم لیگ کا ہے اور ہم مسلم لیگ کے ساتھ ہیں"

حضرت محدّث علی پوری کی سیاسی خدمات کا اجمالی جائزہ

انگریز ہندو سکھ اور ان کے نمک خوار پورے برصغیر پاک و ہند پر بہت بری طرح طرح مسلّط تھے جن کی کوششوں کا ماحصل یہ تھا کہ مسلمانوں کے دینی حقوق غصب کر کے ان کی بقا ایمانی قوت جذبہ عشق مصطفےٰ اور جذبہ جہاد کو ختم کر کے ان کا اسلامی تشخص ختم کر دیا جائے اور یہ لوگ بقول "ڈاکٹر ہنٹر" ہندوستان میں دین اسلام ختم کر کے ہی ہم اپنی قہر مانیاں برقرار رکھ سکتے ہیں ہا کے مصداق برطانوی حکمرانوں نے مختلف ایسے لوگ بھی پیدا کئے جو ان کے "ہاوٹ" بن کر مسلمانوں کے ملّی و دینی جذبے کو سرد کرنے میں کوشاں تھے۔

چنانچہ برطانوی حکمرانوں نے اپنے عزائم کی تکمیل "وفاداروں" ہی کے ذریعے کی۔ اور یہی لوگ ملک میں مختلف بہروپ بدل کر سادہ لوح مسلمانوں کو فریب دے کر انگریزوں کے قریب تر کرنے کی مساعی کر رہے تھے۔

جب مسٹر فنڈر نامی پادری کہ جسے اپنے علم پر ناز تھا نے اُس وقت دینی شعار پر رکیک حملے کئے تو ان کے فاسد اثرات کو ختم کرنے کے لئے علماء و مشائخ اہل سنت نے مقابلہ کیا مثلاً مولانا رحمت اللہ کیرانوی، مفتی صدر الدین آزاوہ ڈاکٹر وزیر الدین، مفتی ولاج الدین مراد آبادی حضرت شاہ احمد دہلوی علیہم الرضوان جیسے علماء و مشائخ ہی میدان میں تشریف لائے۔ اعلیٰ حضرت کے تلامذہ اور متعلقین نے اپنے اسلاف کے نقش قدم پر گامزن ہو کر وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جن کی زمانے بھر میں نظیر نہیں ملتی۔ اعلیٰحضرت مولٰنا پیر محمد علی شاہ صاحب حضرت مولٰنا ارشاد حسین صاحب رام پوری۔ حضرت مولٰنا صدر الافاضل سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی کے معاون بن کر حضرت امیر ملت سیّد جماعت علی شاہ صاحب محدّث علی پوری علیہ الرحمت نے اپنے وعظ و تقریر سے گروہ باطلہ کا مقابلہ کیا۔ ماہنامہ رسالہ انوار الصوفیہ۔ ماہنامہ، واعظ، ہفت روزہ سواد اعظم مراد آباد تحفہ خلیفہ پٹنہ، ہفت روزہ الفقیہ امرتسر ماہنامہ طریقت دہلی جیسے جرائد و اخبار میں آپ کے مضامین سیاسی مذہبی سرگرمیوں کے بارے میں شائع ہوتے جن میں علمائے اسلام منکرین عظمتِ مصطفےٰ کے معاندانہ روّیے کے مثبت طور پر جوابات دیئے جاتے۔ اور اس طرح آپ امت مسلمہ کی راہنمائی فرماتے رہے پٹنہ میں سنی کانفرنس سے لے کر بنارس سنی کانفرنس تک آپ کی خدمات قابل ذکر ہیں۔ اور یہ آپ کے ایک طویل مضمون میں سے چند اقتباس ناظرین کے لیے درج ذیل ہیں۔

"فقیر، کفار کے ساتھ شامل ہونے والوں سے پوچھتا ہے۔ کہ ان کے ساتھ شامل ہونا اعانت کفر میں شامل ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو قرآن مجید کی صریح مخالفت کر رہے ہیں یا نہیں۔

جو شخص فرمان الٰہی کی صریح مخالفت کرے گا وہ مسلمان کہلانے کا کیسے مستحق ہو سکتا ہے۔ جو ان کے ساتھ ملاپ کرے گا وہ بھی کافر ہو گا"

ملاحظہ ہو الفقیہ امرتسر
۲۵ ربیع الاوّل ۱۳۴۶ھ

فرماتے ہیں۔
مسئلہ یہ ہے کہ اسلام اور کفر دو ضدیں ہیں جہاں اسلام آئیگا وہاں کفر نہیں رہیگا۔

متحدہ قومیت کے علمبرداروں اور ان کے آقایان ولی نعمت سے الگ تھلگ رہنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اتحاد محال ہے، یہ کفار کے ساتھ کسی صورت میں نہیں ہو سکتا"

مزید ارشاد فرماتے ہیں۔
"الغرض مسلمانوں کو کفار سے بموجب فرمان اللہ جل شانہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اجتناب لازم ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے۔ اور ہمت نہ ہارو اور آزردہ خاطر نہ ہو تم غالب ہو گے بشرطیکہ تم مومن ہو اور حدیث شریف میں وارد ہے اسلام غالب رہتا ہے مغلوب نہیں رہتا۔

یہ بھی فرماتے ہیں۔
"جو شخص خدا تعالیٰ اور خدا کے رسول کا فرماں بردار ہو غلام ہے ہم اس کے غلام ہیں۔ جو ان کا نہیں ہمارا اُن سے کیا تعلق خواہ ہمارا باپ ہو یا بیٹا، ہمارا رشتہ ناطہ خدا اور رسول کے رشتہ ناطہ سے ہے جب وہ رشتہ ہی ٹوٹ گیا تو ہمارا اُن سے کیا تعلق وہ کافر، ہم مسلمان"

آپ کی جماعت خدام الصوفیہ نے تحریک آزادی، تحریک پاکستان ترک موالات شدھی تحریک شاردا بل۔ ہندوستان چھوڑ دو۔ کھدر پوش، تحریک مسجد شہید گنج لاہور جیسی تمام تحریکوں میں سنی علماء عقائد کی ترجمانی کی اور یہ واضح کیا کہ درویش صرف مساجد کی چٹائیوں خانقاہوں کی دلق پوشی اور تسبیح گردانی تک محدود نہیں رہتا بلکہ وقت آنے پر مسجد کی چٹائیوں اور خانقاہ کے مصلّوں سے اٹھ کر میدان میں آکر گروہ باطلہ کا مقابلہ کر کے سنت رسول کے مطابق اپنے اسلاف کے طریق کار کو اپناتا ہے اور آپ نے یہ ثابت کر دیا کہ مرد مومن ہر گام کفر کے مقابلے میں مستعد رہتا ہے۔

جب متحدہ ہندوستان میں کانگرسی مسلم لیگ کے مقابلے میں ناکام ہوا۔ تو قائد اعظم نے بروز جمعہ ۲۲ ستمبر ۱۹۳۹ء کو یوم نجات منانے کی ملک بھر میں اپیل کی تو سب سے پہلے امیر ملت نے یوم نجات منانے کا اعلان کیا۔

چنانچہ آپ نے یوم نجات کے موقع پر علی پور میں بڑے تزک و احتشام کے ساتھ یوم نجات منایا اور اپنی تقریر کے دوران ارشاد فرمایا۔

دو جھنڈے ہیں ایک اسلام کا دوسرا کفر کا، مسلمانو! تم کس جھنڈے کے نیچے کھڑے ہو گے؟

حاضرین نے باواز بلند جواب دیا کہ اسلام کے۔ پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ جو کفر کے جھنڈے تلے کھڑا ہو گیا تم اس کی جنازہ کی نماز پڑھو گے؟ حاضرین نے انکار کیا۔

پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرو گے۔

حاضرین نے بالاتفاق کہا نہیں ہرگز نہیں! اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اس وقت اسلامی جھنڈا مسلم لیگ کا ہے ہم بھی مسلم لیگ کے ساتھ ہیں اور سب مسلمانوں کو مسلم لیگ میں شامل ہونا چاہیے۔

(بحقیقت الفقیہ امرتسر، فروری ۱۹۴۰ء ذکر [illegible] شاہ جماعت بحوالہ ص ۹۸)۔

حضرت امیر ملّت کی خدمات اس دور کے [illegible] رسائل میں خاص طور پر الفقیہ امرتسر، دبدبہ سکندری [illegible] ماہنامہ انوار الصوفیہ سیال کوٹ میں خاصا مواد [illegible]

مسلم لیگ کی حمایت کا اعلان

مسلم لیگ کے شعبہ نشر و اشاعت کی طرف سے شائع ہونے والے اشتہار کا عکس، جس میں تین جلیل القدر سُنّی مشائخ و علما کا مسلم لیگ کی حمایت کا اعلان شائع کیا گیا ہے۔

یہ اشتہار سول ملٹری پریس ڈیرہ اسماعیل خان سے شائع ہوا۔ اشتہار کے آخر میں چند عبرتِ سُنّی علماء کی تصدیق بھی موجود ہے۔

۴۲

حضرات صوفیائے کرام کا اعلان حق

صرف مسلم لیگ کی حمایت کرو

۱۔ حضرت جناب مقبول احمد صاحب قبلہ خلیفہ بارگاہ عالیہ ملل و حضرت حضرت مجدد علیہ الرحمۃ سرہند شریف
نے تلقین فرمایا۔ کہ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ ہے۔ ہر مسلمان مسلم لیگ میں شامل ہو کر اسلام کا بول بالا کرے۔

۲۔ حضرت دیوان سید آل رسول علی خان مدظلہ آستانہ عالیہ اجمیر شریف۔
کا ارشاد ہے مسلم لیگ نے پاکستان کے لئے انتخابات لڑنے کا اعلان کر دیا ہے۔ اسلئے ہر مسلمان دل و جان سے ساتھ مسلم لیگ کے ساتھ ہو جائے۔

۳۔ حضرت پیرزادے حسین شاہ مدظلہ سجادہ نشین گلبرگہ شریف دکن۔
نے فرمایا ہے کہ صرف مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی جماعت ہے۔

۴۔ مولینا حافظ خواجہ غلام سدید الدین مدظلہ سجادہ نشین تونسہ شریف۔
نے ایک خاص اعلان میں فرمایا۔ مریدان با صفا اور مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ مسلم لیگ کا ساتھ دیں۔

۵۔ حضرت سجادہ نشین صاحب مدظلہ دربار پاکپتن شریف
کا ارشاد ہے۔ مسلمانوں کے ووٹ کے حقدار صرف مسلم لیگی نمائندے ہیں۔

۶۔ مولینا حافظ شاہ محمد قمر الدین چشتی نظامی مدظلہ سجادہ نشین سیال شریف۔
کا ارشاد ہے۔ ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کہ جنگ پاکستان میں مسلم لیگ کا ساتھ دیں۔

۷۔ مولینا الحاج سید شاہ غلام محی الدین چشتی نظامی مدظلہ سجادہ نشین گولڑہ شریف۔
نے فرمایا ہے۔ مسلمانو! اس معرکہ حق و باطل میں مسلم لیگ کا ساتھ دو۔

۸۔ زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری مدظلہ
نے فرمایا۔ محمد علی جناح ہمارا بہترین وکیل ہے۔ اور مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔

۹۔ حضرت مولینا سید فضل شاہ مدظلہ امیر حزب اللہ جلالپور شریف۔
کا ارشاد ہے۔ مسلمانو! وحدت ملت کو قائم رکھو۔ اور مسلم لیگ کا ساتھ دو۔

۱۰۔ حضرت مولینا حافظ قاری سید محمد شاہد صاحب نقوی آف لکھنؤ پیش امام مسجد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی علیہ الرحمۃ دایام عرس شریف
نے فرمایا اگر مسلمان اس سیاسی جنگ میں مسلم لیگ کا ساتھ نہ دیں گے تو مسلمانوں کی موت اور ملت و نابود ہو جانے کی نشانی ہے۔

۱۱۔ حضرت سلطان محمد حسن اور سلطان العارفین باہو سلطان کے سجادہ نشین حبیب سلطان صاحب قبلہ
نے فرمایا کہ مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ آل انڈیا مسلم لیگ اور مسلمانانِ ہند کے قائد اعظم محمد علی جناح کی پوری تائید کریں اور الیکشن میں مسلم لیگ کی پوری مدد کریں۔

۱۲۔ حضرت عبد الرزاق شمس الکونینی کلانور (رہتک)
نے برادران طریقت کو خصوصاً اور جمیع اہل اسلام کو عموماً فرمایا۔ کہ جنہیں اسلام عزیز ہے مسلم لیگ کے نمائندے کو ووٹ دے کر رسول اکرم کی خوشنودی حاصل کرینگے۔

۱۳۔ حضرت سجادہ نشین خانقاہ میر فاضل شاہ صاحب ٹوہانہ ضلع حصار
نے اعلان کیا۔ کہ مسلمان اپنی تمام کوششیں آل انڈیا مسلم لیگ کی کامیابی کیلئے صرف کر دیں۔

۱۴۔ جناب پیر بدر الدین صاحب سجادہ نشین درگاہ ٹوہانہ شریف معہ ہمراہی مریدوں کے مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔
اور فرمایا کہ الیکشن میں امیدواروں کی شخصیتوں کو بھول جائیں۔ مسلم لیگ اور صرف لیگ کے نام کو یاد رکھیں۔

(بقیہ اشتہار اگلے صفحہ پر)

۱۵۔ سجادہ نشین حضرت شاہ جیونا علیہ الرحمۃ ضلع جھنگ کا اعلان۔
سب مسلمان مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔

۱۶۔ صاحبزادہ محمد ظہور الحق صاحب چشتی نقشبندی سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ گورداسپور کا اعلان
سب مسلمان انتخابی مہم میں مسلم لیگ کا تعاون کریں۔

۱۷۔ حضرت سید منظور احمد سجادہ نشین مکان شریف کا اعلان۔
مسلمانان ہند کی زندگی اور وقار کا انحصار فقط پاکستان کے نصب العین پر ہے۔ اور مسلم لیگ ہی مسلمانان ہند کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔

۱۸۔ حضرت سید الطاف حسین نقشبندی سجادہ نشین موسے خیل کا اعلان۔
سب مسلمانوں کا فرض ہے کہ سارے اختلافات بھلا کر مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔

۱۹۔ حضرت میاں علی محمد خاں صاحب چشتی نظامی مدظلہ العالی مجرہ شریف بسی ضلع ہوشیارپور کا ارشاد گرامی
مسلم لیگ کے تمام امیدواروں کو کامیاب بنا کر اپنی ملی یکجہتی کا ثبوت دیں۔

۲۰۔ سجادہ نشین دربار غوثیہ سکھو چک ضلع گورداسپور کا اعلان۔
تمام مسلمانوں کو مسلم لیگ میں شامل ہو جانا چاہیئے۔ اور پاکستان مسلمانوں کا آزاد ملک ہوگا۔ جہاں شریعت کے مطابق قانون نافذ ہوں گے۔

۲۱۔ جناب حضرت پیر صدر الدین صاحب قبلہ ملتان جو کہ محبوب سبحانی غوث صمدانی حضرت خواجہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ہیں۔ سجادہ نشین ملتان نے مسلم لیگ اور پاکستان کے حصول کا حکم دیا ہے۔

۲۲۔ سجادہ نشین چورہ شریف نے مسلم لیگ کی حمایت اور پاکستان کے حصول کا ہر مسلمان کا سیاسی فرض قرار دیا ہے۔

۲۳۔ اس کے علاوہ مانکی شریف میں پیر صاحب مانکی اور انجمن اصفیاء نے شرعی پاکستان کے حصول کیلئے حکم صادر فرمایا ہے۔

۲۴۔ سجادہ نشین کربوغہ شریف کوہاٹ مولوی فضل حق صاحب قبلہ۔

۲۵۔ باچا صاحب بام خیل۔

۲۶۔ کاکا خیل حضرات۔

۲۷۔ حافظ عبدالرحیم صاحب سجادہ نشین ملانہ۔

۲۸۔ بابا صاحب فقیرا ماخیل تحصیل ٹانک۔

۲۹۔ مولینا حافظ حضرت محمد ابراہیم صاحب سجادہ نشین موسے زئی شریف تحصیل کلاچی۔

۳۰۔ استاذ العلماء مفتی اعظم حضرت مولینا مولوی سردار احمد صاحب شیخ الحدیث بریلی شریف۔

۳۱۔ حضرت مولینا حکیم الامت اشرف علی صاحب تھانوی مرحوم کے خلف الرشید جانشین صاحبزادہ۔

۳۲۔ جانشین شیخ الہند حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند صدر المدرسین مدرسہ عالیہ ڈابھیل۔

۳۳۔ حضرت مولینا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی راہنما اہلحدیث۔

۳۴۔ حضرت مولینا مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری اہلحدیث۔

۳۵۔ حضرت مولینا مولوی داؤد محمد صاحب سرحدی سابق صدر جمعیت العلماء سرحد اور علماء نے سرحد و جمعیت العلماء الاسلام نے متفقہ طور پر فرمایا ہے۔

کہ سب مسلمانوں کا اولین فرض ہے۔ کہ مسلم لیگ کی حمایت کریں۔ اور پاکستان کے قیام کے لئے پنجوں پیش کر کے باعث صد افتخار سمجھیں کیونکہ بغیر قیام پاکستان کے اس ملک میں باعزت زندگی محال ہے۔

لہٰذا
مندرجہ بالا مشائخ عظام وعلمائے کرام کے ارشادات عالیہ کے مطابق مسلمانوں کو چاہیئے کہ بلا لحاظ امیدوار ہائے ڈیرہ جنوبی اختلافات جناب حضرت پیر صاحبزادہ محمد عبداللطیف صاحب قبلہ سجادہ نشین مانکی شریف زکوڑی شریف ڈیرہ اسماعیل خان اور جملہ مسلم لیگی امیدواروں کو کامیاب بنا کر اسلام کا بول بالا کریں۔

وما علینا الا البلاغ

مطالبۂ پاکستان سے متعلق

آل انڈیا سُنّی کانفرنس

کا تاریخی فیصلہ

آل انڈیا سنی کانفرنس کا فیصلہ

از حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء جناب مولانا محمد نعیم الدین صاحب ناظم آل انڈیا سنی کانفرنس - مراد آباد یو-پی

آل انڈیا سنی کانفرنس کے مخصوص ارکان ... ایک جمعیت وزارتی مشن کی تجاویز اور وائسرائے ... کمانڈر انچیف کی تقریروں پر غور کرنے کے بعد ... نتیجہ پر پہونچی ہے کہ ان تجاویز میں نہ مسلمانوں ... خطرات کا کوئی شافی علاج ہے نہ اس آزاد ... میں ان کے لئے کوئی بہتری نظر آتی ہے۔ لہٰذا ... ہماری تسلی بغیر پاکستان کے نہیں ہو سکتی۔ پاک... کے متعلق یہ اعتراض کہ وہ دو ریاستوں پر ... ہوگا اور ان کے درمیان صدہا میل کا فاصلہ ... اس صورت میں ایک پاکستانی ریاست دوسری ... پاکستانی ریاست سے تعلقات قائم رکھنے اور ... پیام جاری رکھنے میں درمیانی غیر حکومت ... موافقت اور حسن سلوک کی محتاج ہوگی ... اعتراض نے ہمیں یہ بتایا کہ ہم اپنے مطالبۂ پاک... میں اتنا اضافہ اور کریں کہ ان دونوں ریاستوں ... کے مابین مواصلات قائم کرنے کے لئے بقدر ... رقبہ ہمیں اور بھی ملنا چاہیئے۔ معترض کے اس ... شکریہ۔ سنی کانفرنس ہرگز پاکستان سے دست بردار نہ ہوگی۔

اگر بالفرض مسٹر جناح ... پاکستان سے دست بردار ہو بھی جائیں تو ... سنی کانفرنس اس میں ان کی موافقت نہ کرے گی ... اور اپنا مطالبۂ پاکستان ضرور حاصل کر ... مسلمانوں کا یہ حق طلب کر رہے گا۔ وزارتی مشن نے یہ صاف نہیں کیا کہ ہندو گروپ کے صوبجات میں مسلمان اقلیت کے جان مال عزت آبرو دین مذہب زبان تہذیب کی حفاظت کون ضامن ہوگا؟

اخبار دبدبۂ سکندری رامپور نمبر ...
مطبوعہ ۱۰ جون ۱۹۴۶ء

خوشخبری

ایشیاء کی سب سے بڑی مارکیٹ اعظم کلاتھ مارکیٹ میں سٹوڈنٹس کلاتھ ہاؤس لاہور بالک المشہور بلے۔ ریشمی کپڑے کا مرکز۔ بنارسی سوٹ، مون لائٹ، فرنچ شفون، مارل پرنٹ، ہائی صوفی، فلیٹ، سلک، سادا اور ہر قسم کے ریشمی پارچات بازار سے بارعایت خرید فرمائیں۔ (شکریہ)

پاکستان سے محبّت کا منفرد ثبوت

قیام کے لیے اہلسنّت کے دل میں جو تڑپ اور لگن تھی اس کا ایک ثبوت تقسیم ملک سے قبل ہندوستان میں شائع ہونے والے [illegible]نت روزہ "الفقیہ" امرتسر کے سرورق کے ان عکسوں سے ملتا ہے۔ سوادِ اعظم اہل سنّت کے اس ترجمان نے ۱۹۴۲ء کے اوائل سے ہی "امرتسر" کے ساتھ لفظ پاکستان کا اضافہ کر دیا تھا۔

تار کا پتہ:- "الفقیہ" امرتسر — ۷۸۶ — رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۱۱۹

یا معین — ہو الکل

ہندوستان بھر میں اہل السنّۃ والجماعۃ کا واحد ارگن

الفقیہ امرتسر (پاکستان)

فی پرچہ ۲/

اغراض و مقاصد: (۱) اہل اسلام کی عموماً اور احناف کی خصوصاً حمایت کرنا (۲) فرقہائے جدیدہ کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دینا۔ (۳) اسلامی و ملکی خبروں کی اشاعت (۴) گورنمنٹ اور رعایا کے حقوق کی نگہداشت

شرح چندہ: سالانہ چندہ بذریعہ منی آرڈر للعہ / ششماہی " " /عا / سالانہ بذریعہ وی پی للعہ / ششماہی " " / بیرون ہند سے سالانہ چندہ ۸ شلنگ یعنی صرف چھ روپے / وی۔پی بھی / نمونہ کا پرچہ ۲ کے ٹکٹ آنے پر

ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخوں کو امرتسر سے شائع ہوتا ہے

تاریخ اجرائے الفقیہ ۷ جولائی ۱۹۱۸ء

ایڈیٹر:- ابوالریاض معراج الدین احمد

جلد ۲۵ — مطبوعہ ۶-۱۳ شعبان ۱۳۶۱ھ مطابق ۲۱/۲۸ اگست ۱۹۴۲ء یوم جمعہ — نمبر ۳۱ و ۳۲

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۱۹ — ۷۸۶ — تار کا پتہ:- الفقیہ امرتسر

یا معین — ہو الکل

ہندوستان بھر میں اہل السنّت والجماعت کا واحد ارگن

الفقیہ امرتسر (پاکستان)

فی پرچہ ۳/

اغراض و مقاصد: (۱) اہل اسلام کی عموماً و احناف کی خصوصاً حمایت کرنا (۲) فرقہائے جدیدہ کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دینا۔ (۳) اسلامی و ملکی خبروں کی اشاعت (۴) گورنمنٹ اور رعایا کے حقوق کی نگہداشت

شرح چندہ: سالانہ بذریعہ منی آرڈر للعہ / ششماہی " " /عا / سالانہ بذریعہ وی پی للعہ / ششماہی " " / بیرون ہند سے سالانہ چندہ ۸ شلنگ یعنی صرف چھ روپے / وی پی چھ روپے / نمونہ کا پرچہ ۳ کے ٹکٹ آنے پر

ہر انگریزی ماہ کی ۷/۱۴ و ۲۱/۲۸ تاریخوں کو امرتسر سے شائع ہوتا ہے

تاریخ اجرائے الفقیہ ۷ جولائی ۱۹۱۸ء

ایڈیٹر:- ابوالریاض حکیم معراج الدین احمد

جلد ۲۷ — مطبوعہ ۱۵/۲۲ رجب ۱۳۶۳ھ ۷/۱۴ جولائی ۱۹۴۴ء یوم جمعہ — نمبر ۲۵/۲۶

خدا کی رحمت مدام تم پر امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

خدا کا پیارا ہمارا رہبر امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
خدا کے بندوں پہ جس کا ہے نہ دیکھا [illegible]
قسم ہے دورِ قمر میں شہرہ تیری فقاہت کا چار [illegible]
امام مالک۔ امام حنبل۔ بخاری و شافعی مقرر [illegible]
الٹ دیا تختِ نجد جس نے جہاں میں اگر بر [illegible]
اشارہ ہو مہر و ماہ دونوں بنا ہے [illegible] چمک چمک کر
تری بدولت ہوا منور رسول اکرم کا [illegible]
کلام حق کے سمجھنے والے۔ حدیثِ قدسی کے نکتہ دان [illegible]

سپہر دیں ہی کا اختر امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
نہ ہوا ثانی تمہارا ہمسر امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
تری فضیلت کا ذکر گھر گھر امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
مثال انجم ہیں تو ہے خاور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
وہ ہے حبیب شفیع محشر امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
ہے چرخ دیں ہی کا محور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
ہے چشم خورشید دہر ششدر امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
خدا کی رحمت مدام تم پر امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

جلائے کر دیگا خاک خواجہ ہر ایک نجدی کے دل جگر کو
ترے فضائل سنا سنا کر امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

اطلاع

جن حضرات کے نام ۷/۱۴ جولائی ۱۹۴۴ء کے پرچہ الفقیہ میں منی آرڈر فارم بھیجا جاتا ہے ان کا سالانہ چندہ جولائی ۱۹۴۴ء میں ختم ہے وہ مہربانی آئندہ سال کیلئے عطیہ بذریعہ منی آرڈر ارسال کر کے شکریہ کا موقع دیں۔ اگر کسی صاحب کو خریداری سے انکار ہو تو وہ ۵ اگست ۱۹۴۴ء تک دفتر الفقیہ میں اطلاع بھیج دیں۔ ورنہ بعد انتظاری ۷/۱۴ اگست ۱۹۴۴ء کا پرچہ وی پی روانہ ہوگا جسکا وصول کرنا ان کا اخلاقی فرض ہوگا بعض حضرات بالکل خاموشی سے کام لیتے ہیں۔ دفتر سے ان کے نام بعد انتظاری منی آرڈر ایک ماہ کے بعد وی پی کئے جاتے ہیں جسکو وہ نہایت بیدردی کے ساتھ واپس کر دیتے ہیں یا تو نسی وصول کرکے وی پی وصول نہیں کرتے ایسی حالت میں دفتر کو چار آنہ کا نقصان اٹھانا پڑتا ہے

[illegible]

ننگِ اسلاف حسین احمد مدنی کا فتویٰ

کانگریس کے ہم نوا جمعیت علماءِ ہند کے صدر اور دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث مولوی حسین احمد مدنی کے تحریکِ پاکستان کے خلاف قلمی فتویٰ کا عکس۔

استفتاء ۷۸۶

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) (ا) علمائے کرام و مشائخ عظام کو موجودہ وقت میں اسمبلیوں کیلئے ممبر بنکر جانا جائز ہے یا ناجائز

(ب) بصورت جواز جو حلفیہ عہد وفاداری انگریزی کونسل کے ہر ایک ممبر سے لیتا ہے اس کا کیا حل ہو سکتا ہے قلبی اطمینان برتے ہوئے عہدنامے پر دستخط کر دینے سے کچھ حرج لازم نہیں آتی؟

(۲) مسلم لیگیوں کا مطالبۂ پاکستان درست ہے یا غلط؟ بینوا توجروا

الجواب

(۱) (الف) چونکہ نہ جانے اور غیر مذہبی لوگوں کے جانے سے تجربہ ہوا کہ ہر دو میں مسلمانوں اور ملک کو زیادہ نقصان ہے اسلئے حسب قاعدہ شرعیہ "اہون البلیتین" کا اختیار کرنا ضروری ہے۔ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جانیوالے اشخاص دیانتدار مذہبی اور سمجھدار ہوں یا ایسی پارٹی میں ہوں جسکا پارٹی لیڈر ایسا ہو اور کسی مذہبی اور سیاسی بہترین دستور کا ذمہ دار ہو۔

(ب) اولاً جو حلف وفاداری لیا جاتا ہے اوسمیں شرعی قسم نہیں ہے۔ ثانیاً اوسمیں بادشاہ برطانیہ سے وفاداری کا حلف ہے موجودہ حکومت سے نہیں ہے۔ جو کہ خلاف عہود و پیمان اور خلاف اپنے اعلانات سابقہ و حاضرہ طرح طرح کے جور و ستم کو روا رکھتی ہے ثالثاً ظاہر ہے کہ قلبی اطمینان کے موجود ہوتے ہوئے احوال حاضرہ کی بنا پر شرعی طور پر حرج بھی نہ ہوگا۔ علاوہ ازیں ان الفاظ میں مختلف معانی ہو سکتے ہیں۔ مستحلف کی نیت کی پابندی صرف اوس وقت میں ہے جبکہ وہ ظالم اور دیانتدار نہ ہو ورنہ حالف ہی کی نیت کا اعتبار ہوگا۔

(۲) ہمارے خیال میں ابتک جہاں تک کی پاکستان کا مطالبہ برطانوی خواہشوں اور اوسکی دسیسہ کاریوں کے مطابق ہے (دیکھو مدینہ بجنور ۲۱ اگست ۱۹۳۱ء جلد ۲۰ نمبر ۵۹ صفحہ ۲ مسٹر بیوڈ لنڈج مالک متحدہ کا خط) (اور بیان گینتھر بحوالہ مدینہ بجنور جلد ۳۲ مورخہ ۹ جون ۴۳ منقول از رکی اخبار کامن سنس) ہمارے سمجھ میں ابتک یہ مسلمانوں کیلئے مفید نہیں ہے اور بالخصوص اون مسلمان لوگوں کو جو کہ اقلیت والے صوبوں یوپی بہار مدراس برار بمبئی راجپوتانہ مالوہ وغیرہ میں رہتے ہیں مزید مشکلات کا سامنا ہو جائیگا جنکے لئے مسٹر جناح فرماتے ہیں کہ میں تم اقلیت والوں کو اکثریت والوں پر قربان کرتے ہوئے تمہاری نماز جنازہ پڑھتا ہوں۔

واللہ اعلم

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ
۲۳ ذیقعدہ سنہ ۶۲

مطالبۂ پاکستان کے خلاف علمائے دیوبند کا فتویٰ

ذیل میں جمعیت علمائے ہند کے رہنما مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی کے دستخط شدہ فتویٰ کا عکس شائع کیا جا رہا ہے۔ اس قلمی فتویٰ پر جناب احمد سعید (ناظم جمعیت علمائے ہند) اور جناب حبیب المرسلین نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی کی تصدیقات بھی موجود ہیں۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

I (الف) علمائے کرام و مشائخ عظام کو موجودہ وقت میں اسمبلیوں کے لئے ممبر بنکر جانا جائز ہے یا ناجائز

(ب) بشرط جواز جو حلفیہ عہد وفاداری ان سے لیا جاتا ہے۔ اس کا کیا حل ہو سکتا ہے۔ کیا انگریزوں کے اس عہدنامے پر دستخط کر دینے سے مطمئن بالاسلام ہو کر کچھ حرج لازم نہیں آتی؟

(II) مسلم لیگیوں کا مطالبۂ پاکستان درست ہے یا غلط؟ بینوا توجروا

الجواب

ہندستان میں حکومت کا معاملہ بڑی نزاکت اختیار کر چکا ہے۔ اسلئے اس کے متعلق احکام دینا بہت مشکل اور پیچیدہ ہو گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ علما اور مشائخ اسمبلی میں ممبر بنکر جائیں تو بہتر ہے اسلئے جواز کا فتوے دیتا ہوں

اسمبلی میں جس عہدنامے پر دستخط لئے جاتے ہیں۔ اسمیں اتباع شریعت کے پختہ عہد کے ساتھ دستخط کئے جا سکتے ہیں۔

پاکستان کا مطالبہ ہمارے خیال میں مسلمانوں کے لئے مضر ہے۔ کیونکہ حقیقی پاکستان تو نہ مانگا جاتا ہے نہ اسکے ملنے کی توقع۔ جو پاکستان کہ مانگنے والے مانگتے ہیں وہ تمام ہندستان سے اسلام کی شوکت مٹا کر ایک چھوٹے سے قطعہ میں محدود کر دیتا ہے اور اسمیں بھی مخالف قوی پارٹی موجود ہے۔ اور باقی ہندستان کے کروڑوں مسلمانوں کو مخالفین کے ہاتھوں میں بے دست و پا بنا کر چھوڑ دیتا ہے، یہ صورت مضر اور یقیناً مضر ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ
دہلی

دارالافتاء مدرسہ امینیہ اسلامیہ دہلی

حضرت مفتی صاحب قبلہ کی الجواب صحیح
رائے نہایت صائب اور حبیب المرسلین
اور حق بامتزان (؟) نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی
فقیر احمد سعید کان اللہ لہ

۷۸۶

ہوالقادر
تار کا پتہ:۔ دبدبۂ سکندری رامپور اسٹیٹ

ہوالمعین
رجسٹرڈ حرف اے نمبر ۱۵

خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

بظل حمایت سلطان کونین تاجدار دارین سرکار مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا

نواب کاج سر سید کلب علیخاں بہادر خلد آشیاں کی علمی یادگار

دبدبۂ سکندری
رامپور

قیمت دو آنہ

شریعت طاہرہ و طریقت باہرہ کا علمدار ہندوستان اور مقامات مقدسہ حرمین شریفین و بغداد و قدس اور جنوبی افریقہ اور ہندوستانی ریاستوں میں تاجدار رامپور اور حکومت عالیہ رامپور کے حالات کا منادا اور والیان ریاست کے حالات کا نامۂ نیک نیتی اور خیر اندیشی سے شائع کرنیوالا

سکۂ رئیس رامپور سکہ بر مہر ماہ زد ... گشت ذہنیہ ... شہرہ ... سطوت شاہ ... دبدبۂ سکندری سنہ ۱۲۸۳ ہجری

سنہ ۱۸۶۶ء سے چھپتا ہے

سنہ ۱۲۸۳ھ میں جاری ہوا

سالانہ چندہ: عام شائقین سے چھ روپے سادات کرام و علمائے عظام سے چار روپے ...

مالک و مدیر محمد فضل حسن صابری

قیمت سالانہ: والیان ریاست سے پچاس روپے۔ امراء و بزرگان قوم و وطن سے بارہ روپے

نمبر $\frac{۴۵}{۴۹}$ | ۲۸ ذی قعدہ ۱۳۶۴ھ مطابق ۵ نومبر ۱۹۴۵ء یوم مبارک دوشنبہ | جلد ۸۳

جریدہ دو، نمبر ۱۵

ترانۂ پاکستان

فرمودہ حضرت جہاں استاد علامہ عیش مدظلہ فیروزپوری

امید ہی نہیں بلکہ یقین واثق ہے کہ مسلم اخبارات کے معزز ایڈیٹر صاحبان اس قومی ترانہ کو اپنے اپنے مؤقر جرائد میں شائع فرما کر ملک کے گوشہ گوشہ میں پہنچانے کی سعی فرمائیں گے (ادارہ)

سر تا بقدم قربانی ۔ ہم لوگ ہیں پاکستانی
ہے پاک ہمارا باطن ۔ ہے پاک ہمارا ظاہر
ہر ایک مقابل اپنا ۔ تصویر ہے یا آئینہ
خوشنودی حق زیست اپنی ۔ ناراضگی حق موت اپنی
سیرت میں بھی ہم یکتا ۔ صورت میں بھی ہم یکتا
اسلام ہمارا ہادی ۔ قرآن ہماری منزل
جھکتے ہیں خدا کے آگے ۔ کرتے ہیں اسی کو سجدے
افغانی و ترکستانی ۔ یہ لوگ ہیں نقش اول
پیدا ہے سخاوت ہم سے ۔ ظاہر ہے شجاعت ہم سے
جو راہ میں حائل ہوگا ۔ گم کردہ ساحل ہوگا
لہرائیں پرچم اپنا ۔ دکھلائیں حقیقت اپنی
طالب ہیں انکی رحمت کے ۔ قسمت پر اپنی نثار ہیں

ہم لوگ ہیں پاکستانی ۔ ہم لوگ ہیں پاکستانی
کیا شکل نہیں پہچانی ہم لوگ ہیں پاکستانی
اک دنیا کی حیرانی ہم لوگ ہیں پاکستانی
ہر بات اپنی وجدانی ہم لوگ ہیں پاکستانی
سب کیوں نہ کہیں لاثانی ہم لوگ ہیں پاکستانی
ہم خضر رہ ایمانی ہم لوگ ہیں پاکستانی
ہے جھکی ہوئی پیشانی ہم لوگ ہیں پاکستانی
ہم لوگ ہیں نقش ثانی ہم لوگ ہیں پاکستانی
مسلک اپنا سلطانی ہم لوگ ہیں پاکستانی
ہیچ آب کی ہیں طغیانی ہم لوگ ہیں پاکستانی
اب دل میں یہی ہے ٹھانی ہم لوگ ہیں پاکستانی
آئی ہے جو ہے پیش آنی ہم لوگ ہیں پاکستانی

اب تک جو ہیں خالی دامن اے عیشؔ وہ دامن بھر لیں
کرتے ہیں گہر افشانی ۔ ہم لوگ ہیں پاکستانی

مسلم لیگ کے موقف کی حمایت میں علمائے بریلی کا بیان اور حضرت مفتی اعظم
ہند کے تار کی خبر ہفت روزہ الفقیہ امرتسر میں بھی شائع ہوئی، اس کا عکس ملاحظہ فرمائیں

الفقیہ امرتسر — $\frac{۷}{۱۴}$ نومبر سنہ ۱۹۴۵ء

خیال کے ماتحت شملہ کانفرنس کے زمانہ میں وائسرائے کو حضرت مولانا مولوی مصطفےٰ رضا خانصاحب مدظلہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ رضویہ بریلی کی جانب سے لیگ کی تائید میں تار بھی بھیجا گیا تھا۔ جو ۱۵ جولائی سنہ ۱۹۴۵ء کے روزنامہ انجام دہلی میں شائع ہوا ہے۔ حضرت مولانا موصوف اس وقت برائے حج بیت اللہ شریف تشریف لیگئے ہیں۔ سنی کانفرنس نے جسکے صدر حضرت مولانا موصوف ہیں اپنے بنارس کے حالیہ جلسہ میں مسلم لیگ سے تعاون کرنے اور اس کی تائید و حمایت کرنے کا صاف طور سے اعلان کیا ہے (انجام ۲۷ر اکتوبر سنہ ۱۹۴۵ء)

تحریکِ پاکستان کی

حمایت کا اعلان



گزشتہ دنوں ایک دوست عزیز نے ایک قدیم اور بوسیدہ اشتہار دکھایا جو تحریکِ پاکستان کے زمانے میں پنجاب مسلم لیگ شعبہ نشر و اشاعت کی طرف سے شائع کیا گیا تھا۔ اس اشتہار میں بعض صوفیاءِ کرام کی طرف سے مسلم لیگ کی بھرپور امداد کرنے کی اپیل کی گئی تھی۔ اس اشتہار کی حیثیت چونکہ نادر اور نایاب دستاویز کی تھی، اس لیے اس کی ایک نقل حاصل کر لی گئی۔ قارئین ضیائے حرم کے مطالعے کیلئے یہ تاریخی اشتہار ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

حضراتِ صوفیاءِ کرام کا اعلانِ حق

صرف مسلم لیگ کی حمایت کرو!

مولانا الحاج شاہ محمد قمر الدین چشتی نظامی مدظلہ
سجادہ نشین سیال شریف کا ارشاد ہے :-
"ہر مسلمان کا فرض ہے کہ جنگِ پاکستان میں مسلم لیگ کا ساتھ دے۔"

مولانا الحاج سید غلام محی الدین شاہ چشتی نظامی مدظلہ
سجادہ نشین گولڑہ شریف نے فرمایا :-
"مسلمانو! اس معرکۂ حق و باطل میں مسلم لیگ کا ساتھ دو۔"

زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین **حضرت پیر سید جماعت علی شاہ** محدث علی پوری مدظلہ نے فرمایا :-
"محمد علی جناح ہمارا بہترین وکیل ہے اور مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔"

حضرت مولانا سید فضل شاہ مدظلہ امیر حزب اللہ جلالپور شریف کا ارشاد ہے :-
"مسلمانو! وحدتِ ملت کو قائم رکھو اور مسلم لیگ کا ساتھ دو۔"

حضرت دیوان آلِ رسول علی خان مدظلہ آستانۂ عالیہ اجمیر شریف کا ارشاد ہے :-
"مسلم لیگ نے حصولِ پاکستان کیلئے انتخاب لڑنے کا اعلان کر دیا ہے، اس لیے ہر مسلمان دل و جان کے ساتھ مسلم لیگ کا ساتھ دے۔"

حضرت پیر لاڈلے حسین شاہ مدظلہ، سجادہ نشین گلبرگہ شریف (دکن) نے فرمایا :-
"صرف مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی جماعت ہے۔"

مولانا حافظ خواجہ غلام السدید الدین مدظلہ سجادہ نشین تونسہ شریف نے ایک خاص اعلان میں فرمایا :-
"مریدانِ باصفا اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ مسلم لیگ کا ساتھ دیں۔"

حضرت سجادہ نشین صاحب مدظلہ دربار پاک پتن شریف کا ارشاد ہے :-
"مسلمانوں کے ووٹ کے حقدار صرف مسلم لیگی نمائندے ہیں۔"

پنجاب مسلم لیگ — **جاری کردہ شعبہ نشر و اشاعت**

ماہنامہ ضیائے حرم — جون ۷۶ء

تحریکِ پاکستان کی جدوجہد کے ابتدائی دور میں "پاکستان" کا تصور اس قدر وسیع اور ہمہ گیر تھا کہ یوپی کے اضلاع اور بہار کو پاکستان بنانے کے مطالبے ہوتے رہے۔ لیکن ہندو کی عیاری اور فرنگی کی مسلم کش پالیسی اتنی بھرپور اور مکمل تھی کہ گورداسپور جیسا مسلم اکثریتی علاقہ ہمارے ہاتھ سے نکل گیا۔ اس موقع پر ایک قرارداد کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہو گا، جو اجمیر شریف کے عرس کے موقع پر علمائے کرام کی طرف سے پیش ہو کر پاس ہوئی۔

"......چونکہ اجمیر شریف مسلمانوں کی مذہبی و روحانی زندگی کا ایک مسلمہ سب سے بڑا مرکزی مقام ہے اس لئے اس کو پاکستان میں شامل کیا جانا بے حد ضروری ہے۔"[1]

اس اہم قرارداد کا عکس ملاحظہ فرمائیں :

اخبار دبدبۂ سکندری رامپور نمبر ۳۲ جلد ۸۵ — مطبوعہ ۹ رجون ۱۹۴۷ء — ۴

تقسیم ہند کی تجویز مان لی گئی

۴ رجون کے روزانہ اخبارات میں یہ خبر آگئی کہ مسلم لیگ، کانگریس اور سکھوں نے برطانیہ کی تجاویز کو منظور کر لیا۔ قائدِ اعظم مسٹر جناح نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ مسلم اکثریت والے علاقوں کے لئے ایک جداگانہ وزیر اعظم مقرر کیا جائے اس طرح عارضی حکومت میں دو وزیر اعظم ہوں گے، ایک ہندو اکثریت والے علاقوں کے لئے۔ معلوم ہوا ہے کہ قائدِ اعظم کے اس مطالبے کو منظور کر لیا گیا ہے۔

سبیع حسنی ریاست ... میں یہ اخبار دبدبۂ سکندری یادگار ... پیر سید ... آستانۂ ... حضرت ... صابری مرحوم چھپ کر شائع ہوا۔

اجمیر شریف کو پاکستان میں شامل کیا جائے

اجمیر، ۱ جون۔ ہمارے خصوصی نامہ نگار کی اطلاع ہے۔ یہ معلوم کر کے نہایت مسرت ہوئی کہ بحمدہ تعالیٰ متبرک روحانی تقریب پر نوریہ ناسرکار اعظم اجمیر شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عرس شریف اپنی تواریخ میں بخیر و خوبی ہو گیا۔ باوجود انعدام سہولت سفر ہندوستان کے ہر حصے کے نیز عربیا، افغانستان، جنوبی افریقہ کے ہزاروں زائرین نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔ پانی کی فراہمی، غلہ، شکر اور دوسری اشیاء ماکولات و مشروبات کا اہتمام ... نے قابل تحسین کیا تھا، عام شہرت تھی کہ زائرین کرام کو حکومت کی جانب سے ... ہزار راشن کارڈ جاری کر دیے گئے تھے۔ ہمارے خصوصی نامہ نگار نے دیکھا کہ سردار عبد الرب نشتر وزیر رسل و رسائل عارضی حکومتِ ہند بھی بکمال عقیدت عرس شریف میں حاضر تھے۔ آپ نے درگاہ شریف میں قل کی شام کو ایک عام جلسہ میں اپنی ولولہ انگیز تقریر سے ہزارہا حاضرین کی سامعہ نوازی کی۔ حضرات علمائے کرام اور سجادہ نشین صاحبان اور عام صوفیائے عظام کی جانب سے ایک متفقہ رزولیوشن منظور کیا گیا کہ "چونکہ اجمیر شریف مسلمانوں کی مذہبی و روحانی زندگی کا ایک مسلمہ سب سے بڑا مرکزی مقام ہے اس لئے اس کو پاکستان میں شامل کیا جانا بے حد ضروری ہے۔" ہم بھی اس قرارداد کی تائید کرتے ہیں۔ جب اجمیر شریف ایسا مقام پاکستان میں شامل نہ کیا گیا۔ تو دنیائے تصوف میں ایک تاریکی پیدا ہو جائے گی اور مسلمان اس کے لئے کسی قیمت پر بھی راضی نہ ہوگا۔

[1] اخبار دبدبۂ سکندری، رامپور۔ مطبوعہ ۹ رجون ۱۹۴۷ء، ص ۴

بنارس کانفرنس کے موقع پر

محدّث کچھوچھوی کے تاریخی خطبہ کے اقتباسات

ماتمِ علماء و مشائخ

سے نکالا جارہا ہے اُس کو مقروض بنا کر دبایا جا رہا ہے، اُس کی وراثتِ حکومت کو غصب کیا جا رہا ہے۔ آخر یہ سب کیوں ہے؟ کیا ہماری قوم میں کوئی ہمارا سردار نہیں ہے؟ یہ تو صراحۃً غلط ہے۔ بعونہٖ تعالیٰ ہمارے قدرتی اور خلقی سردار ہمارے علماء ہمارے مشائخ اس ملک کے زمین و آسمان کو سنبھالنے والے اتنے ہیں کہ آج تک اُن کے شمار کی آخری تعداد ہزاروں کے بعد بھی معلوم نہ ہو سکی۔ تو پھر کیا وہ ہماری سُنتے نہیں یا ہمارے حال کو دیکھتے نہیں، یہ بھی غلط ہے۔ وہ نہ سُنیں تو پھر سُننے والا کون ہے۔ وہ نہ دیکھیں تو پھر دیکھنے والا کہاں رہتا ہے تو کیا وہ غافل

مانگِ پاکستان

میں پاکستان کی بحث تھی۔ لیکن آل انڈیا سُنی کانفرنس کا پاکستان ایک ایسی خود مختار آزاد حکومت ہے جس میں شریعتِ اسلامیہ کے مطابق فقہی اصول پر کسی قوم کی نہیں بلکہ اسلام کی حکومت ہو جس کو مختصر طور پر یوں کہیے کہ خلافتِ راشدہ کا نمونہ ہو۔ ہماری آرزو ہے کہ اسی وقت ساری زمین پاکستان ہو جائے لیکن اگر عالمِ اسباب میں رفتہ رفتہ درجہ بدرجہ حصہ بحصہ تھوڑا تھوڑا کرکے پاکستان بنتا جائے تو اس کو بنایا جائے کسی حصہ زمین کو پاکستان بنانا اس کے سوا دوسرے حصہ کے ناپاک رہنے پر رضامندی نہیں ہے بلکہ عالمِ اسباب میں حکمتِ تدریج ہے۔ ہندوستان تک صحابۂ کرام نہیں پہنچے تو وہ اس لیے نہ تھا کہ ہندوستان

اے ہمارے شفا بخشنے والے حکماءِ اسلام! ہم نے اپنی بیماریاں بیان کر دیں، اور بیماریوں نے اس قدر نڈھال کر دیا ہے کہ ہم تھک گئے اور ہماری بیماریوں کا بہت کچھ بیان رہ گیا، آپ کی اُنگلیاں ہماری نبض پر ہیں آپ کی حذاقت نے ہم کو بھانپ لیا ہے جو ہم نے کہا وہ بھی اور جو نہیں کہا وہ بھی آپ کی فراست کے سامنے ہے۔ للہ ہمارا علاج کیجیے اپنے رسولِ پاک کا صدقہ ہماری امداد کیجیے غوث کے نام کی بھیک دیجیے خواجہ کے طفیل خبر لیجیے، نقشبند کی سرکار کا صدقہ دیجیے۔

ہائے ہم تو اس قابل بھی نہیں کہ آپ سے رسمی طور پر بھی کہہ سکیں کہ ہماری خادمانہ فروگزاشتوں کو معاف کیجیے یہ وہ کہے جو کچھ تو خدمت کرے ہم نے تو آپ کو اس شرط پر زحمت دی کہ اپنا راشن آپ ساتھ لائیے ہم ایک نوالہ بھی نہیں دے سکتے ایک مرتبہ سُنی کانفرنس میدانِ کربلا میں قائم ہوئی تھی کہ نہرِ فرات آج تک شرم سے پانی پانی ہے، آج بنارس کی گنگا کا یہی حال ہے کہ ہمیشہ آب آب رہے ہم شرم کے مارے اپنے سر کو جھکائے ہوئے آپ کی وفاداری کا عہد کرتے ہوئے آپ کا خیر مقدم کرتے ہیں اور اپنی مجلسِ استقبالیہ کے مخلص درویشوں کے لیے درخواستِ دعا کے ساتھ ساتھ خاموش ہوتے ہیں اور ہماری یہی خاموشی آپ کے کریمانہ اخلاق کا اعتراف اور اپنی مجبوریوں پر رحم کی بہزار ادب درخواست ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا وفادار

فقیر اشرفی و گدائے جیلانی ابو المحامد سیّد محمد غفرلہٗ کچھوچھوی (صدر مجلسِ استقبالیہ)

۲۷۔ اپریل ۱۹۴۶ء

آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس

کُل پاکستان

سُنّی کانفرنس

مُلتان

انشاء اللہ تعالیٰ

فون نمبر
لاہور ۶۰۴۵۹
ملتان ۷۲۵۲۱
کراچی ۷۲۷۲۲

بتاریخ ۱۶-۱۷-اکتوبر ۱۹۷۸ء بروز پیر-منگل

شان و شوکت سے منعقد ہو رہی ہے

شعبۂ نشر و اشاعت

جماعت اہلسنت پاکستان

MONTHLY R.L. No:- 7650

FAIZAN

RAZA BUILDING OPP. DATA DARBAR HOSPITAL RATTIGON ROAD, LAHORE.



ملتان کے بے تاج بادشاہ

مولانا حامد علی خاں